سوانح

علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ

آلِ محمد رزمی

2
4
378

مکتبہ زید شہید گلشن اقبال کراچی

سوانح

علّامہ محمّد باقر مجلسی علیہ الرحمہ

آلِ محمد رزمی

مکتبہ زید شہید گلشن اقبال کراچی

اس کتاب کے حقوق پبلیشر یا مصنف کے نام محفوظ نہیں ہیں، کوئی بھی شخص یا ادارہ پبلیشر یا مصنف کی اجازت کے بغیر طبع کرنے کا مجاز ہے۔

بار اوّل ــــــــــــ ۱۹۹۴ء
تعداد ــــــــــــ ایک ہزار

التماس سورہ فاتحہ

سیدہ رضیہ بیگم — سیدہ عالیہ بیگم
سیدہ فاخرہ بیگم — سیدہ داور علی

اور

سید سردار علی

سوگواران

سید علی رضوی — سید اسد علی رضوی
سیدہ مسرت — سید سیما — سیدہ بتول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یرفع اللہ الذین آمنوا والذین اوتوا العلم درجات

یہ جان کر بڑی خوشی ہوئی کہ مکتبہ زید شہید کراچی علامہ محمد باقر مجلسی دوم کی سوانح حیات مرتب کر رہے ہیں اور اس سے قبل بھی متعدد علمائے کرام کی سوانح حیات شائع کر چکے ہیں یہ ایک مستحسن قدم ہے اپنے اکابر اور جید علمائے کرام کے حالات زندگی مذہبی و علمی اور تحریری خدمات سے نئی نسل کو آگاہ کرنا ایک اہم فریضہ کی بجا آوری ہے۔ ان موضوعات پر اگرچہ عربی و فارسی زبان میں بھی کچھ زیادہ پیش رفت نہیں ہوئی تاہم اردو زبان میں تو اس موضوع پر سرے سے کوئی کام نہیں ہوا۔ اراکین مکتبہ زید شہید اور آل محمد رزمی دونوں لائق ستائش ہیں و مبارک باد ہیں کہ انھوں نے اس ذمہ داری کو سرانجام دیا ہے جسے ہمارے علماء و خطبا کو انجام دینا چاہئے تھا! علامہ محمد باقر مجلسی قدس سرہ کا شمار ہمارے مجددین میں ہوتا ہے جنھیں مکتبہ تشیع کے نشاط ثانیہ کا شرف حاصل ہوا اور جن کی علمی بصیرت، تقویٰ و طہارت، زہد و فضل ائمہ طاہرین علیہم السلام سے والہانہ عقیدت و ارادت و معرفت تعارف سے بے نیاز ہے۔ حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے: کہ کسی قوم کے درمیان عالم دین کی وہی حیثیت ہو جیسی کسی نبی کی امت کے درمیان ہوتی ہو"۔ بلاشبہ علامہ مجلسی کی حیثیت شیعہ مذہب میں حضور اکرمؐ کے فرمان کے مطابق وہی ہے جیسے نبی کی ہوتی ہے۔ ایک اور جگہ سرکار رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا "علماء انبیا کے وارث ہیں" بلاشبہ علامہ مجلسی کی مذہبی دینی اور علمی خدمات کے پیش نظر وہ انبیاء کرام اور ائمہ طاہرین دونوں کے وارث ہیں۔ ان کی مکمل خدمات کو ضابطہ تحریر میں لانے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ آپ کی صرف ایک کتاب "بحار الانوار" کا کماحقہ ادراک و احاطہ مشکل ہے۔ ہمیں چاہئے کہ تاریخی دیانت داری اور مذہبی ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ان اکابر علماء کی سوانح حیات اور علمی آثار کی تفصیل آئندہ نسلوں کے حوالے کریں۔ علامہ مجلسی نے اپنے دور میں مکتبہ تشیع کی تجدید فرمائی ان سے انتشار علوم و معارف ہوا انھوں نے اپنے علمی آثار میں سیکڑوں کتابیں چھوڑیں۔ آپ نے علوم آل محمدؐ کی تشریح، توضیح، تفسیر و تبلیغ بڑے احسن طریقے سے فرمائی۔ علامہ مجلسی جامع کمالات عالم تھے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے عاشق اور فدا کار ہونے کی حیثیت سے مجلسی کہلائے۔ آپ نے نہ صرف خود بامقصد زندگی بسر کی بلکہ آپ کی بامقصد زندگی دوسروں کے لئے دعوت عمل بن گئی۔ آپ نے اپنے دور میں اسلام دشمنوں کے الزامات کے جوابات بھی دیے اور اہل بیت دشمنوں کے مذموم الزامات اور اتہامات کے مدلل جوابات بھی دیے آپ کی علمی خدمات صرف مکتبہ تشیع تک محدود نہیں بلکہ آپ ہر ذی شعور مسلمان اور دین دار مومن کے لئے ایک ایسا شجر سایہ دار ہیں جن کے نیچے بیٹھ کر انسان نہ صرف علم کی خنکی محسوس کرتا ہے بلکہ اپنی جہالت کے گرد و غبار کو صاف کر کے

اسلام کی حقیقی تعلیم تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ آل محمد رزمی علامہ مجلسی کے متعلق عامۃ المسلمین کے مطالعہ کے لئے ہدیہ کر رہے ہیں۔ ان علمائے کرام کی سوانح حیات کے مطالعے سے ہمیں یہ سوچنے اور سمجھنے کا موقع ملتا ہے کہ علماء کی کیا تعریف ہے سرزمین ایران اس سلسلے میں بڑی خوش قسمت ہے کہ یہیں سے ہزاروں ایسے علماء پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں جو مکتبہ تشیع کو علم کے گراں مایہ خزانے سے مالامال کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔

خدا آل محمد رزمی کو کامیاب و کامران فرمائے۔ میری دعائیں و نیک تمنائیں ان کے اور مکتبہ زید شہید کے ساتھ ہے۔

والسلام

شبیر حسن نجفی

maablib.org

کیا ہم زندہ قوم ہیں؟

مومنین کرام آج ہم جس دور سے گذر رہے ہیں اور جس طرح انسان سے اسکی فکری اساس چھینی جارہی ہے اور جس طرح ہمارے شاندار ماضی' ہمارے اکابرین علماء کے علمی کارناموں اور عمل و کردار پر پردہ ڈالا جارہا ہے۔ یہ سانحہ کوئی نیا نہیں ہر دور میں اہلبیت دشمنوں نے فضا کو شیعان حیدر کرار کیلئے کرب آمیز اور کرب انگیز بنا رکھا ہے۔ چونکہ فکر و نظر کے اس خرابے میں صرف ایک فکر سب سے علیحدہ' واضح' حقیقت سے قریب تر اور روشن نظر آتی ہے وہ اہلبیت اطہار کی فکر ہے۔ جس نے اس دور میں لادینیت کی تیرہ و تار فضا میں دین کی شمع روشن کی اور ملوکی سازشوں کا مقابلہ کیا' ان کے بعد ہمارے علماء کرام نے باطل کے ایوانوں میں حق کی شمع جلائی اور جبر حکومت اور طمع دولت اور ہزاروں مخالفت کے باوجود حق کا پرچم اٹھائے رکھا۔ اب یہ ان باکردار علماء کا ہم پر قرض اور ہمارا فرض ہے کہ ان شاندار نظری' فکری' علمی' مذہبی' تحریری اور عملی کارناموں سے نئی نسل کو متعارف کرائیں اور ان کی سوانح حیات پیش کریں تاکہ ہمارے نوجوان اس بازیافت سے کما حقہ استفادہ کرسکیں۔ آج سے دو سال قبل چند اہل فکر و نظر نے حضرت زید بن یحیی بن زید بن امام زین العابدین علیہ السلام کے نام نامی سے منسوب کرتے ہوئے مکتبہ زید شہید کی بنیاد ڈالی اور اخلاص و للہیت کی وجہ سے ۲ سال کے قلیل عرصہ میں خاطر خواہ کامیابی حاصل کی اور سوانح آیت اللہ خوئی' شہید ثالث' صحیفہ کربلا' شہید علمائے حق' یعقوب کلینی اور شیخ صدوق پر کتابیں طبع ہو کر نذر مومنین ہو چکی ہیں' زیر طبع کتابوں میں سوانح علامہ مجلسی' سوانح سید شریف رضی اور پیش قلم کتابوں میں سوانح شیخ مفید' سوانح محقق طوسی' سوانح آل غفر آنماب اور سوانح آل عبقات شامل ہیں۔

مکتبہ زید شہید کے مقاصد و منشور

(۱) جو کتابیں ناپید ہو چکی ہیں انہیں طبع کرا کر از سر نو زندہ کرنا

(۲) علمائے ماسلف کے علمی' فکری اور عملی کارناموں اور قربانیوں سے نئی نسل کو آگاہ کرنا

(۳) قوم میں نئے لکھنے والوں کو متعارف کرانا

(۴) یہ کتابیں مومنین میں مفت تقسیم کی جاتی ہیں

(۵) یہ کتابیں کوئی بھی شخص چھاپ سکتا ہے ادارہ کی طرف سے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے

(۶) اگر ہم اپنے مذہبی اخراجات میں کچھ رقم ان کتابوں کی اشاعت میں لگادیں تو ہمارا علمی سرمایہ

بڑی حد تک محفوظ ہو جائے گا۔

(ے) چند ریذار روذمہ دار مومنین نے اپنے گذشتگان کے ایصال ثواب کیلئے کتابیں طبع کروائی ہیں جو حضرات اپنے مرحومین کیلئے صدقہ جاریہ کے طور پر ان کتابوں کو طبع کرانا چاہیں انہیں اسکی پوری اجازت ہے

مومنین کرام! تاریخ شاہد ہے کہ وہی قوم دنیا میں زندہ رہتی ہے اور مہذب و تعلیمیافتہ کہلاتی ہے۔ جس قوم کا علمی سرمایہ محفوظ رہتا ہے جس میں اہل قلم زیادہ ہوں۔

قوم کے اہل فکر و نظر سے گذارش ہے کہ وہ آگے تشریف لائیں اور ہوا کے رخ کو دیکھتے ہوئے دامے' درمے سخنے' قدمے اور قلمے ہماری معاونت فرمائیں۔

والسلام

اراکین مکتبہ زید شہید
۳-۱- نعمان ٹیرس فیز ۳ گلشن اقبال بلاک ۱۱- یونیورسٹی روڈ کراچی
فون نمبر ۸۱۳۸۶۸

عرض حال

قیام پاکستان کے بعد ہمیں جن مسائل کا سامنا ہوا ان میں ایک مسئلہ اپنی قومی ومذہبی اقدار وتہذیب کے نقوش اجاگر کرنے کا تھا اور دوسرا اور غالباً سب سے بڑا مسئلہ اپنے مذہب کے ان ستونوں (علماء کرام) کے نام اور شاندار علمی ومذہبی کارناموں سے ناواقفیت وبے خبری کا تھا جنکے قیمتی وگراں بہا آثار ہماری غفلت اور فراموشی کا شکار ہو کر زمانے کی گرد تلے دبتے چلے جارہے تھے اسلام کی ان محترم ومقتدر شخصیتوں سے ہماری چشم پوشی وبے خبری تاریخ کی ایک ایسی نفی ہے جس نے ہمیں نئی نسل کا مجرم بنادیا ہے۔

ہر باشعور و زندہ قوم اپنے مستقبل کا لائحہ عمل تیار کرنے کیلئے اپنے ماضی کے شاندار کارناموں کی بازیافت میں پناہ لیتی ہے اور وہ قوم اس وقت قعرِ ذلت میں گر جاتی ہے جب وہ اپنے شاندار ماضی اور اپنے اکابرین کے کارناموں اور قربانیوں سے بیگانہ ہو جاتی ہے۔ ہماری قوم بھی کچھ اسی قسم کی بیگانگی کا شکار ہے آج ہم اپنے ان اساسی علماء کے شاندار کارناموں اور قربانیوں سے بے بہرہ ہو چکے ہیں جو اقامت دین کا فریضہ انجام دیتے ہوئے خدا کی راہ میں قربان ہوگئے' جنکی روشن تحریروں نے ہر صدی کو منور رکھا اور ہر صدی کے لوگوں کو جہالت کی تیرگی سے نکال کر علم کی روشنی عطا کی۔ جنکی شہادتوں کے نور وضیا سے چہرہ اسلام روشن ہے' جنکے تقویٰ وتقدس پر فرشتوں کو ناز اور جنکے علم وعمل وزہد وتقویٰ و خدا ترسی وخدا خوفی نے ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ جنکی اہلبیت سے ارادت و عقیدت اظہر من الشمس تھی اور جنکی نجات اور جنکے لئے بہشت کی بشارت خود آئمہ طاہرین علیہم السلام نے عطا فرمائی۔ ان علماء کے کردار وعمل کی وجہ سے لاکھوں لوگوں نے مذہب حقہ اختیار کیا۔

آج جب ہم ان جید و مقدس علماء سے قوم کی بے حسی اور ان اکابر علماء کی خدمات وکارناموں سے اعراض واغماض دیکھتے ہیں تو افسوس بھی ہوتا ہے اور احساس بھی اور یہی احساس اور یہی کرب مکتبہ زید شہید کی تاسیس کا باعث بنا اور ہم نے اپنے چند رفقاء کی معیت میں جذبہ ترفع اور ستائش وشہرت سے بے نیاز ہو کر اپنے محدود وسائل کے ساتھ اس کار خیر کا آغاز کیا اور اس ادارہ کی زیر نگرانی متعدد علماء کرام کی سوانح حیات بغیر کسی بدل اشتراک کے مومنین کی نذر کر چکے ہیں اور ابھی کئی کتابیں زیر طباعت ہیں۔ علاوہ ازیں ہم نے عام روش سے ہٹ کر اس کتاب کے جملہ حقوق بھی نذر مومنین کرام کر چکے ہیں جو مومن بھی اس کتاب کی اہمیت وافادیت کو محسوس کرے وہ ہم سے اجازت لئے بغیر اسے شائع کرسکتا ہے۔

آج جبکہ ہمیں اپنے مفاد و اغراض کیلئے عموماً اپنے اسلاف و اکابرین کے کارناموں سے دور کیا جارہا ہے تو ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان علماء خیر کی تلاش کریں جنکی وساطت سے مذہب اسلام اپنے حقیقی مدعا و مفہوم کے ساتھ ہم تک پہونچا۔

جب ہم تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو اس کے گرد آلود اوراق کے دامن میں علامہ محمد باقر مجلسی' علامہ سید شریف رضی' علامہ مرتضیٰ علم الہدیٰ' علامہ حلی' شیخ مفید' محقق طوسی' علامہ شیخ شمس الدین شہید اول' شیخ زین الدین شہید ثانی' قاضی نور اللہ شوستری شہید ثالث' علامہ مرزا کامل دہلوی' شہید رابع' مفتی محمد عباس' حضرت غفرانمآب' سرکار ناصر الملت اور جب اپنے حال پر نظر ڈالتے ہیں تو آیت اللہ دست الغیب شہد' شہید باقر الصدر' آقائی خوئی' امام خمینی اور آقای مرعشی نجفی جیسی مقدس و محترم ہستیاں دکھائی دیتی ہیں۔ ان علماء کے فضائل بیان کرنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ مجھے اپنی بے بضاعتی و تہی دامنی و کم علمی کا اعتراف ہے میں کہاں اور ان علماء کرام کے اوصاف حمیدہ و صفات جلیلہ کہاں ذیل میں ان میں سے چند علماء کے کچھ واقعات اظہار عقیدت کیلئے نذر مومنین کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

(۱) علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کو ذکر حسین سے بڑا پیار تھا وہ اپنے ہر درس کے بعد ایک چھوٹی سی مجلس پڑھتے تھے مرحوم شیخ عباس قمی اپنی کتاب "منتہی الآمال" میں تحریر فرماتے ہیں: کہ ایک رات علامہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ صحن حرم سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام میں طلباء کو درس دے رہے ہیں۔ درس کے بعد چاہتے ہیں کہ وہ مجلس پڑھیں کہ ایک شخص آیا اور اس نے علامہ مجلسی سے کہا کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا فرمارہی ہیں کہ "میرے حسین کی رخصت کی مجلس پڑھو۔ علامہ نے حکم تعمیل کرتے ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام کی رخصت بیان فرمائی۔ خود علامہ مجلسی کی ولادت کا واقعہ اس عظیم عالم دین کی عظمت کا ثبوت ہے یہ واقعہ اس کتاب میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

شہید اول علامہ شیخ شمس الدین کو شہید کرنے سے قبل قلعہ دمشق میں قید کر دیا گیا۔ آپ نے موت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شیعوں کی معروف ترین کتاب "لمعہ" کو قلعہ دمشق میں صرف ایک ہفتہ میں تحریر فرمایا۔ صاحب امل تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص قتل کیلئے قید کیا جائے اور ہفتہ بھر میں لمعہ جیسی جلیل القدر کتاب لکھے جو نہایت متین' مہذب اور بہترین ہے یہ دلیل کمال و جلالت مصنف ہے (قصص العلماء میرزا تنکابنی' مجالس المومنین) اور آخر میں اس دور کے ایک عظیم مجتہد آیت اللہ العظمیٰ آقای سید شہاب الدین مرعشی نجفی کے وصیت نامہ سے چند اقتباسات پیش کرتا ہوں۔ (۱) وصیت کرتا ہوں

شیعہ دانشوروں کے آثار اور انکی کتابوں کی نشرواشاعت کے بارے میں خاص طور پر وہ کتابیں جو گذشتہ دانشوروں کی محنت کا نتیجہ ہیں اس لئے کہ یہ طریقہ دورِ انحطاط اور برگشتہ حالات میں مذہب کی تقویت کے بہترین راستوں میں سے ہے

(۲) وصیت کرتا ہوں: زہد دنیاوی طور طریقوں سے بے اعتنائی' پرہیزگاری' پارسائی اور احتیاط کی راہ اختیار کیلئے رہنے کی (فرازہائی از وصیت نامہ الہی آقای مرعشی نجفی صفحہ نمبر۹)

وصیت کرتا ہوں اس بات کی کہ اس سیاہ لباس کو جسے میں محرم اور صفر میں آل رسولؑ کے غم و حزن میں پہنتا تھا میرے ساتھ میری قبر میں دفن کریں۔ وصیت کرتا ہوں اس جاء نماز کے بارے میں جس پر میں نے ستر سال نماز شب ادا کی ہے اسے میرے ساتھ دفن کیا جائے۔ وصیت کرتا ہوں اس خاک شفاء کی تسبیح کو جس پر بوقت سحر میں استغفار پڑھتا ہوں میرے ساتھ دفن کیا جائے' وصیت کرتا ہوں اس رومال کے بارے میں جس میں میں نے ان آنسوؤں کو جذب کیا تھا جو میرے جد حسین مظلوم اور اہلبیت اکرم کے غم اور سوگ میں' میں نے بہائے تھے اور اپنا چہرہ صاف کیا تھا کہ اسے کفن میں میرے سینے پر رکھا جائے۔

وصیت کرتا ہوں کہ کسی متدین شخص کو میری نیابت میں ادائیگی حج کیلئے روانہ کرے تاکہ وہ میرے لئے اس فریضہ الہی کو بجالائے ہاں اگر اس کام کو خود یعنی آقای حاج سید محمود (فرزند اکبر آقائے مرعشی نجفی) بہ نفس نفیس انجام دیں تو کیا ہی اچھا ہے۔ ورنہ کسی معتبر اور امین شخص کو اجرت پر اس کام کیلئے روانہ کرے کیونکہ مجھے اس بات کا دکھ ہے کہ حج کے اخراجات کیلئے میرے پاس ذریعہ نہیں۔ وصیت کرتا ہوں کہ اگر عتبات عالیات کی زیارت کا راستہ کھل جائے تو کسی دوسرے متدین شخص کو اس حقیر کی طرف سے کربلا' نجف' کاظمین' سامرہ اور عراق کے تمام مشاہد مقدسہ کی زیارات کیلئے روانہ کرے۔

(۳) وصیت کرتا ہوں کہ میرے جنازہ کو بی بی فاطمہ حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا کی ضریح مطہر کے سامنے رکھ کر میرے عمامے کے ایک سرے کو ضریح مطہر اور دوسرے سرے کو بعنوان دخیل تابوت میں باندھ کر میرے مظلوم آقا امام حسین علیہ السلام کی رخصت آخر اور آپ کے اہلبیت اطہار کی مصیبت کی مجلس پڑھی جائے (وصیت نامہ آقائی مرعشی نجفی صفحہ ۱۷ تا ۲۰)

مندرجہ بالا سطور سے ہمارے علماء کی اہلبیت سے توسل کا پتہ چلتا ہے۔ اسی طرح آیت اللہ دستغیب نے دین کی راہ میں اپنی جان قربان کردی' آیت اللہ باقر الصدر نے صدام سے مفاہمت کے بجائے شہادت کو قبول کیا۔ امام خمینی رحمتہ اللہ علیہ نے مذہب' فرقہ واریت رنگ و نسل و علاقائیت سے بالاتر

ہو کر عالم اسلام کیلئے کام کیا اور افغانستان کے مجاہدین ہوں یا کشمیر کے حریت پسند' مصر و الجزائر کے مسلمان ہوں یا ایتھوپیا کے فاقہ زدہ انسان سب کی امداد کی۔ اور انسان مشربی کو فوقیت دی۔ اور آپ تنگ نظری وملائیت سے بیزار تھے۔

ان واقعات کے آئینہ میں علماء کرام کے کردار و عمل کے یہ نمونے دیکھنے کے بعد ہمیں فیصلہ کرنا چاہئے کہ اگر علماء یہ ہیں۔ تو ہماری صفوں میں بیٹھے ہوئے یہ گندم نما جو فروش کیا ہیں؟ ان باسلف علماء کی سیرت کو نئی نسل سے آگاہ کرنا' شریعت محمدی کی پاسداری' ضمیر انسانی کی ترجمانی' حق کی نگہبانی اور حقوق انسانی کی پاسبانی کس کی ذمہ داری ہے۔ میرا روئے سخن علمائے خیر کی طرف نہیں ہے' علمائے خیر قابل تعریف اور لائق صد احترام ہیں کیونکہ مراد العلماء افضل من دماء الشہداء۔

یہ کتاب انہی علمائے خیر میں سے ایک عالم اور خاصان خدا میں سے ایک اہم ترین و مستند و محترم نام علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کا ہے' آپ کا شمار عالم اسلام کے ان ممتاز علماء کرام و فقہاء و محدثین میں ہوتا ہے جو اپنے شاندار علمی کارناموں' زہد و تقویٰ' کردار و عمل' انسانیت' خدا خوفی' اور خدا ترسی کی وجہ سے افق تاریخ پر صدیوں سے روشن ہے اور اسکے علمی آثار کے حیات بخش ثمرات دنیائے اسلام پر تاقیام قیامت مرتب ہوتے رہیں گے۔ آپ کی معرکۃ الاراء تصانیف میں بحار الانوار ۱۱۵ جلدیں۔ حیات القلوب' (۳) جلدیں حق الیقین حلیۃ المتقین' زاد المعاد اور جلاء العیون خاصی مشہور ہیں جن کا عربی' فارسی اور اردو وغیرہ میں ترجمہ ہو چکا ہے معروف ادیب آل محمد رزمی نے علامہ محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ کی BIO GRAPHY کو بڑی محنت سے مرتب کیا ہے اور کتاب میں دیئے گئے موضوعات سے پورا پورا انصاف کیا ہے۔ مومنین کی خدمت میں بھی عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ اپنے علماء صالحین کی سوانح حیات کا مطالعہ فرمائیں تاکہ وہ ان معلومات کو آنے والی نسلوں تک منتقل کر کے نئی نسل کا قرض چکا سکیں اور ان باکردار علماء کی مقدس زندگی کو اپنا IDEAL بنائیں اور ان علماء کے کردار کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی صفوں میں ایسے ہی جید و باکردار علماء کو تلاش کریں۔

خاکپائے اہلبیت

سید علی رضوی

سوانح علامہ مجلسی قدس سرہ

ذات واجب نے خود آگاہی و خدا شناسی' دین کے احیاء و تاسیس' معرفت شریعت و طریقت' تزکیہ نفس' علم و حکمت کی تعلیم' خیر و شر' نیکی و بدی اور حق و باطل کے فرق کو واضح کرنے' انسان کو اس مقصد تخلیق سے آگاہ کرنے اور انسان کے اندر کے حیوان کو شائستہ بنانے اور قافلہ فکر و عمل انسانی کو آگے بڑھانے کیلئے ہر دور میں اسکے تقاضوں کے مطابق انبیاء کرام اور آئمہ الطاھرین کو مبعوث فرمایا۔ پروردگار عالم نے نوع انسانی کی ہدایت و رہنمائی کے جس سلسلے کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے کیا تھا اس کا اختتام حضرت قائم آل محمد علیہ السلام (عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف) پر ہوگا حضرت قائم آل محمدؑ کی غیر موجودگی و غیبت میں علم و حکمت کی تعلیم و رہنمائی کا اہم ترین فریضہ ہمارے علمائے کرام کے سپرد ہے علماء کرام قوم کے رہبر ہی نہیں مصلح بھی ہوتے ہیں اور قوم کے فنا ہوتے ہوئے فلسفہ زندگی بے جان امنگوں اور بیمار ارادوں میں جان ڈال دیتے ہیں اور اپنے پیغامات کے وسیلے سے قوم کے فکری' علمی اور عملی شعور کو بیدار کر کے اس کے جاں بلب حوصلوں میں نئی روح پھونکتے ہیں۔

فضیلت علماء

علم خود ایک افضل سعادات اور اکمل کمالات ہے۔ تمام مخلوقات پر انسان علم کی وجہ سے فضیلت یافتہ ہے۔ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب (فریضہ) ہے"۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ "علم' طلب علم اور اس پر عمل کرنا واجب و لازم اور ضروری ہے"۔

عالم نسواں کی رہنما سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمہ زہرا سلام و صلواۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ "مجھ سے میرے پدر گرامی نے ارشاد فرمایا کہ علمائے شیعہ جب روز قیامت محشور ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو حلہ ہائے بہشت عطا فرمائے گا کیونکہ انہوں نے ان شیعہ یتیموں کو جو اپنے زمانہ کے امام کی غیبت کی وجہ سے اپنے علم سے فیضیاب کیا تھا' ان کی سرپرستی کی تھی اور ان پر اسی طرح لطف و کرم فرما کر علم سکھایا تھا جس طرح امام اپنی موجودگی میں اپنے شیعوں پر لطف و مہربانی سے پیش آتا ہے اور امام حقیقی ماں باپ سے زیادہ مہربان ہوتا ہے" حضرت امام زین العابدین فرماتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ نے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے موسیٰ میرے بندوں کو میری دوستی سکھاؤ' عرض کیا بار الہا اس حکم کی تعمیل کیلئے کیا طریقہ بہتر و مناسب ہے؟ حکم ہوا ہماری نعمتیں انکو یاد دلاؤ' اگر گمراہ لوگوں میں سے کسی ایک نے

بھی ہدایت پائی تو اسکا ثواب تمہیں سو سال کی اس عبادت سے زیادہ ہو گا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ جو شخص دین سے علم حاصل کر کے مستفید ہوتا ہے وہ ستر ہزار عابدوں سے بہتر ثواب حاصل کرتا ہے۔

ایک اور جگہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں عالم شخص جاہلوں میں ایسا ہے جیسا کہ اندھیرے میں چراغ' جسکی روشنی میں راستہ چلنے والے روشنی کرنے والے کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں جو اس کے علم کے چراغ سے ہدایت کی راہ پائے گا۔ گویا اس کا آزاد کردہ ہے کہ جہالت کے جہنم سے نکالا اور اس کے عوض خداوند عالم ایک لاکھ رکعت نمازوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:۔ ہمارے علماء اس سرحد کے نگہبان ہیں جو شیطان اور اس کے لشکر کی طرف ہے گویا وہ شیطانی لشکر کو مومنوں پر حملہ کرنے سے روکتے ہیں پھر فرمایا: "جو کوئی ہمارے شیعوں میں سے اس کام پر مستعد ہو وہ ہزار درجے بہتر ہے ان لوگوں سے جنہوں نے ترک و روم سے جہاد کیا۔ کیونکہ عالم شیعوں کی حفاظت کرتا ہے۔"

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا "جاہل شیعوں کو جہالت سے بچانے والا ایک عالم فقیہ' شیطان پر ہزاروں عابدوں سے بھاری ہے کیونکہ عابد صرف اپنی نجات کی کوشش کرتا ہے اور عالم خود اور دوسرے بہت سے بندگان خدا کو شیطان کے دھوکے اور مکر و فریب سے محفوظ رکھتا ہے قیامت کے روز منادی ندا کرے گا: اے یتیم شیعوں کی خبر گیری کرنے والے! تو امام کی غیبت کے وقت ان کی ہدایت کا ضامن رہا' جنہوں نے تجھ سے علم حاصل کیا' ان کی شفاعت کر۔ تب وہ انکی شفاعت کرے گا اور اسکی سفارش سے لاکھوں آدمی اس کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد نجات پائیں گے۔" حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا یہ ارشاد گرامی عصر حاضر کے ان خطباء کیلئے نص اور واضح دلیل ہے جو آئمہ الطاہرین کی شفاعت کے قائل نہیں ہیں یا اس قسم کی بے سروپا اور لغو باتیں کرتے ہیں کہ قیامت میں نفسا نفسی ہو گی انبیاء و آئمہ سب پریشان ہوں گے کوئی کسی کے کام نہ آئے گا اگر کوئی چیز کام آئے گی تو اس شخص کے اعمال ہوں گے' حیرت ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تو یہ فرماتے ہیں کہ علماء شاگردوں کی شفاعت کریں گے اور ان کی سفارش سے لاکھوں شاگرد نجات پائیں گے"۔ کہیں شفاعت کے معاملے میں اس قسم کی بددلی پھیلانے کا مقصد عمل کی آڑ میں عظمت آئمہ الطاہرین کو گھٹانا تو مقصود نہیں۔ اس قسم کے تمام علماء و خطباء کو چاہیئے کہ وہ آئمہ الطاہرین کی حیات طیبہ کا قطعی غیر جانبدارانہ مطالعہ کریں اور ان کی عظمت و مرتبہ کو پورے فہم کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کریں۔ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں:۔ جو عالم شیعہ' جاہلوں کی علم دین سکھانے میں خبر گیری کرے گویا اس

نے بھوکے یتیموں کو سیر و سیراب کرنے والے کے مقابلے میں اسکو ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے چاند کو ستاروں پر' پھر فرمایا جو کوئی ہماری غیبت و عدم موجودگی' ظاہری میں ہمارے شیعوں کو احکام دین کی تلقین کرے اور اپنے علم سے انکی مدد کرے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے میرے بندے تو نے میرے بندوں کو دین حق تعلیم کیا اور نیک سلوک کیا' اور میں تجھ سے زیادہ سخی اور سلوک کرنے والا ہوں' لہٰذا جتنے حروف تو نے تعلیم میں استعمال کئے ہر ایک کے عوض جنت میں ہزار قصر اور ہر قصر میں ہزاروں نعمتیں عطا کرونگا"۔

حضرت لقمان فرماتے ہیں عالم کی تین علامتیں ہیں پہلی یہ کہ خدا کو پہچانے' دوسری یہ کہ خدا اس سے کیا کام لینا چاہتا ہے تاکہ ویسا ہی عمل کرے۔ تیسری یہ کہ یہ جانتا ہو کہ خدا کن باتوں سے ناخوش ہوتا ہے تاکہ ان سے باز رہے۔

مندرجہ بالا اقوال انبیاء کرام علیہم السلام و آئمہ الطاہرین علیہم السلام کے مطالعہ کے بعد ہم علم اور عالم کی اہمیت و افادیت و عظمت سے روشناس ہوتے ہوئے اس نتیجے پر پہونچتے ہیں کہ علم حاصل کرنا ہر عورت و مرد پر فرض ہے اور تمام علوم میں بہتر علم 'علم دین ہے کیونکہ بقایا علوم کا تعلق ہماری مادی زندگی سے ہے اور علم دین کا تعلق ہماری روحانی زندگی سے ہے یعنی دیگر علوم کا تعلق دنیا اور اسکی آسائش اور علم دین کا تعلق آخرت و نجات سے ہے جس پر ہماری زندگی کا انحصار ہے اور قرآن و حدیث کا وہ علم جو انبیاء کرام اور حضرت آئمہ' معصومین کی وساطت سے ہم تک پہونچا ہے اس علم کو حاصل کرنا واجب بلکہ اوجب ہے اور یہ علم ہم اپنے علماء کرام کے بغیر نہیں سمجھ سکتے ہمیں قرآن' حدیث اور اقوال آئمہ علیہم السلام علماء کرام ہی سے معلوم ہوتے ہیں۔ بہت سی حدیثوں میں وارد ہے کہ علم دل کے واسطے زندگی اور طاقت ہے' علم کی مثال روشن چراغ کی طرح ہے۔ جس ذہن و دل میں علم کا چراغ روشن رہتا ہے وہ کبھی ماند نہیں پڑتا۔

علماء کرام کی اہمیت و عظمت کی وضاحت کے بعد ہم حضرت علامہ محمد باقر مجلسی قدس سرہ کی حیات نورانی پر نظر ڈالتے ہیں جنکی پوری زندگی دو چیزوں سے عبارت ہے یعنی زندگی کا ایک حصہ تحصیل علم میں بسر کیا اور زندگی کا دوسرا حصہ تدریس علم میں۔ علاوہ ازیں پوری زندگی اپنے کردار و عمل سے دنیا کو دعوت عمل دیتے رہے آپ کے تبحر علمی' آپ کے تدبر و فراست' آپ کے تقویٰ و تقدس' آپ کے زہد و علم اور آپ کے اسوہ حسنہ کو دیکھ کر مذہب تشیع کی جانب مائل ہوئے اور لوگ ریاستی جبر اور مصلحتوں کو بالائے طاق رکھکر مذہب اہلبیت میں جوق در جوق شامل ہوتے رہے۔ آپ کے فکری شاہکار بڑے پر کشش اور مدلل ہیں آپ کی تحریر اصلاح احوال کے سچے جذبات سے سرشار تھی لیکن نادانستہ طور پر

یہ بھی بے شمار علماء کیلئے معاصرانہ چشمک کا سبب بنی لیکن چونکہ آپ کے پیغام' نظریات اور تحریر میں ایک اعلیٰ نصب العین' ایک سچائی' ہمہ گیری اور ولولہ انگیزی تھی لہٰذا تندی باد مخالف یا بعض شوریدہ سر اسلام دشمن علماء کے واویلا کے باوجود قبول خاص وعام ہوئی اور اصفہان سے شام تک لوگ مذہب حقہ سے وابستہ ہوتے چلے گئے۔ اس طرح آپ کی دعوت آپ کی تحریک اور آپ کے مخالفین کی دعوت اور آپ کے مخالفین کی تحریک دو واضح نظریات میں تقسیم ہوگی۔ کچھ حساس' غیر جانبدار اور اہل علم نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور کچھ جذباتی طبیعت اور سطحی فکر رکھنے والوں نے آپ کے مخالفین کی دعوت پر لبیک کہا حق و باطل کا یہ معرکہ نیکی و بدی کی یہ جنگ خیر و شر کی یہ آویزش ابتدائے آفرینش سے ہوتی چلی آئی ہے لیکن آپ کی شخصیت' آپ کے علم' اور اسکی کشش اور آپ کے ایثار اور اعلیٰ نصب العین کی خاطر مسلسل تکلیفیں اٹھانے اور دکھ جھیلنے کی وجہ سے پروردگار عالم نے آپ کو فتح نصیب کی اور اھلبیت کی تحریک ریاستی جبر کے باوجود مقبول ہوتی چلی گئی اور لوگ اطراف و اکناف ارضی سے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ سے ملاقات و مباحثہ کیلئے آتے اور آپ کی سحر انگیز شخصیت اور تبحر علمی سے مرعوب ہوکر مکتب تشیع سے وابستہ ہوتے چلے گئے۔ اس طرح ایران سے آپ کے علم کی شہرت' ترکی' شام' لبنان اور مصر تک جا پہونچی اور لوگ دور دور سے جوق در جوق آنے لگے اور مباحثہ و مناظرہ و افہامی و تفہیمی گفتگو کے بعد مذہب حقہ میں شامل ہونے لگے یہاں تک کہ آپ کی ایک تصنیف کے نتیجے میں صرف ملک شام میں نوے ہزار لوگوں نے شیعیت اختیار کی۔ علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ عالم بزرگ' علم کا سمندر' فاضل' عرب و عجم کی دولت' عالم اسلام کا سرمایہ افتخار مکتب تشیع کا گراں بہا خزانہ علم اور اپنے بعد آنے والے تمام علماء پر فضیلت رکھتے ہیں۔ علامہ مجلسی کے اجازت ناموں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں ایک اجازت نامہ محمد تقی مجلسی طاب ثراہ کا بھی ہے' مجلسی ایک قریہ سے منسوب ہے جو کہ اصفہان کے قریوں میں سے ایک ہے' مجلسی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ علامہ محمد تقی (علامہ باقر مجلسی کے والد گرامی) کو امام عصر روحنا فداہ کی مجلس میں شرکت کا شرف حاصل ہوا تھا' تیسری روایت یہ ہے کہ علامہ محمد تقی طاب ثراہ کے والد مقصود علی شاعر تھے اور مجلسی تخلص کرتے تھے اس وجہ سے لفظ مجلسی اس خانوادہ کا نام پڑ گیا۔ چوتھی روایت یہ ہے کہ علامہ محمد تقی طاب ثراہ اور علامہ باقر مجلسی علیہ الرحمہ کو ذکر حسین اور واقعات کربلا و شہادت حسین بیان کرنے سے بہت دلچسپی تھی اور بہت بڑے عزادار اور ذاکر حسین تھے اس لئے انہیں مجلسی کہا گیا اور وہ مجلسی کے لقب سے مشہور ہوئے حقیقت حال کا صحیح علم صرف خداوند عالم ہی کو ہے محمد باقر اپنے بعد کے علماء میں مجلسی مشہور ہیں۔ "حاجی ملا احمد نراقی" نے اپنی کتاب میں انکو محدث مجلسی لکھا ہے۔ علامہ مجلسی جامع علم منقول و معقول تھے۔ "ملا علی

نوری" کہتے ہیں کہ کوئی علامہ محمد باقر مجلسی کی فضیلت سے آگاہ ہونا چاہے تو انکی کتاب "سماء و العالم بحار باب حدوث عالم کا مطالعہ کرے مختصر یہ کہ علامہ مجلسی معقول و منقول اور ریاضی وغیرہ کے ماہر تھے جیسا کہ کتاب بحار میں مطالب عقلیہ شبہات و انکے دلائل و اقوال پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں وہ علم کے گہرے سمندر اور خزانہ علم تھے کسی بھی علمی مسئلے کو اسطرح بیان کرتے کہ جیسے علم کا خزانہ ان کے چاروں طرف چنا ہوا ہو اور آسانی سے اسکو حاصل کیا جا سکتا ہو۔

علامہ محمد باقر مجلسی کے عقائید و نظریات بڑے منصفانہ' غیر جانبدارانہ' شفاف اور واضح تھے ان کے واضح اور روشن عقائید کو کچھ مفاد و مصلحت پسند علماء اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے اسی لئے ہم ایسے تمام نام نہاد علماء کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھتے جو علامہ مجلسی کے مخالف ہیں۔ علامہ باقر مجلسی کے اسلام و مسلمانوں پر بہت حقوق ہیں انہوں نے قلم اور زبان سے اسلام کی بے پناہ خدمت کی اور ان کی تالیفات سے مذہب تشیع کی ترویج ہوئی۔

علامہ مجلسی کا شمار عالم اسلام کے ان ممتاز و معتبر' مستند و مقدس علماء کرام و فقیہ و محدثین عظام میں ہوتا ہے جو اپنے شاندار علمی کارناموں' علم و عمل' تقویٰ و تقدس و کردار کی وجہ سے کروڑوں میں منفرد ہوتے ہیں اور جنکا شمار دنیا کی عظیم ترین علمی شخصیتوں میں ہوتا ہے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ گیارھیوں صدی ہجری میں مسلمان قوم کی علمی رہنمائی و ہدایت کرکے معاشرہ میں اسلامی تعلیمات کے چراغ فروزاں کرتے رہے انہوں نے ایک عالم ربانی کی حیثیت سے اسلام کو حیات تازہ عطا فرمائی اور اس امر کی کوشش فرمائی کہ مسلمان دیگر مذاہب کے مقابلے میں علم و کردار میں سعادت و سربلندی کی راہ پر گامزن ہو سکیں۔ علامہ مجلسی تاریخ علماء اسلام کی وہ یگانہ روزگار شخصیت ہیں جنکی علمی کاوشوں کو ہر دور میں قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا دنیائے معاصر میں بہت کم ایسی شخصیتوں کا سراغ ملتا ہے جو اپنے کردار' رفتار اور قلم کے ذریعے تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کرنے کا باعث بنی ہوں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ ایک بلند پایہ فقیہ' باعمل عارف و زاہد' عظیم فلسفی' جلیل القدر محدث و مفسر تھے اس کے علاوہ آپ امام امت' معلم اخلاق اور مثالی مردم شناس تھے اسی لئے عامۃ المسلمین آپ کو جلوہ گاہ صدق و صفا' گہوارہ فضیلت و دانش اور عدالت الٰہیہ کا مظہر سمجھنے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم معلم و مصنف کی حیثیت سے عشق کی حد تک انکو چاہتے تھے وہ علمی افلاس اور معاشی کمبخت کا شکار محروم و افلاس زدہ طبقے کی بہتری اور خلق خدا کی خدمت کے جذبے سے معمور تھے۔

اسلامی احکامات کے اجراء کے سلسلے میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ میں جو شدت احساس و ولولہ و خلوص پایا جاتا تھا وہ ایک بے مثال و بے نظیر نمونہ عمل کی حیثیت رکھتا ہے' ان تمام اہل نظر افراد کیلئے علامہ

مجلسی علیہ الرحمہ کی انتھک محنتوں اور جہد مسلسل سے بھری زندگی کا مطالعہ ایک اہم فریضے کی حیثیت رکھتا ہے جو یہ چاہتے ہیں کہ اپنی زندگی کے لئے اولیائے اسلام کی زندگی اور کردار کو مشعل راہ قرار دیتے ہوئے خود کو دین شناسی اور تبلیغ دین کے لئے وقف کر دیں۔ علامہ مجلسی اپنے دور اور عصر حاضر میں ملت اسلامیہ اور خصوصاً مکتب تشیع کیلئے چراغ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس امر میں ذرہ برابر شک وشبہ کی گنجائش ہی باقی نہیں کہ موجودہ عہد میں لادینیت و مادیت کی تیرہ و تار فضا میں اور دنیائے انسانیت کے تاریک اور پر نشیب و فراز راستے میں علامہ مجلسی کا نام ان کی شخصیت، انکے شاندار علمی کارنامے، ان کا اخلاق اور ان کا کردار ایک ایسی شمع فروزاں ہے جو تا قیام قیامت تابندہ و درخشندہ رہے گی۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اپنی باکمال سحر انگیز شخصیت کے ساتھ ساتھ اس وقت تک زندہ رہیں گے۔ جب تک علم و جہل کے مابین ستیز رہے گی۔ جب تک حق و باطل کے درمیان جنگ باقی ہے اور جب تک اس صفحہ ہستی پر تشنگان علوم باقی ہیں اور انسانیت کے نقطہ عروج و کمال تک رسائی حاصل کرنے کا خواہاں کوئی ایک طالب حق و ہدایت موجود ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی شخصیت، تدبر، تبحر، کردار و عمل، عملی کارنامے، فکری و نظری و مطالعاتی وسعت، پختہ عقائد، شعوری بیداری، زہد و تقویٰ، طہارت و طریقت، فہم و فراست، ادراک و شعور، سیاسی بصیرت و تصانیف، معرفت اسلام اور بانی اسلام اور انکے اہلبیت الطاہرین علیہ السلام سے والہانہ عقیدت، معرفت خداوندی، عشق رسول، ادراک و محبت اہلبیت شریعت سے کماحقہ آگاہی فقہی عظمت اور سماجی سربلندی صرف اور صرف تائید و توفیقات خداوندی کا نتیجہ ہے، آپ کی پوری زندگی قلمی عبادت سے عبارت ہے اور زندگی کا ہر لمحہ خوشنودی خدا اور خوشنودی محمد و آل محمد علیہم السلام میں بسر ہوا اور آپ نے اپنی زندگی ترویج علوم آل محمد علیہم السلام اور خدا کی مخلوق کی خدمت میں بسر کرنے کے ہدف کو پورا کرنے کیلئے اپنی زندگی کو جدوجہد سے عبارت رکھا، زندگی کی غرض وغائیت کو سمجھا اور سمجھ کر اس پر عمل کیا اور اس شدومد سے عمل کیا کہ خود انکی بامقصد زندگی دوسروں کیلئے دعوت عمل بن گئی۔ آپ نے اپنے دور میں اسلام دشمنوں کے عملی اعتراضات والزامات کے جوابات بھی دیئے۔ اور اہلبیت دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بناتے ہوئے انکے مزموم پروپیگنڈے کے جوابات بھی دیئے۔ آپ کی علمی خدمات صرف مکتب تشیع تک محدود نہیں بلکہ آپ دنیا کے ہر غیرجانبدار اہل نظر اور باضمیر مسلمان کیلئے ایک ایسا شجر سایہ دار ہیں جسکے نیچے بیٹھ کر نہ صرف علم کی ٹھنڈک محسوس کرتا ہے بلکہ اپنی جہالت کے گرد و غبار کو صاف کرکے اسلام کے حقیقی مدعا و مفہوم سے روشناس ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گیارھویں صدی ہجری میں اسلام کی نشاط ثانیہ اور اسلام کی معرفت اور اسکی حیات آفرینی کے سلسلے میں مسلمانوں میں جو فکری بیداری پیدا ہوئی اور

اسلام کی طرف جھکاؤ کے میلانات و رجحانات پیدا ہوئے وہ علامہ مجلسی اور انکی علمی کاوشوں کا ہی نتیجہ تھا۔ آپ نے مسلمانوں کی سرشت میں عزت و شرافت' اعتماد و امید' کردار و عمل و دین فہمی کا بیج بویا اور اسلامی مسائل پر فہم و عمل میں انتہاپسندی یا انحرافی روش کو توڑ کر اسلام کے حقیقی اصولوں کی پیروی کا شعور بخشا اور گیارھویں صدی میں اسلام کے چہرے پر پڑے ہوئے غبار کو ہٹایا۔ اسلامی احکامات کی عملی تطبیق کیلئے علامہ مجلسی میں جو شدت احساس و ولولہ خلوص پایا جاتا تھا وہ ایک بے مثل و بے نظیر نمونہ عمل کی حیثیت رکھتا تھا آپ نے نہ صرف اپنے دور کے مسلمانوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرایا بلکہ اسلامی احکامات پر چلنے کی ہدایت کی اور اس سلسلے میں رعایا اور حکمرانوں دونوں پر زور دیا کہ وہ اسلام کو اپنی زندگی کی غایت اولیٰ قرار دیں۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی ذات والا صفات انکے خیالات و نظریات انکا تبحر علمی انکے طویل مطالعہ اور عمیق غور و فکر کا نتیجہ تھے انہوں نے اپنے اساتذہ کرام سے بہت استفادہ کیا تھا اور باب مدینہ علم کی چوکھٹ پر جبیں سائی سے وہ جس بلند مقام پر یہ اس بارگاہ کی عطا اور انکی لگن و کاوش کا صلہ تھا اور ان کی روح رواں قرآن اور اہلبیت کی تعلیمات تھیں' علامہ مجلسی کی بیباکی' حق گوئی' صداقت شعاری' انصاف پسندی' سادگی و انکساری زہد و تقویٰ اور راست گفتاری ہر دور میں' ہر مرحلے پر' ہر وقت ہماری رہنمائی کرتی رہی انہوں نے ہمیشہ وہی لکھا جسے سچ سمجھا' انہوں نے ہمیشہ وہی کہا جسے حق سمجھا اور عامۃ المسلمین کیلئے مفید جانا۔ علامہ مجلسی کی تحریروں کو پڑھ کر بہت سے علمی' فکری' نظریاتی عقائدی' تاریخی اور فلسفیانہ مسائل واضح ہو جاتے ہیں جس سے ان کے علمی و مذہبی تاریخی و ادبی ذوق کی گہرائی و گیرائی کا اندازہ ہوتا ہے یہاں ان کے ذہن کی روشنی کے ساتھ ان کے جذبے کی گرمی اور دین سے والہانہ محبت اور محمدؐ و آل محمدؐ سے عقیدت و مودت کی معراج نمایاں نظر آتی ہے علامہ مجلسی جیسی عظیم الشان ہستیاں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں آپ کو اپنی زندگی ہی میں جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ ہر ایک کو نہیں حاصل ہوا کرتی۔ گذشتہ پانچ صدی کے علماء و اہل دانش' ارباب کمال اور اصحاب فکر و نظر آپ کے مداح و قدردان ہیں۔ آپ گیارھویں صدی ہجری کے امام' ترجمان حقیقت' حکیم الامت' مفکر اعظم تھے عامۃ المسلمین سے لیکر شاہان وقت تک آپ کے علم و فضل کا چرچا تھا اور آپ کی بڑی عزت و توقیر و تکریم کی جاتی تھی لیکن آپ میں غیر معمولی سادگی' تواضع اور انکسار تھا اور پوری زندگی اس میں فرق نہ آیا۔ انکی یہ مقبولیت فضل ایزدی تھی کیونکہ انہوں نے مداحی اہلبیت کو اپنا ہنر بنالیا تھا اور انکے ساتھ ساتھ اعمال صالحہ بھی رکھتے تھے۔ آپ شہرت' نمائش' تصنع' بناوٹ' منافقت اور ریاکاری سے کوسوں دور تھے شب بیداری و تہجد گزاری' قناعت اور بے نیازی نے آپ کی شخصیت کو سحر انگیز بنادیا تھا۔

علامہ مجلسی وکیل آل محمدؑ اور اپنے دور میں مکتب تشیع کے موسس و مجدد تھے اسی لئے لوگ آپ کو گیارھویں صدی ہجری کا امام تسلیم کرتے ہیں (امام سے مراد رھبرو رہنما کے ہیں نہ کہ ان آئمہ اثناء عشر کے جنہیں ہم امام معصوم اور اپنا آقا و مولا مانتے ہیں وہ صرف بارہ ہیں جس کا آغاز حضرت علی علیہ السلام سے ہو کر حضرت قائم آل محمد علیہ السلام عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف پر ختم ہو گا) جب ہم کسی عالم کو امام کہتے یا لکھتے ہیں تو اسکا مطلب و مقصد صرف رھبرو رہنما ہوتا ہے۔

ان چند ابتدائی صفحات کے بعد میں اپنے موضوع سے چند دقیقوں کے لیے ہٹتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے بزرگوں کی یاد منانا یا انکے شاندار علمی و دینی کارناموں سے نئی نسل کو متعارف کرانا ہر اہل نظر کی ذمہ داری ہے بد قسمتی سے اردو زبان کا مذہبی و علمی سرمایہ بڑا محدود و مختصر ہے خصوصاً مذہب تشیع میں اردو زبان میں علمی مذہبی، تاریخی، فقہی اور بائیو گرافی بہت کم ہے جبکہ ہمارا زیادہ تر علمی سرمایہ فارسی اور عربی زبان میں ہے اور ہمارا یہ سرمایہ کسی بھی قوم کے مجموعی طور پر بہت زیادہ ہے لیکن برصغیر پاک و ہند میں ہمارے علماء و خطباء اور اہل قلم حضرات نے اپنی اس ذمہ داری کو احسن طریقے سے پورا نہیں کیا اور اپنے اس فرض کی ادائیگی میں غیر ذمہ داری و غفلت سے کام لیا یہی وجہ ہے کہ کتابوں کے ساتھ ساتھ اردو زبان میں لکھنے والوں کی تعداد بھی بہت مختصر بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے جسکے منطقی نتیجے میں ہمارے یہاں مطالعہ کا ذوق یکسر ختم ہوتا جارہا ہے جسکی وجہ سے معیاری کتابوں کی طباعت صفر ہو کر رہ گئی ہے اور اگر کچھ لوگ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے کچھ لکھتے ہیں تو انکے پاس کتاب چھپوانے کیلئے سرمایہ نہیں اسی طرح شیعہ ناشرین بھی صرف وہی کتابیں چھاپتے ہیں جس سے دو دو گنے نوٹ چھاپ سکیں کسی معیاری علمی کتاب چھاپنے کا رسک وہ مول نہیں لیتے کتابیں کسی بھی قوم کا علمی سرمایہ اور معیار علم کی آئنہ دار ہوتی ہیں جس سے قوم کی عظمت رفتہ کا پتہ چلتا ہے خدا کرے ہمارے علماء، خطباء، ادارے، انجمنیں، کتب فروش اور ارباب دانش اپنی ان گرانقدر ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے ان اہداف کی تکمیل میں خلوص و لگن و دلجمعی اور ذمہ داری کے ساتھ مصروف ہو جائیں۔ اسلامی جمہوری ایران میں چند سال قبل علامہ مجلسی علیہ الرحمہ پر ایک عظیم الشان سیمینار منعقد ہوا تھا اور وہاں مختلف علماء اعلام پر مذاکرہ و سیمینار منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ صد شکر کہ ایرانی مسلمان اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کر رہے ہیں کاش ہم بھی اس قسم کے مذاکرہ و سیمینار منعقد کرکے ان علماء کرام کے قرض محبت کو اتار سکتے جو ہم پر اس حوالہ سے فرض ہے کہ انہوں نے اپنی پوری زندگی دین کیلئے وقف کی اور بہ حفاظت یہ دین ہم تک پہونچایا۔ بزرگوں کے یوم اور انکی برسیاں منانا ہماری تہذیبی و مذہبی زندگی کی ایک رسم ہے۔ ہر رسم میں زندگی اور حرکت کا احساس محض اس

وقت پیدا ہوگا جب ہم ان میں معنی تلاش کریں اور بامعنی رسم کے معنی یہ ہیں کہ ہم رسم کو زندگی کا ایک استعارہ سمجھیں۔ ہر استعارہ ہمیں جسم و روح کو یکجا دیکھنے پر مجبور کرتا ہے مگر عقل زدہ لوگ رسم کو رسم سمجھتے ہیں اور معنوں کی لاش اپنے کاندھوں پر لئے لئے پھرتے ہیں۔ وہ مردوں کو مردہ گردانتے ہیں۔ حالانکہ اکثر مردے موت کی قید سے آزاد ہوتے ہیں اور ہماری زندگی کے اندھیروں میں روشنی کا استعارہ بن کر چمکتے ہیں۔ زندگی موت کی بنیادوں پر استوار ہوتی ہے اور موت زندگی کی بنیادوں پر روشنی کا مینار بن جاتی ہے اور آج جبکہ ہم علامہ مجلسی کے متعلق جو چند الفاظ سپرد قرطاس کر رہے ہیں یہ علامہ مجلسی کی یاد منانے کی شعوری کوشش کو عملی جامہ پہنانے کی طرف ایک عملی قدم ہے علامہ مجلسی نے پوری زندگی ترویج اسلام اور تبلیغ تعلیمات محمدؐ و آل محمد علیہ السلام ہی میں بسر کی اور لفظوں کی شاہراہوں سے اقلیم معنی کی حد بندی کی اور ان شاہراہوں کو فضائل اہلبیت کے قمقموں سے روشن کیا' علامہ مجلسی کی تحریروں میں ہر ہر صفحے پر خدا کے منتخب و چنیدہ بندوں کے کردار متحرک اور چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ علامہ مجلسی کا موضوع سخن یا قرآن تھا یا حدیث' یا تاریخ تھی یا فضائل محمد و آل محمد علیہم السلام اور جو شخص بھی خدا کے دین کے احیاء و تاسیس کرتے ہوئے مرجاتا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے امر ہوجاتا ہے اور زندہ رہتا ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اگرچہ آج ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن وہ علمی و مذہبی خدمات کے حوالے سے آج بھی زندہ ہیں اور ہر دور میں زندہ رہیں گے۔ انکے علمی آثار آج بھی مہر منور کی طرح دمک رہے ہیں انکی تعلیمات کے حیات بخش ثمرات آج بھی ارباب علم پر مرتب ہورہے ہیں۔ علامہ مجلسی کی تحریریں مختلف سطح پر آج بھی ہماری ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں ان کے یہاں جو عقائید ملتے ہیں وہ خالص ہیں اور مصلحت و منافقت سے قطعی دور ہیں جیسا کہ آجکل کے علماء ایسے عقائید کو چھپاتے ہیں جس سے فضائل اہلبیت ظاہر ہوتے ہوں یہی وجہ ہے کہ اس دور کے متعدد علماء گاہ گاہ انکی اہمیت' افادیت' حیثیت و عظمت کو گھٹانے میں معروف رہتے ہیں ہمیں ان مصلحت کوش علماء سے کوئی سروکار نہیں جو ہمارے علماء کا روپ دھار کر خود ہماری علمی اساس اور عقائید کی بنیادوں کی بیخ کنی میں معروف ہیں اور ہمارے علمائے سلف کے عقائید پر تنقید کرکے ان کی تحریروں کو اتحاد بین المسلمین کے منافی قرار دیتے ہیں۔ ہم خود بھی اتحاد بین المسلمین کے قائل' حامی' داعی اور پرجوش مبلغ ہیں مگر یہ علمی و نظری اختلاف تو ہر مکتب فکر ہر مذہب' ہر فرقہ کے علماء کے مابین موجود ہے پھر ان اختلافات کو چھپانے کی ناکام کوشش کیوں کی جارہی ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ اس اتحاد کی آڑ میں ہمارے عقائید کو خود ہمارے نام نہاد محققین تباہ کرکے اسلام دشمنوں کے مذموم عزائم کی تکمیل میں معروف ہوں جبکہ علامہ مجلسی کے یہاں عقائید و عمل کی ہم آہنگی اپنے پورے معراج پر نظر آتی ہے ان کے

یہاں عقائد کے معاملے میں کوئی گی لپٹی بات نہیں ہے اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی غیر واضح نقطہ نظر ہے وہ دین کو پوری دیانتداری' پوری ذمہ داری' پورے خلوص' پورے فہم' پورے شعور' پورے ادراک' پوری دلجمعی' پورے لگن' پوری دینداری کے ساتھ پیش کرتے ہیں جبکہ دیگر معاصرین علماء میں یہ چیزیں کم و بیش مفقود ہیں۔

علامہ مجلسی کی ولادت باسعادت

علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ ماہ مبارک رمضان میں ۱۰۳۷ ہجری قمری میں اصفہان (ایران) میں پیدا ہوئے (جو اپنے وقت کا اہم علمی مرکز تھا) مقام عجیب بات ہے کہ انکی تاریخ ولادت علم الاعداد ابجد کے حساب سے وہی بنتا ہے جو کہ جملہ "جامع کتاب بحار الانوار" کے اعداد کا بنتا ہے۔

علامہ مجلسی کی ولادت اور کرامات

خراسان کے ایک بزرگ عالم جو ملا محمد تقی مجلسی طاب ثراہ کے قریبی اور مخلص عالم دوست تھے' زیارات مقامات مقدسہ کیلئے تشریف لے گئے زیارت سے مشرف ہو کر واپس آرہے تھے کہ ایک جگہ آرام کی غرض سے ٹھہر گئے اور آرام کیا اس اثناء میں انہیں نیند آگئی آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرات معصومین علیہم السلام ایک جگہ پر جلوہ افروز ہیں اور ان سے فرمایا (علامہ مجلسی کے دوست) کہ امام زمانہ علیہ السلام کے پیروں کے قریب بیٹھ جاؤ۔ جب وہ بیٹھ گئے تو دیکھا کہ علامہ مجلسی کے والد وہاں تشریف لائے اور انکے ہاتھوں میں عرق گلاب کی ایک شیشی ہے آپ نے یہ شیشی عرق گلاب حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا اور پھر ترتیب وار تمام معصومین علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا یہاں تک کہ اس عالم خراسانی نے بھی اس عرق گلاب کو نوش فرمایا۔ اسکے بعد ملا محمد تقی اپنے گھر کے اندر تشریف لے گئے اور اپنے نوزائیدہ بچے کو لیکر باہر تشریف لائے اور ان حضرات کی خدمت میں عرض کی کہ اس بچے کے حق میں دعا فرمائیں آپ کی اس درخواست پر تمام معصومین نے ایک ایک کرکے دعا کی اس کے بعد اس عالم خراسانی نے بھی اس بچے کے حق میں دعا فرمائی' جب وہ عالم نیند سے بیدار ہوئے تو اصفہان آئے اور ملا محمد تقی کے گھر پر تشریف لائے۔ ملا محمد تقی نے آپ کی مدارات فرمائی اور اسکے بعد عرق گلاب کی ایک شیشی پیش کی عالم خراسانی نے اس میں سے استعمال کیا۔ اسکے بعد ملا محمد تقی اپنے نومولود بچے کو لائے اور فرمایا کہ یہ بچہ آج ہی پیدا ہوا ہے اس کے حق میں دعا فرمائیں کہ اس بچے کو پروردگار عالم مروجین دین مبین اور عالم باعمل بنائے۔ عالم

خراسانی نے اس بچے کے حق میں دعا فرمائی اور اپنا خواب بیان فرمایا۔ اسی قسم کا ایک واقعہ ملا محمد تقی کے سلسلے میں بھی ملتا ہے' علامہ مجلسی کے والد کا بیان ہے کہ ایک رات وہ نافلہ شب میں اپنے خالق حقیقی سے راز و نیاز میں مشغول تھے کہ مجھ پر ایک ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ مجھے یقین ہوا کہ قبولیت دعا کا وقت ہے اور میری دعا قبول ہو جائے گی۔ میں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اللہ سے کیا دعا مانگوں ناگہاں میرے کانوں میں محمد باقر کے رونے کی آواز آئی اور میں نے بارگاہ خداوندی میں یہ دعا فرمائی کہ پروردگار عالم تجھے محمد و آل محمد علیہم السلام کا صدقہ میرے اس بچے کو اپنے دین کا حقیقی خدمت گار اور دین اسلام کا بڑا عالم بنا اور اپنی بیش بہا توفیقات اس کے شامل حال فرما (قصص العلماء صفحہ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ فوائد الرضویہ صفحہ ۴۱۱)

علامہ مجلسی کا سوانحی خاکہ

نام: محمد باقر
والد گرامی کا نام: محمد تقی
مقام پیدائش: اصفہان (ایران)
تاریخ پیدائش: ماہ مبارک رمضان ۱۰۳۷ ہجری قمری
کنیت: مجلسی
لقب: رئیس المحققین، عالم کامل، شیخ الاسلام، خاتم المحدثین
تصانیف کی تعداد: تقریباً چار سو
تاریخ وفات: ۲۷ رمضان المبارک ۱۱۱۰
مقام دفن: اصفہان میں اپنے والد ماجد کی قبر کے پاس دفن ہوئے

علامہ مجلسی کا خاندانی پس منظر

علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کے جد اعلیٰ ملا مقصود علی اعلیٰ اللہ مقامہ اپنے وقت کے معروف عالم دین و دانشمند تھے آپ کی مجلس میں بڑے بڑے دانشمند، علماء اور اہل علم، شاگرد اور عقیدت مند و مداحوں کا اژدھام رہتا جسکی وجہ سے آپ مجلسی کے لقب سے مشہور ہوئے۔

علامہ مجلسی کی جدہ ماجدہ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی جدہ ماجدہ اپنے وقت کے بہت بڑے محدث شیخ کمال الدین اصفہانی کی بیٹی تھیں۔ یہ وہ پہلے عالم تھے جنہوں نے صفوی دور میں علوم آل محمدؐ کو پھیلایا جو بڑی بافضیلت و متقی خاتون تھیں آپ کی عفت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک دفعہ ملا مقصود اعلیٰ اللہ مقامہ کو ایک سفر پر جانا تھا آپ اپنے دونوں فرزندوں محمد تقی مجلسی اور محمد صادق مجلسی کو محمد عبداللہ تستری جو اپنے وقت کے جید عالم، فقیہ و مدرس تھے۔ کے پاس لے گئے اور ان دونوں کو علم دین کی تعلیم دینے کی گذارش کی جسے محمد عبداللہ تستری نے قبول فرمایا اور انہیں انتہائی دلچسپی اور کمال شفقت سے درس دینے لگے اس دوران عید آئی۔ استاد نے اپنے شاگرد ملا محمد تقی مجلسی کو تین تومان (جو اس وقت کے لحاظ سے بہت بڑی رقم تھی) دیئے کہ اپنے لئے چیزیں خرید لو محمد تقی مجلسی نے کہا کہ بغیر والدہ گرامی کی اجازت کے یہ رقم خرچ نہیں کروں گا۔ اس سلسلے میں آپ نے اپنی والدہ ماجدہ سے اجازت طلب کی۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے جواب دیا کہ بیٹا میں نے ہمیشہ آپکے والد محترم کی مختصر تنخواہ میں گزر بسر کی ہے اگر آپ اس رقم کو لے لیں گے تو ہماری زندگی آسائش میں بسر اور شمار ہونے لگے گی لیکن ہماری پچھلی عادت قناعت پسندی اور استغناء ختم ہو جائے گا اور جب یہ رقم خرچ ہو جائے گی اور ہمارے اخراجات بڑھ جائیں گے تو ہمیں مجبوراً دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانا پڑے گا اور یہ عمل ہماری شان کے منافی ہوگا یہ رقم اپنے استاد محترم کو واپس کر دیجئے۔ ملا تقی مجلسی یہ رقم واپس لیکر اپنے استاد محترم کے پاس واپس گئے اور پورا حال سنانے کے بعد یہ رقم اپنے استاد کو واپس کر دی، استاد محترم نے یہ سن کر ملا محمد تقی مجلسی کیلئے دعائے خیر کی۔

maablib.org

علامہ مجلسی کا حسب و نسب

علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کا نسب احمد ابن عبداللہ ابن احمد ابن اسحٰق (معروف حافظ) ابو نعیم اصفہانی (جو عالم اسلام کے محدثین میں ایک بڑے محدث تھے) تک پہونچتا ہے جو ۳۵۵ ہجری قمری میں اصفہان میں پیدا ہوئے

اور ۱۰۳۰ ہجری قمری میں وفات پائی اور اصفہان میں ہی دفن ہوئے۔

علامہ مجلسی کے والد ماجد

ملا محمد تقی طاب ثراہ (مجلسی بزرگ) مکتب تشیع کے بہت بڑے عالم اور دانشمند گزرے ہیں۔ آپ ۱۰۰۳ ہجری قمری میں اصفہان میں پیدا ہوئے۔ چار سال کی عمر میں مسائل شرعی سے آگاہ ہونے کے بعد نماز جماعت میں شرکت کرتے تھے اور محلّے کے بچوں کو آیات قرآن و احادیث سنا کر نصیحت فرمایا کرتے تھے اور اپنے دور کے بڑے بڑے جید علماء کی صحبت میں بیٹھتے تھے جن میں علامہ بہاء الدین عاملی، میرداماد وغیرہ جیسی معتبر ہستیاں شامل ہیں۔ اور دینی علوم کی تکمیل فرمانے کے بعد روحانی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضری کا شرف بھی نصیب ہوا۔

آپ زیارت جامعہ بڑی پابندی سے تلاوت فرماتے تھے جسکی وجہ سے آپ کو حضرت کی خاص عنایات حاصل تھیں۔ آپ اصفہان (ایران) سے مولائے کائنات سر اللہ العالمین امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی زیارت کیلئے پا برہنہ پیادہ نجف (عراق) تشریف لے گئے۔

آپ انتہائی متقی و پرہیزگار اور عابد و زاہد انسان تھے آپ نے اپنی پوری زندگی اپنی اور مسلمانوں کی اصلاح میں بسر کرتے اور اسلامی تعلیمات و محمد و آل محمد علیہ السلام کے اسوہ حسنہ سے عامۃ المسلمین کو روشناس کراتے رہے۔

ملا محمد تقی مجلسی کے شاگرد

یوں تو ملا محمد تقی مجلسی کے شاگردوں کی ایک بہت بڑی تعداد ہے لیکن یہاں ہم انکے چند معروف شاگردوں کے اسمائے گرامی تحریر کرنے پر اکتفا کر رہے ہیں (۱) آقائی حسین خوانساری آپکے فرزند (۲) علامہ محمد باقر مجلسی وغیرہم شامل ہیں۔ اگر مجلسی بزرگ (مجلسی اول) اپنے فرزند (مجلسی دوم) پر ہی صرف نظر خاص ڈالتے تو وہی انکے لئے قابل افتخار بات تھی۔

ملا محمد تقی مجلسی نے اپنی تمام زندگی درس و تدریس اور اسلام و مسلمانوں کی خدمت میں بسر کرنے کے بعد ۱۰۷۰ ہجری قمری میں اس دار فانی سے رخصت فرما کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے آپکے جسد اطہر کو جامع مسجد اصفہان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ جب شعراء کرام نے اس عالم جلیل کی تاریخ وفات نکالی تو بحساب ابجد اس جملہ سے نکلی "صاحب عالم رفت از عالم" (حوالہ ریحان الادب جلد سوم صفحہ ۳۴۰، فوائد الرضویہ صفحہ ۳۳۹-۳۴۱، کارنامہ علامہ مجلسی صفحہ ۲۷ سے ۲۹)۔

ملا محمد تقی مجلسی کی والدہ ماجدہ

ایک نیک' دیندار' با ایمان اور پرہیزگار خاتون تھیں جو کہ ہمیشہ باوضو رہتیں اور ذکر خدا میں مشغول و معروف رہتیں۔ حوالہ (قصص العلماء)

ملا محمد تقی مجلسی کے دو بھائی اور چار بہنیں تھیں۔

آخوند ملا محمد باقر بن ملا محمد تقی بن مقصود علی مجلسی علیہ الرحمہ علماء و فقہاء اسلام کے درمیان مخصوص جلالت قدر اور عظمت و وقار کے حامل ہیں اکی تعریف و توصیف میں جو الفاظ کتابوں کے اندر موجود ہیں وہ اکے فضل و شرف کو سمجھانے کے لئے کافی ہیں۔ صاحب قصص العلماء نے اکے لئے علامہ دوم' ملاذ عرب و عجم' مقتدائے امم' اعلم' ازہد' اعبد' اجود' افضل اور اعدل امم جیسے الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ اصفہان کے قریب جس دیہات کے رہنے والے تھے اسی کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے آپکو مجلسی کہا جاتا ہے۔ اور ایک دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کے والد ماجد شاعر تھے اور اپنا تخلص مجلسی کرتے تھے۔ اسی لئے ملا محمد باقر علیہ الرحمہ کو بھی مجلسی کہا جانے لگا' علوم معقول و منقول میں جامع ہونے کی وجہ سے علماء امامیہ کے درمیان آپ علامہ مجلسی کے لقب سے مشہور و معروف و ممتاز ہوئے' یہ عجیب اتفاق ہے کہ انکا مادہ تاریخ ولادت "جامع کتاب بحار الانوار ہے۔ بحار الانوار آپکی مشہور کتاب ہے جس پر ہم آگے چل کر بحث کریں گے۔

علامہ ملا محمد تقی مجلسی اول کے تیسرے اور سب سے چھوٹے لڑکے ہیں۔ آپ نے اپنا بچپن اپنے والد گرامی کے محضر میں گذارا اور تحصیل علم کی اور جوانی میں کئی علوم میں تبحر حاصل کر لیا۔ اسکے بعد انہوں نے اپنی پوری زندگی اھلبیت کے آثار و اخبار کی تدوین و تحقیق میں صرف کر دی۔

علامہ مجلسی کے شاگرد ملا علی نوری کا قول ہے کہ جو شخص ملا محمد باقر مجلسی کی فضیلت اور جلالت علمی کو سمجھنا چاہتا ہو اسکو چاہئے کہ ان کی کتاب بحار الانوار کے CHAPTER "العلماء و العالم" کے باب حدوث عالم کا مطالعہ کرے۔ علامہ مجلسی علم ریاضی میں بھی استاد زمانہ تھے۔

مستدرک الوسائل میں ہے کہ اسلام میں کسی کو وہ توفیقات نہیں ملیں جو علامہ مجلسی کو ہاتھ آئیں ایک طرف بے پایاں تصنیفات چھوڑیں (جنکا تفصیلی ذکر ہم آئندہ صفحات میں کریں گے) دوسری طرف بلند مرتبہ شاگرد چھوڑے (انکی تفصیلات بھی ہم آگے چل کر بیان کریں گے) آپ کے درس سے ایک ہزار سے زائد علماء و فضلاء بر آمد ہوئے۔ پھر راتوں کو بے حد عبادت و ریاضت بھی کی۔ علامہ مجلسی کے شاگرد رشید جناب سید نعمت اللہ جزائری تحریر فرماتے ہیں کہ علامہ مجلسی برادران ایمانی سے خواہش کرتے تھے کہ ان کے کفن پر خاک شفا سے لکھ دیں "لاریب فی ایمانہ" (انکا ایمان شکوک و شبہات سے بالاتر ہے) اور اس کے بعد دستخط کر دیں

علامہ مجلسی نے نشر و اشاعت علوم محمدؐ و آل محمد اور تبلیغ مذہب اہلبیت الطاہرین کا جو عظیم کارنامہ اپنی کتابوں کے ذریعہ انجام دیا ہے' اسلام اور مسلمانوں پر ان کا ایسا زبردست احسان ہے جسکو عالم اسلام کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ مشہور ہے کہ جب آپ نے کتاب "حق الیقین" تحریر فرمائی اور وہ ملک شام تک پہونچی تو صرف ایک کتاب سے شام اور اسکے اطراف و جوانب میں ستر ہزار افراد نے مسلک اہلبیت الطاہرین علیہ السلام کو اختیار کر لیا۔ علامہ مجلسی کی بیش بہا کتابوں نے پیروان اہلبیت اطہار کے عقائد کو مضبوط' استوار اور محکم بنایا ورنہ آپ کی کتابوں سے پہلے ان کی اکثریت صوفیاء کے چکر اور جعلی پیر اور سیدوں کی چالبازیوں میں پھنسی ہوئی تھی اور ان صوفیاء کی خرافات اور خلاف اسلام عقائد کو ہی محدود مرکز سمجھا جا رہا تھا۔ علامہ مجلسی نے مکتب تشیع سے تعلق رکھنے والوں کو خصوصاً اور ملت اسلامیہ کو عموماً دین کے حقیقی مدعا و مفہوم سے روشناس کرایا اور نام نہاد طریقت سے فکر مسلم کو نجات دلا کر شریعت محمدیؐ کی جانب انکی فکر کو موڑا۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی کتابوں کی سطروں کا اگر حساب کیا جائے تو آپ کے روز ولادت سے وفات تک روزانہ کے حساب سے ایک ہزار سطروں کا اوسط پڑتا ہے۔ یہ کمال علامہ حلی علیہ الرحمہ کے یہاں دیکھا گیا یا پھر علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے یہاں دیکھا گیا مگر دونوں کے یہاں ایک فرق ہے علامہ حلی علیہ الرحمہ کی کتابوں کی سطروں کا اوسط بھی روزانہ کے حساب سے ایک ہزار سطروں کا ہوتا ہے مگر انکی تحریر میں فکر اور تحقیق کا عنصر غالب ہے لیکن علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے یہاں تصنیف و تحقیق کم تفسیر و ترجمہ اور جمع و تالیف کا کام زیادہ ہے پھر بھی یہ ایک اعجاز ہے۔ الہی تائید اور نصرت امام کے بغیر ایسا ممکن نہیں ہے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے والد ماجد علامہ محمد تقی مجلسی کی تمنا تھی کہ ان کا یہ فرزند ناشر مذہب اہلبیت اور مروج دین مبین بن جائے چنانچہ پروردگار عالم نے انکی یہ تمنا پوری کی۔

صاحب قصص العلماء نے لکھا ہے کہ سنا جاتا ہے کہ آپ کی مجلس درس میں علماء جن بھی حاضر ہوتے تھے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ ایک بزم میں تشریف فرما تھے جہاں اعیان بھی موجود تھے ان میں سے کسی نے کہا کہ کربلا کے ایک مجتہد اس بات کے قائل ہیں کہ شراب نجس نہیں ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ انھوں نے غلط کہا ہے۔ شراب بہرحال نجس ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کربلائے معلی کے لئے روانہ ہوگئے اور ان فقیہ کے دروازہ پر پہونچکر دق الباب کیا جب وہ باہر تشریف لائے تو علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ایک بزم میں اسطرح کا ذکر ہوا کہ آپ شراب کو نجس نہیں سمجھتے میں نے کہا کہ انھوں نے غلط کہا ہے۔ صرف اس خیال سے کہ یہ بات لوگوں کے درمیان غلط فہمی اور گمراہی کا سبب بن سکتی ہے اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ اس سلسلے میں آپ کی

جو میں نے غیبت کی ہے اسکی معافی چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ العظمۃ للہ۔۔۔۔۔۔۔ کتنے مقدس اور متقی تھے یہ علماء ربانیین ان کی طہارت قلب و دماغ' انکے تقویٰ و تقدس اور ان کی پاکیزگی نفس و روح کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے والد ماجد ملا محمد تقی مجلسی علیہ الرحمہ نے اپنی شریک حیات علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی والدہ ماجدہ سے تاکید کردی تھی کہ اس بچے کو حالت نجاست میں دودھ نہ دیا جائے۔ کردار کی بلندی سیرت کی پاکیزگی اور طہارت نفس پر اس تربیت کا کتنا اثر ہوتا ہے اس واقعہ میں موجود ہے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے شاگرد سید نعمت اللہ جزائری کا بیان ہے کہ استاد محترم علامہ مجلسی علیہ الرحمہ خوش خلق اور نہایت لطیف مزاج انسان تھے۔ ان کے ساتھ شب و روز ہم لوگ رہتے تھے۔ اٹھتے بیٹھتے باتیں کرتے تھے لیکن اس کے باوجود جب کبھی ان سے ملنے کیلئے جانے کی ضرورت ہوتی اور ان کی نشست گاہ کے در پر پہونچتے تو ان کی ایسی ہیبت ہمارے دلوں پر طاری ہوتی جیسے ہمیں کسی بادشاہ کے سامنے کسی جرم کی سزا کیلئے لے جایا جا رہا ہو۔

سید نعمت اللہ جزائری لکھتے ہیں کہ استاد محترم علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کتابوں کی حفاظت کا بہت خیال رکھتے تھے چنانچہ ان سے جب کبھی کوئی کتاب عاریتاً مانگتا تھا تو آپ پہلا سوال یہ کرتے تھے کہ تمہارے پاس دسترخوان ہے؟ نہ ہو تو میں کتاب کے ساتھ دسترخوان کا بھی انتظام کردوں تاکہ آپ کتاب کو دسترخوان نہ بنائیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ محمد بن ثلث یعنی محمد بن یعقوب کلینی ثقتہ الاسلام علیہ الرحمہ نے "کافی" محمد بن علی بابویہ قمی صدوق علیہ الرحمہ نے "من لا یحضرہ الفقیہ" محمد حسن طوسی شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے "تہذیب و استبصار" لکھ کر مسلک جعفری کتب تشیع کو نئی زندگی مرحمت فرمائی اسی طرح خالق ارض و سماء نے مذہب امامیہ کو تین محمد اور عطا فرمائے جنہوں نے اپنی کتابوں کے ذریعہ کتب تشیع کو مضبوط و مستحکم کیا تینوں محمد یہ ہیں (۱) محمد بن مرتضیٰ کاشانی ملقب بہ محسن فیض علیہ الرحمہ صاحب کتاب وافی (۲) محمد بن حسن بن شیخ حر عاملی علیہ الرحمہ صاحب کتاب وسائل الشیعہ (۳) محمد باقر بن محمد تقی مجلسی علیہ الرحمہ معروف بہ علامہ مجلسی صاحب بحار الانوار علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اپنے دور میں مومنین اور حکومت وقت کے درمیان رابطہ تھے اور لوگوں کی ضرورت پورا کرنے میں ان کی مدد فرماتے تھے۔ علامہ نوری تحریر کرتے ہیں کہ صاحب جواہر علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا کہ میں نے خواب میں ایک مکان دیکھا جس میں بہت سے علماء جمع ہوئے ہیں۔ دروازے پر دربانوں کا پہرہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ صدر مجلس میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ مسند صدارت پر جلوہ افروز ہیں۔ صاحب جواہر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ منظر دیکھ کر میں نے دربان سے دریافت کیا کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کو یہ اعزاز و شرف کیسے ملا؟ دربان نے جواب دیا کہ یہ آئمہ معصومین علیہم السلام کی

بارگاہ میں زیادہ معروف ہیں۔

علامہ مجلسی کی عظمت

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی عظمت کو سمجھنے کیلئے (۱) عالم خراسانی کا خواب اور حضرات معصومین علیہم السلام کی علامہ مجلسی کے حق میں دعا۔ (۲) علامہ مجلسی کے والد علامہ محمد تقی کی دعا اور پھر یہ معروف روایت کہ انکے گہوارہ کو (۳) حضرت امام زمانہ علیہ السلام عج اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی مجلس میں لے جانا' (۴) یہ مشہور ہے کہ علماء جن میں سے کچھ افراد بھی آپ کے درس میں شریک ہوتے تھے (۵) آپ کی تالیفات مہد سے لحد تک روزانہ ایک ہزار بیت کہ جسکی ہر بیت میں پچاس حرف ہیں۔ اور ان پر خلاق عالم کا یہ کرم تھا ورنہ روزانہ ایک ہزار بیت روزانہ تحریر کرنا بے حد مشکل اور دشوار امر ہے' بیماری کے دوران' بچپن' دوران سفر' درس و تدریس' عبادت و ریاضت کے باوجود آپ کی تحریر کی کثرت تھی۔ علامہ مجلسی سے انکے بارے میں بات چیت ہوئی کہ علامہ حلی کی تصنیفات و تالیفات ولادت سے وفات تک روزانہ ایک ہزار بیت تھیں تو آپ نے فرمایا کہ میری تالیفات اس سے کم تر نہیں ہونگی یعنی عمر کے لحاظ سے روزانہ ہزار بیت ہونگی۔ آپ کے ایک شاگرد نے کہا کہ علامہ مجلسی سچ کہتے ہیں کیونکہ علامہ حلی کی تالیفات انہیں کی تصنیف بھی ہے فکر اور تحقیق بھی۔ لیکن علامہ مجلسی کی بیشتر تصانیف تالیفات ہیں جس میں انکی تحقیق بھی شامل ہے اور انکی جمع آوری بھی خاصہ دشوار مرحلہ ہے آپ کی تصانیف اگرچہ بہت کم ہیں لیکن پھر انکی ایک خاصی تعداد ہے۔ آپ نے زیادہ تر اخبار کو جمع کیا اور انکا ترجمہ فرمایا اور تفسیر کی۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ ٹھیک ہے کہ علامہ حلی طاب ثراہ کی تصانیف زیادہ ہیں اور میری زیادہ تر تالیفات ہیں۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے کبھی خود کو کسی سے افضل و برتر ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی سادگی اور عجز و انکسار کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ شاہان وقت آپ کی خدمت میں اکثر حاضری دیا کرتے تھے مگر آپ نے کبھی اس بات پر فخر نہیں کیا اور نہ کبھی ان امراء سے کوئی ذاتی مراعات و منفعت حاصل کی۔

علامہ مجلسی کی عظمت و خصوصیت کے باب میں آقا سید محمد بن آقا سید علی طباطبائی صاحب کتاب "مفاتیح الاصول و مناہل" نے اپنی کتاب "رسالہ مشہورہ" میں لکھا ہے کہ یہ بات معروف ہے کہ ایک شخص نے علامہ کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ آپ کا اس جہاں میں کیا حال ہے اور آپ سے کیا معاملہ پیش آیا تو انہوں نے جواب دیا میرے کسی بھی عمل نے مجھے فائدہ نہیں دیا صرف ایک عمل

نے کہ ایک دن میں نے ایک یہودی شخص کو ایک عدد سیب دیا تھا اس نے مجھے نجات دلائی۔ آقا سید محمد نے فرمایا کہ یہ خواب غلط ہے اور یہ موضوع اور قواعد عقلیہ و نقلیہ کی رو سے غلط روایت ہے پھر کسی مستند حوالے سے بھی یہ خواب یا اسکا دیکھنے والا ثقہ ثابت نہیں ہوتا اور جب خواب دیکھنے والا خود معتبر یا کوئی روحانی شخصیت نہ ہو تو اسکے خواب کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا اور نہ اسے صحیح قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسکے بعد علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ کی ایک کرامت نقل فرمائی ہے "کہ ایک بزرگ عالم جن کا تعلق اہل خراسان سے تھا مقامات مقدس کی زیارات کیلئے کربلا و نجف تشریف لے گئے" اس خواب کو ہم گذشتہ صفحات میں بیان کرچکے ہیں۔ اس کرامت کے بعد مرحوم آقا سید محمد نے اپنی کتاب میں ایک اور کرامت درج فرمائی ہے کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے زمانے میں دو شخص آپ سے عداوت رکھتے تھے اور آپ سے دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے اور ہمیشہ آپکی غیبت کرتے رہتے تھے جس رات علامہ محمد باقر مجلسی نے رحلت فرمائی ان دونوں افراد نے خواب دیکھا کچھ دیر بعد ان میں سے ایک خواب سے بیدار ہوا اور اس نے دوسرے کو جگایا اور اس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں علامہ محمد باقر مجلسی کے گھر میں ہوں اور مجلسی سوئے ہوئے ہیں کہ یکایک رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام داخل ہوئے اور پیغمبر اکرمؐ نے دایاں بازو اور امیرالمومنین نے بایاں بازو پکڑا اور دونوں نے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ اور ہمارے ساتھ چلو یہ سن کر علامہ مجلسی کھڑے ہوگئے اور حضور اکرمؐ اور امیرالمومنینؑ انہیں اپنے ہمراہ لے گئے یہ اس وقت کا خواب ہے جب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ بیمار تھے اور بستر نشین تھے۔ دوسرے ساتھی نے یہ خواب سن کر کہا کہ میں نے بھی بالکل ایسا ہی خواب دیکھا ہے دونوں نے کہا کہ یقیناً آخوند علامہ مجلسی وفات پاچکے ہیں اور جوار رحمت الہیٰ میں جگہ پاچکے ہیں۔ دونوں کھڑے ہوئے کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے گھر جائیں اور انکے حال سے آگاہ ہو سکیں لہٰذا دونوں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے ابھی دروازے کے قریب ہی پہونچے تھے کہ دونوں کے کانوں میں گھر سے رونے کی آوازیں سنائی دینے لگی۔ انہوں نے اہل خانہ سے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی خیریت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ چند لمحے قبل اس دار فانی سے رخصت فرماکر اپنے خالق حقیقی سے جاملے ہیں۔ ان دونوں افراد کو بہت تعجب ہوا۔ وہ اپنے سابقہ رویے پر انتہائی نادم و شرمسار ہوئے۔

آقا سید محمد نے اس کتاب میں ایک اور کرامت و خصوصیت بیان فرمائی ہے کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کا ایک عقیدت مند "بحرین" میں رہتا تھا اور آپ سے ملاقات کی غرض سے بحرین سے عازم سفر اصفہان (ایران) ہوا ابھی وہ اصفہان شہر کے قریب ہی پہونچا تھا کہ راستے میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس

نے علامہ مجلسی کے بارے میں دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ آپ انتقال فرما چکے ہیں۔ وہ شخص انتہائی افسردہ و ملول ہوا رات کو جب وہ سویا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک ایسے مکان میں ہے جس میں ایک بڑا ہال کمرہ ہے۔ اس کمرہ میں ایک بہت بلند منبر رکھا ہوا ہے اسکے سب سے آخری سرے پر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور ان سے کچھ نیچے حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کھڑے ہیں اور منبر کے سامنے انبیاء کرام علیہ السلام صف باندھے کھڑے ہیں اور اسکے بعد بہت سی صفیں لگی ہوئی ہیں۔ ان صفوں میں علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ بھی کھڑے ہوئے ہیں۔ یکایک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ملا محمد باقر آگے آجاؤ۔ اس خواب دیکھنے والے نے کہا کہ میں نے دیکھا ان صفوں میں سے ایک شخص باہر نکلا اور انبیاء کی صفوں میں شامل ہو گیا جو حضرت پیغمبرؐ نے فرمایا کہ آگے آجاؤ وہ شخص انبیاء کی صفوں سے آگے آیا حضرت پیغمبرؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ ملا محمد باقر مجلسی نے دست بستہ عرض کیا کہ حقیر کی گذارش یہ ہے کہ مجھے پیغمبروں کے سامنے شرمندہ و شرمسار نہ کریں میں یہ گستاخی کیسے کر سکتا ہوں کہ تمام انبیاء کھڑے ہیں اور میں بیٹھ جاؤں۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا اے انبیاء کرامؑ آپ بھی بیٹھ جایئے تاکہ ملا محمد باقر بھی بیٹھ جائے پس تمام انبیاء کرام بیٹھ گئے اور علامہ محمد باقر مجلسی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بیٹھ گئے کتاب رسالہ مشورہ میں آقا سید محمد نے آپکی ساتویں خصوصیت یہ بیان فرمائی ہے کہ مولف کتاب "قصص العلماء" کے والد نے لکھا ہے کہ خود علامہ کے ہاتھ کی تحریر ہے وہ یہ کہ بندہ خطا کار محمد باقر بن محمد تقی کہ شب ہائی جمعہ میں دعاؤں میں مشغول تھا کہ میری نظر ایک دعا (جس میں الفاظ کم تھے لیکن اس میں معنی کا سمندر موجزن تھا) پر پڑی میرا دل چاہا کہ اسے اس شب پڑھوں پس میں نے اسکو پڑھا آئندہ ہفتہ دوسری شب جمعہ جب میں نے چاہا کہ اس دعا کی تلاوت کروں تو ناگاہ گھر کی چھت پر سے ایک آواز آئی کہ اے فاضل و کامل ابھی تک "کرام الکاتبین" اس دعا کا ثواب کہ جو تم نے گذشتہ شب جمعہ تلاوت کی تھی کو لکھنے سے فارغ نہیں ہوئے ہیں کہ تم دوبارہ اس دعا کو پڑھنا چاہتے ہو۔ یہ جان لو کہ اس دعا کا شب جمعہ میں پڑھنا دیگر راتوں کے مقابلے میں زیادہ ثواب و اجر کا باعث ہے اور میرے والد ماجد ملا محمد تقی خصوصاً اس دعا کو ہر شب جمعہ تلاوت فرماتے تھے۔ اور اس کتاب کے مولف نے اس دعا کی شرح خراسان کے سفر کے دوران لکھی ہے جو اپنے اندر کمال خوبیاں رکھتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمدللہ من اول الدنیا الی فنائہا ومن الاخرۃ الی بقائہا الحمد للہ علی کل نعمۃ واستغفر اللہ من کل ذنب و اتوب الیہ و ہو ارحم الراحمین

جناب علامہ محمد باقر مجلسی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ فلاں شخص کربلا کے

فقہا میں سے ہے وہ یہ کہتا ہے کہ شراب پاک ہے علامہ مجلسی نے کہا کہ غلط کہتا ہے اور شراب نجس ہے اسکے بعد علامہ مجلسی کھڑے ہو گئے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر کربلا آئے پہلے اس فقیہ کے گھر پر گئے اور کہا کہ میں نے اس خاص بات (شراب) کے سلسلے میں آپ کی غیبت کی ہے تاکہ لوگ شراب نوشی سے پرہیز کریں اور اس سے دور رہیں اب میں اسلئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے غیبت کرنے کی معافی چاہوں اس فقیہ نے انکو معاف کردیا اس کے بعد وہ قبر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کیلئے تشریف لے گئے۔

اساتذہ کرام علامہ مجلسی علیہ الرحمہ

ا۔ علامہ محمد تقی مجلسی پدر گرامی

علامہ مجلسی نے بیشتر تحصیلات معقول و منقول اپنے والد ماجد مجلسی اول سے کی اور اجازہ حاصل کیا۔ آپ اپنے اجازہ میں علامہ مجلسی کو وصیت کرتے ہوئے کہتے ہیں "بیٹے میں تمہیں نفس خطا کار کیلئے تقویٰ الٰہی کی سفارش کرتا ہوں کیونکہ یہ وصیت خدا میں سے پہلی اور آخری وصیت ہے" ہر حال میں ایثار کرنا اور علم و عمل میں اخلاص اختیار کرنا کیونکہ اسکے بغیر انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ ہر روز ایک خبرد قرآن کم تلاوت کرنا اور تدبر و تفکر کے ساتھ قرات کرنا روزانہ مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام کی وصیت حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ اسلام سید شباب اہل الجنتہ کے نام جو نہج البلاغہ میں ہے ملاحظہ کرنا اور اس پر عمل کرنا۔ میں سفارش کرتا ہوں ریاضت دینی اور مجاھدہ کو جسکی سفارش قرآن مجید میں کی گئی ہے انجام دینا اور "**والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وان الله لمع المحسنین**"

۲۔ ملا محمد صالح مازندرانی

ملا محمد صالح مازندرانی مجلسی اول کے داماد اور علامہ مجلسی کے استاد تھے اور علم و فضل میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ آپ نے ۱۰۸۶ میں انتقال فرمایا۔ شیخ حر عاملی نے آپ کو فاضل دانشمند اور محقق لکھا ہے۔

۳۔ ملا حسن علی شوستری

ملا حسن علی شوستری ملا عبداللہ شوستری کے فرزند اور علامہ مجلسی کے استاد تھے آپ نے علامہ مجلسی کو

اجازہ عطا فرمایا۔

۴۔ میرزا رفیع الدین طباطبائی نائینی

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے استاد۔ فاضل' عالم اور دانشمند تھے اور آپ نے علامہ مجلسی کو اجازہ عطا فرمایا۔

۵۔ میر محمد قاسم قہپائی اصفہانی

علامہ مجلسی کے اساتذہ میں تھے۔ آپ کا شمار دانشمندان اصفہان میں ہوتا تھا' علم رجال کے ماہر تھے ۱۰۹۵ میں انتقال فرمایا۔

۶۔ ملا محمد شریف رویدشتی اصفہانی

علامہ مجلسی کے معروف اساتذہ میں سے تھے۔ مولف ریاض العلماء تحریر فرماتے ہیں کہ آپ فاضل عظیم الشان جلیل القدر عالم تھے۔

۷۔ شیخ عبداللہ بن شیخ جابر عاملی

شیخ عبداللہ بن شیخ جابر عاملی مجلسی اول اور انکے فرزند باقر مجلسی دونوں کے استاد تھے علامہ مجلسی نے آپ سے حدیث کا درس حاصل کیا اور اجازہ لیا۔

۸۔ شیخ علی عاملی ,نبیرہ شہید ثانی

شیخ علی پسر شیخ محمد پسر شیخ حسن عاملی صاحب معالم الاصول فرزند برومند شہید ثانی استاد علامہ مجلسی تھے آغاز جوانی میں جبل عامل سے اصفہان تشریف لائے۔ ۱۰۱۳ میں ولادت ہوئی اور ۱۰۸۷ میں وفات پائی۔ علامہ مجلسی نے آپ سے اجازہ حاصل کیا۔ آپ مشہد مقدس میں دفن ہوئے۔ آپ نے بہت سے تحریری آثار چھوڑے ہیں۔

۹۔ میر شرف الدین شولستانی

در شرح حال علامہ مجلسی میں ملتا ہے کہ ۳۳ یا ۳۴ سال کی عمر میں نجف اشرف سے تشریف لائے۔

علامہ مجلسی نے آپ سے درس حاصل کیا اور اجازہ پایا۔ آپ ۱۰۲۸ میں مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔ آپ کی متعدد تالیفات ہیں۔

۱۰۔ ملا محسن فیض کاشانی

ملا محسن فیض کاشانی کا شمار مفاخر دانشمندان عصر میں ہوتا تھا آپ علامہ مجلسی کے استاد تھے علامہ مجلسی نے آپ سے اجازہ حاصل کیا' فقہ اصول و فلسفہ کلام و حدیث و تفسیر و شعر ادب کے ماہر تھے اور متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ ۱۰۹۱ میں کاشان میں انتقال فرمایا۔ آپ بہت اچھے شاعر تھے۔

فیض اگر آب حیات ابدی می طلبی ــــ منبعش پیروی سنت اھل البیت است

۱۱۔ سید میرزائی جزائری

سید محمد بن شرف الدین علی بن نعمت اللہ جزائری استادان علامہ مجلسی میں سے تھے۔ یاد رہے کہ وہ نعمت اللہ جزائری نہیں ہیں جو علامہ مجلسی کے شاگرد خاص تھے۔ یہ علامہ مجلسی کے استاد تھے' آپ جلیل القدر عالم فاضل دانشمند اور متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کا شمار علمائے اخباری میں ہوتا تھا۔

۱۲۔ میر فیض اللہ تفرشی

یہ دانشمند بزرگ علامہ مجلسی کے استاد تھے۔ آپ ایک فاضل عالم' متقی اور پرہیزگار انسان تھے علامہ مجلسی نے آپ سے اجازہ حاصل کیا۔

۱۳۔ میر محمد مومن استر آبادی

آپ بزرگ عالم تھے اور مکہ معظمہ میں مقیم تھے۔ آپ علامہ مجلسی کے استاد تھے اپنی عمر کے آخری حصے میں مکہ معظمہ میں قیام فرمایا۔ اور متعصب علماء کے ظلم کا نشانہ بنے اور شہید کر دیئے گئے' علامہ مجلسی نے آپ سے اجازہ حاصل کیا۔ سید شہید ایک متقی و پرہیزگار انسان اور عالم باعمل و عابد و زاہد تھے۔

۱۴۔ محمد محسن استر آبادی

یہ دانشمند بزرگ عالم و فاضل گھرانے سے تعلق رکھتے تھے آپ نے علامہ مجلسی کو اجازہ عطا فرمایا آپ

نے ۱۰۸۵ میں مشہد مقدس میں انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔

۱۵۔ سید نورالدین عاملی

آپ کا تعلق سید محمد صاحب کے خانوادہ سے تھا اور آپ کی والدہ شیخ حسن صاحب معالم کی بیٹی تھیں۔ آپ علامہ مجلسی کے استاد تھے، علامہ مجلسی نے آپ سے اجازہ حاصل کیا آپ ایک دانشمند عالم اور فاضل مدرس تھے۔

۱۶۔ ملا محمد طاہر قمی

ملا محمد طاہر بن محمد حسین شیرازی نجفی قمی شیخ الاسلام قم دانشمند عالی تھے آپ کا شمار بزرگ و مفاخر علماء میں ہوتا ہے۔ شیخ حر عاملی آپ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ اپنے دور کے فاضل بزرگوں میں سے تھے آپ ایک دانشمند، محقق، مدقق، ثقہ، فقیہ، متکلم و محدث جلیل القدر عظیم الشان ہیں۔ آپ علامہ مجلسی کے استاد تھے اور انہیں اجازہ عطا فرمایا متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔

۱۷۔ سید علی خان شیرازی

سید علی خان فرزند سید نظام الدین احمد بن معصوم شیرازی وودمان سید صدرالدین دشتکی شیرازی معاصر جلال الدین دوانی میں سے تھے ۱۰۵۲ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور پروان چڑھے، تحصیل علوم دینی اور تصانیف کے سلسلے میں ھند تشریف لے گئے اور کئی سال ھند میں قیام فرمایا وہاں سے آپ مکہ معظمہ تشریف لے گئے اسکے بعد آپ ایران اصفہان تشریف لائے اور علامہ مجلسی کو تعلیم دی اور اجازہ عطا فرمایا، آپ کا شمار اسلام کے قابل فخر علماء میں ہوتا ہے۔ اس وقت کے بادشاہ سلطان حسین صفوی نے آپ کو وزارت کی پیشکش کی آپ نے اسے قبول نہیں فرمایا اور شیراز تشریف لے گئے اور ۱۱۲۰ میں یعنی علامہ مجلسی کی وفات کے دس سال بعد انتقال فرمایا شیخ حر عاملی آپ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ سید بزرگوار علی بن میرزا احمد بن محمد معصوم حسینی۔ دانشمندان عصر میں سے تھے اور فاضل، عالم، ماہر ادیب اور شاعر تھے۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

علامہ مجلسی کے عقائد و نظریات

علامہ مجلسی کے عقائد و نظریات دین کے حقیقی مدعا مفہوم کے عکاس تھے

علـ

اسلام یعنی مذہب اھلبیت کی احیاء و تاسیس فرمائی اوران عقائید و نظریات کو عامتہ المسلمین کے سامنے پیش کیا جسے ملوکیت و شاہی کے دسا ذوں نے ریاستی جبر اور طمع دولت کے ذریعے چھپانے کی کوشش کی آپ کے عقائید و نظریات اھلبیت کے نظریے کی نمائندگی کرتے ہیں یہ قابل توجہ امر ہے کہ دشمنان اسلام و اھلبیت کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ کتب تشیع کے معتقدات میں تشکیک کی دراڑیں ڈال کر انھیں الجھا دیا جائے اس سلسلے میں کچھ علماء کو بھی صراط مستقیم یعنی صحیح نظریات سے ہٹانے کی کوشش کی گئی لہٰذا آج بھی عقائید کے مسئلے میں بہت سی چیزیں موضوع بحث اور مابہ النزاع ہیں۔ اعتقادات کا ترقی پسند نظریہ کیا ہے اس سلسلے میں ڈاکٹر علی شریعتی' استاد مطہری' ڈاکٹر بہشتی اور بہت سے علماء اس موضوع و مسئلے پر خامہ فرسائی کر چکے ہیں اور اپنے اپنے نقطہ نظر کے مطابق اور تا حد بصیرت اس موضوع پر لکھ چکے ہیں ان مذکورہ علماء و دانشوروں کے نظریے کی کڑی جوڑنے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ بحثیں اتنی دقیق و گمبھیر و مشکل ہیں کہ وضاحت کے بجائے مسئلہ اور الجھ جاتا ہے اس کے مقابلے میں علامہ مجلسی کے عقائید و نظریات اور انکی توضیحات انسانی روح سے بہت قریب ہیں ہم عقائید و نظریات کو سائنس کی طرح تجربات کی کسوٹی پر نہیں پرکھتے اور نہ انکی بنیاد مشاہدات پر رکھتے ہیں بلکہ مذہب ایک راستہ ہے امن و سلامتی کا راستہ اسکا تعلق تسلیم و رضا اور خوشنودی خدا سے ہے اس میں انسانی و روحانی اقدار کو بڑا دخل ہے۔ مذہب میں اقدار کے ساتھ ساتھ ادب بھی ہے جو ایک سماجی اور عمرانی عمل ہے۔ مذہب کا مقصد سیاسی' معاشرتی اور اقتصادی ماحول کو بھی متاثر کرتا ہے یہ ایک کلی سچائی ہے اس مکمل سچائی میں روحانی عمل ہے اس میں وہ فیضان بھی کارفرما ہے جس میں خدا کے علاوہ اس کے نیک بندے بھی شامل ہیں اور خدا کے یہ نیک بندے اپنی محیرالعقول ودیومالائی شخصیت کی وجہ سے ہمارے دائرہ فکر میں نہیں آتے اور ہم ان روحانی شخصیتوں کا مکمل احصاء و احاطہ بھی نہیں کر سکتے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے انہیں روحانی ذوات مقدسہ کی تعلیم کا پرچار کیا اور انکی شخصیتوں سے عامتہ المسلمین کو روشناس کرایا۔ جبکہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے جن شخصیتوں اور جن عقائید کو پیش کیا ہے وہ شخصیتیں ہمارے دائرہ عقل میں نہیں آتیں تو کیا انسان اپنی محدود عقل کے ساتھ کائنات کی ہر چیز کو سمجھ سکتا ہے کیا کوئی ماہر طب یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ علم الابدان سے مکمل آگاہی رکھتا ہے اور مکمل طور پر انسان مشینری کو سمجھتا ہے' ظاہر ہے کہ اسکا یہ دعویٰ ایک مجذوب کی بڑ سے زیادہ اہمیت و حیثیت نہیں رکھتا۔ کیا کوئی انجینئر یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ ہر قسم کی مشینری کو مکمل طور پر سمجھتا ہے یہ سمجھ سکتا ہے جب وہ انسان کی بنائی ہوئی مشینری کو نہیں سمجھ سکتا تو وہ خدا کے بنائے ہوئے انسانوں کی کماحقہ آگاہی کیسے رکھ سکتا ہے پروردگار عالم نے نوع انسانی کی ہدایت و

رہنمائی کیلئے ایسے کامل و اکمل و منتخب و معصوم انسان بنائے جن سے خطا کا امکان نہیں اور جنکی مرضی منشائے الہی کے تابع تھی جنکا مقصد رضا و خوشنودی الہی تھا ظاہر ہے کہ خدا کے بنائے ہوئے مخصوص انسان۔ اور منتخب و چنیدہ بندے فہم انسانی میں نہیں سما سکتے۔ نہ انہیں اپنی عقل کی میزان پر پرکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی تجربات و مشاہدات کی کسوٹی پر۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے نظریات وہ آفاقی و اسلامی نظریات ہیں۔ جنہیں ابتدائے آفرینش سے آج تک خدا کے بھیجے ہوئے نمائندے پیش کرتے رہے ہیں۔ دنیا میں بظاہر دو ہی نظریات ہیں ایک گروہی نظریہ اور دوسرا انسانی نظریہ اور یہی انسانی نظریہ ہی اسلامی نظریہ یعنی اہلبیت کا نظریہ ہے علامہ مجلسی اہلبیت کی تعلیمات و نظریات کے مبلغ و پرچارک ہیں انہوں نے نفس انسانی کی گہری اور پیچ در پیچ حسی اور نفسی کیفیتوں کو اہلبیت کی روحانی تعلیمات سے ہم آہنگ کیا اور اہلبیت کے آفاقی و انسانی پیغامات کے ذریعے' نیکی بھلائی' سچائی' حق اور انسانیت کی تعلیم دی اور اپنے عمل و پیغام کے ذریعے ہر قسم کی عصبیت و کدورتوں کو دور کرنے کی کوشش کی اور روشن و پاکیزہ نصب العین کی طرف لوگوں کو دعوت دی' علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اپنی پوری زندگی عامتہ المسلمین کے عقائد و نظریات کی درستگی میں بسر کی اور درس و تدریس اور مباحثہ و تحریر کے ذریعے اس مقدس فریضے کو انجام دیتے رہے اور تمام عمر علمی و قلمی جہاد میں مصروف رہے۔ اور انکے عقائد و نظریات اتنے پائیدار و مستحکم تھے کہ ایک زمانہ نے انکی آواز پر لبیک کہا۔

علامہ مجلسی کی مذہبی خدمات

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے جس دور میں آنکھ کھولی پورے بلاد اسلامیہ سے ہند تک صوفیائے کرام کا چرچا تھا' جہاں اہل عرفان کم اور دنیا پرست بہت تھے لوگوں نے اپنی اپنی دوکانیں اور خانقاہیں سجا رکھی تھیں جھوٹی کشف و کرامات بیان کر کے لوگوں کو ان شیوخ کی سمت موڑا جا رہا تھا اور عملاً اسلامی تعلیمات سے دور کیا جا رہا تھا' اہل علم متذبذب اور پریشان تھے ان خانقاہوں سے تعویذ سے لیکر جنت تک تقسیم کی جاری تھی صوفیائے کرام کے زیادہ تر سلسلے کا مرکز ایران تھا۔ ان دنیا دار صوفیوں کے اثر و رسوخ عوام سے دربار تک بڑھ چکے تھے' اہل عرفان گوشہ نشین ہو چکے تھے اور زر و جاہ پسند صوفیاء کے شاہان وقت کے اہل خانہ بھی مرید ہو چکے تھے جنکی وساطت سے حکمرانوں پر دباؤ ڈالا جاتا تھا اور حسب منشاء فوائد حاصل کیئے جا رہے تھے صفوی دور حکومت میں صفیاء کے طاقت و قدرت میں کچھ اور اضافہ ہو چکا تھا اور بادشاہ مخالفت کے بجائے انکی حمایت کرتے تھے جسکے نتیجے میں کتب اہلبیت یعنی اسلام کے

حقیقی مدعا و مفہوم سے لوگ بے بہرہ ہوتے چلے جا رہے تھے اور لوگ گمراہ کن نظریات و عقائید کا شکار ہو گئے تھے اس خراب صورت حال کے پیش نظر علامہ مجلسی نے شاہان وقت کے عقائید و نظریات کی درستگی کیلئے اور جعلی پیروں کے جال سے نجات دلانے کیلئے صفوی بادشاہ کے دربار سے تعلقات پیدا کیئے اور اپنے علم و حلم و فہم و فراست اور تبحر و تدبر کے ذریعہ اہل دربار اور حاکم وقت کو اپنی طرف مائل کیا اور بے شمار صوفیائے کرام و دیگر فرقوں کے رہنماؤں سے مباحثہ و مناظرہ کر کے انکی پرواز فکر کو دین کی حقیقی تعلیم کی سمت موڑا اور حکومت عوام کی فکری و نظری اساس و ناموس کو ان درباری پیروں سے محفوظ کیا۔ لیکن سید بحرالعلوم علیہ الرحمہ کے قول کے مطابق علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد ایران غیروں کے ہاتھوں میں چلا گیا یعنی علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی آنکھ بند ہوتے ہی دوبارہ جعلی و درباری صوفیاء اپنا اثر و رسوخ بڑھانے میں پھر سے کامیاب ہو گئے۔ جب تک علامہ مجلسی حیات رہے کسی بھی جعلی پیر کو کامیابی نصیب نہ ہوئی جو لوگوں میں جنت اور اولاد وغیرہ تقسیم کرتے تھے اور جنکی بسیں مدینے، شام اور مکہ میں گزرتی تھی لیکن جسم اصفہان میں موجود رہتا تھا جست سے پیر آنکھ بند کر کے مدینہ و مکہ کی سیر کرتے اور حضور سرور کائنات سے ملاقات کے فرضی قصے سنا کر عامۃ المسلمین کو گمراہ کرتے۔

علامہ مجلسی کا معصومین سے توسل

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اپنے ہر درس کے بعد ایک چھوٹی سی مجلس پڑھتے تھے۔ علامہ شیخ عباس قمی مرحوم اپنی کتاب "قمی الامال" میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک رات علامہ نے خواب دیکھا کہ صحن حرم حضرت امام حسین علیہ السلام میں طلباء کو درس دے رہے ہیں۔ درس کے بعد ارادہ فرمایا کہ مجلس پڑھیں کہ ایک شخص آیا اس نے کہا کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا فرما رہی ہیں کہ مجلسی آج کی مجلس میں میرے فرزند حسین کی رخصت پڑھو کہ میرا حسین کس طرح وداع ہوا علامہ مجلسی نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام کی رخصت بیان فرمائی۔

maablib.org

علامہ مجلسی اور آداب دعا

دعا روح بندگی ہے، عبد و معبود کے درمیان راز و نیاز ہے، محتاج کا غنی کے حضور عجز ہے، انسان کا سرمایہ افتخار ہے، عبادت کا جوہر ہے، مومن کا اسلحہ ہے۔
بندہ جب اپنے آقا سے، مخلوق جب اپنے خالق سے، غلام جب اپنے مالک سے، انسان جب اپنے رب

ہے 'مسلمان جب اپنے خدا سے' اور مومن جب اپنے خدا کی بارگاہ نیاز میں سفارشات و گزارشات پیش کرتا ہے تو اسے دعا کہتے ہیں۔ مومن ہمیشہ اپنے خدا کی نگاہ لطف کا امیدوار اسکے کرم کا منتظر اسکی عنایات بے پایاں کا طلبگار رہوتا ہے تو اپنی بصیرت کے مطابق مناسب الفاظ میں اپنے مالک کے حضور و بارگاہ میں اپنی انکساری' معذوری' محتاجی' مجبوری' تہی دامنی' بے بصیرتی اور عاجزی کے اظہار کے ساتھ اس سے کچھ طلب کرتا ہے تو اسے دعا کہتے ہیں۔ دعا مومن کی عظیم ترین ضرورت ہے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اپنی مختلف تصانیف میں دعا کی عظمت و اہمیت و افادیت و ضرورت کو پیش فرمایا ہے اور اس کا سلیقہ بھی بتایا ہے۔ خود بھی دعا کے آداب سے آشنا اور اپنی دعاؤں کے ذریعہ اپنے خدا سے تحفظ دین طلب فرماتے اور امر بالمعروف کا فریضہ سرانجام دیتے۔ علامہ مجلسی خدا سے ارتباط کیلئے دعا کے ذریعہ کو بڑی اہمیت دیتے تھے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شب جمعہ کہ جب میں دعاؤں میں مشغول تھا تو میری نظر اس مختصر لیکن پر معنی دعا پر پڑی بسم........ یا ارحم الراحمین میں نے اسکو پڑھا دوسری شب چاہا کہ اسکو پڑھوں ناگاہ گھر کی چھت پر سے آواز سنائی دی جو مجھ سے مخاطب تھی (یاایھاالفاضل الکامل) اے فاضل و کامل کرام الکاتبین ابھی اس دعا کے پڑھنے کے ثواب کو لکھنے سے فارغ ہوئے ہیں۔ جو کہ تم نے گذشتہ شب جمعہ پڑھی تھی تم دوبارہ چاہ رہے ہو کہ اسے پڑھو (حوالہ قصص العلماء صفحہ ۲۰۸)

علامہ مجلسی اور صوفیائے کرام

جیسا کہ اس سے قبل عرض کر چکا ہوں کے صفوی دور میں صوفیائے کرام کو بڑی طاقت و قدرت حاصل ہو چکی تھی پورے ایران میں خانقاہیں بنی ہوئی تھیں۔ شاہان وقت ان خانقاہوں سے وابستہ تھے یا ان سے ہمدردی رکھتے تھے ہر ایک سلسلے سے وابستہ افراد نے اپنے سلسلے کے بزرگوں کے بارے میں بے شمار داستانیں گھڑ رکھی تھیں ان کی کرامات و کشف و معجزات کے چرچے تھے لوگوں کو شریعت سے ہٹا کر طریقت (اور وہ بھی نام نہاد) کی سمت موڑا جا رہا تھا لوگوں کو عملی زندگی سے دور اور رھبانیت سے قریب کیا جا رہا تھا لوگ احکامات الہی کے بجائے صوفیائے کرام کی پیروی کرنے لگے تھے چنانچہ شریعت حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مکتب اھلبیت پیغمبرؐ کی تعلیم اور فکر و عقائید سے لوگوں کو دور کرنے کی در پردہ سازش ہو رہی تھی' علامہ مجلسی نے اس غلط لہجہ کی نشاندہی کی اور لوگوں کو راہ صداقت و جادہ نجات پر چلنے کی تلقین کی اور یہی وہ مصلحت و مقصد تھا جس نے علامہ مجلسی کو صفوی بادشاہوں کے قریب ہونے پر مجبور کیا کیونکہ وہ دربار تک رسائی حاصل کیئے بغیر ان صوفیائے کرام کے

اثر و نفوذ کو شاہان وقت سے ختم نہیں کر سکتے تھے لہذا آپ نے دینی ضرورت کے پیش نظر اللہ پر توکل کرتے ہوئے ایثار و فداکاری کے ذریعہ صفوی بادشاہ کے دربار میں تعلقات پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے اور دربار سے تعلق رکھنے والے اہل دانش کو اپنے حلم و علم و فکر و فراست اور دانائی و دانشمندی سے متاثر کیا اور اپنے کردار و عمل سے انھیں اپنی جانب مائل کیا اور آخر کار دین مملکت اور لوگوں کی ناموس کو غیروں اور بہروپیوں سے آزاد کرالیا۔ سید بحر العلوم اعلیٰ اللہ مقامہ کے قول کے مطابق علامہ مجلسی کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد ایران پھر ان نام نہاد اہل سلوک و اہل عرفان کے ہاتھوں میں چلا گیا خود آیت اللہ العظمیٰ آقای خمینی رضوان اللہ نے علامہ مجلسی کا صفوی دربار سے تعلق کی یہی وجہ بیان فرمائی ہے کہ علامہ مجلسی نے کتب اسلام کی بقا کیلئے دربار صفوی میں اپنے تعلقات بڑھائے تھے۔ اس الزام کی وضاحت کے سلسلے میں علامہ طوسی، محقق ثانی، شیخ بہائی اور اس دور کے تمام فاضل و جید علماء نے بڑی تفصیل سے ان الزامات کا جواب دیا ہے۔ علامہ مجلسی نے بے شمار صوفیائے کرام سے مناظرے اور مباحثے کیئے اور انھیں دین کے حقیقی مدعا و مفہوم سے آشنا کیا اور خانقاہی و رہبانی نظام کی سمت جوق در جوق جانے والے مسلمانوں کو روکا اور انھیں شریعت کی تعلیم اور قرآن کے احکامات سے روشناس کرایا۔

علامہ مجلسی کی عبادت و ریاضت

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ ایک زاہد و عابد شب زندہ دار عالم تھے آپ کثرت سے خدا کی عبادت کرتے، تعقیبات نماز بڑی پابندی سے ادا فرماتے۔ نماز شب کے پابند تھے۔ اس عبادت کا آپ کی زندگی پر بڑا گہرا اثر تھا کیونکہ اطاعت کی شدت کا نام عبادت ہے اور اس کا تعلق آدمی کی پوری زندگی پر پڑنا ضروری ہے۔ رہیں روحانی عبادتیں تو وہ عبادت کے اس وسیع تر مفہوم کا ایک روشن اور ضروری رخ ہیں لیکن ان کا بھی انسان کی سیرت اخلاق اور اسکی عملی زندگی سے گہرا ربط ہوتا ہے اور مجموعی حیثیت سے عبادت کو سیرت اور اخلاق سے کسی طرح بھی علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ عبادت کے مرتبہ اور درجہ ہی کے مطابق انسانی اخلاق کی قدریں بنا کرتی ہیں اسکا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اخلاقیات کی تشکیل میں عبادت کے تصور اور اس کے معیار کو بڑا دخل ہے اور اگر عبادت صحیح راستے پر نہ ہوگی تو سیرت و اخلاق کی تعمیر بھی درست طریقہ پر نہیں ہو سکتی۔ اسلام نے اس لئے انسان کو عبادت کا صحیح مفہوم بتا کر اس کے اس پہلے فرض سے آگاہ کر دیا ہے کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کرے اور کسی صورت میں بھی اس کام میں اس

کے غیر کو شریک نہ کرے۔ اس فرض میں بھی اتنی وسعت اور جامعیت ہے کہ ایک توحید پرست اور مخلص مسلمان کیلئے غیر اللہ کی ایسی اطاعت اور فرمانبرداری کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا جو منشاء الہی کے خلاف ہو اور جس سے عبادت کے اس معیار میں فرق پیدا ہوتا ہے جو اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ جو ایک علمی و مذہبی شخصیت تھے اور اپنے اس منصب کو عام انسان کے مقابلے میں بہتر سمجھتے تھے لہذا آپ عبادت کو اسکے حقیقی مدعا و مفہوم کے ساتھ بجالائے۔ نماز کی اہمیت کے پیش نظر اسکے اوقات کی پابندی کرتے نماز شب تاحیات پڑھتے رہے' قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے اور دوسروں کو بھی قرآن کی اہمیت و عظمت سے آگاہ کرتے۔ آپ ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔ آپ انتہائی خلوص دل کے ساتھ روزے رکھتے اور انتہائی خضوع و خشوع کے ساتھ عبادات بجالاتے بلکہ اپنے ملنے والوں' مہمانوں' شاگردوں' عمال سلطنت سب سے نماز پڑھنے کی تاکید کرتے اور غفلت ولاپرواہی پر ناراض ہوتے اور فرماتے کہ خدا کی اطاعت و عبادت و ریاضت و بندگی سے سرتابی کا مرتکب مسلمان نہیں ہو سکتا غرضیکہ آپ نے نماز کی اہمیت' روزہ کی عظمت اور قرآن کی افادیت سے ہمیشہ عامتہ المسلمین کو روشناس کرایا اور اسکی پابندی کی تلقین کی اور خود بھی اس پر بڑی سختی سے عمل کیا لہذا آپ اپنے دور کے بڑے زاہدوں اور عابدوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے ایک شاگرد سید نعمت اللہ جزائری علامہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ کئی سال شب و روز انکی خدمت میں حاضر رہا میں نے ان سے کبھی عمل مباح بھی ہوتے نہیں دیکھا چونکہ وہ بزرگ رسول اکرمؐ کے قول کے مطابق (ولیکن لی کل شئی نیتہ حتی النوم والاکل) ہر کام میں خدا کی عبادت کا قصد ہونا چاہئے اور ایک لمحہ بھی یاد خدا سے غفلت نہیں برتنا چاہئے (حوالہ۔ شرح استبصار)

آئمہ اطہار کی سنت کی حفاظت

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اوقات نماز کی انتہائی پابندی فرماتے تہجد (نماز شب) کی نماز بھی کبھی قضا نہ فرماتے آپ کے نزدیک جمعہ کی نماز اور نماز جماعت کی خاص اہمیت تھی۔ ۱۱۰۷ ہجری قمری جمعہ کے دن علامہ مجلسی جامع مسجد اصفہان میں نماز جمعہ کا خطبہ بیان فرمانے اور وعظ کرنے کے بعد اعتقادات حقہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ اے لوگو! یہ میرا ایمان اور اعتقاد ہے اور میں آپ سے چاہتا ہوں کہ آپ نے جو کچھ سنا اسکی (شہادت) گواہی دیں اور یہ میرے کفن پر لکھ دیجئے گا۔ وقت رحلت جب ان بزرگوار کا کفن آیا لوگوں نے اس پر (شہادت نامہ پر) گواہی لکھ دی۔ اپنے والد گرامی کے حکم اور نصیحت کے مطابق روزانہ ایک جزو قرآن کی تلاوت فرماتے تھے سید نعمت اللہ جزائری نے "انوار نعمانیہ" میں تحریر

فرمایا ہے کہ علامہ مجلسی نے اپنے مومن بھائیوں سے خواہش ظاہر کی ہے کہ انکے کفن پر مٹی سے لکھیں لاریب فی ایمانہ کتبہ شاھد فلاں ابن فلاں اسکے نیچے اپنی دستخط و مہر لگادیں۔

۴۔ علامہ مجلسی اور تشویق عبادت

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے لوگوں میں ذوق عبادت پیدا کیا اور نماز اور جماعت کی اہمیت سے روشناس کرایا بندگی و عبادت کے مفہوم کی تشریح کی' نماز جمعہ قائم کی' مساجد میں نماز جماعت' محافل اور مذہبی تقاریب کا انتظام کیا۔

۵۔ علامہ مجلسی اور مجالس و محافل

علامہ مجلسی سید الشہداء علیہ السلام کی مجالس منعقد کرتے اور آپ کے فضائل و مصائب بیان فرماتے' عزاداری کی اہمیت و عظمت کو اس دور کے مسلمانوں پر واضح کیا۔ آئمہ الطاھرین علیہم السلام کی ولادت کے موقع پر محافل منعقد کرتے جس میں اھلبیت الطاھرین کے مناقب بیان فرماتے اور اکثر وعظ فرماتے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرماتے مسلمانوں کی تربیت و ہدایت کے فرائض انجام دیتے۔

۶۔ علامہ مجلسی اور ترویج مذہب شیعہ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ مذہب شیعہ کی تبلیغ فرماتے اور مخالفین کے الزامات کا مدلل جواب دیتے اور ان الزامات کے خلاف قرآن و احادیث سے دلیل پیش فرماتے انتہائی عالمانہ و سادہ انداز میں عوام کے سوالات کے جوابات دیتے اور انتہائی سہل انداز میں مشکل سے مشکل اور مبہم سوالات و مسائل کا حل پیش فرماتے۔

۷۔ علامہ مجلسی و انسانی حقوق

علامہ مجلسی ہمیشہ غریبوں' مظلوموں' محروموں' محکوموں' محتاجوں اور مستضعفوں کے طرفدار رہے اور ہمیشہ ان کے حقوق کیلئے جدوجہد فرماتے رہے اور ظالموں کے مقابل مظلوموں کے حقوق دلواتے اور اگر کوئی کسی سے زیادتی کرتا تو آپ اسکی حمایت کرتے۔

۸۔ علامہ مجلسی اور تعلیم و تربیت

علامہ مجلسی عامتہ المسلمین کی تعلیم و تربیت میں ہمیشہ پیش پیش رہے' انہیں علم کی ضرورت' اہمیت افادیت اور عظمت سے آگاہ اور علم کی معنویت سے روشناس کرایا۔ انکی فکری و نظری تربیت کی اور انکی رہبری و ہدایت فرمائی انہیں گمراہی کی تاریکی سے نکال کر فلاح و نجات کے روشن راستے پر گامزن کیا اور ایک ہزار سے زائد انسانوں کو علم کا نور بخشا۔ ان میں سے بہت سے افراد اپنے دور کے جید علماء قرار پائے۔

۹۔ علامہ مجلسی اور رہبری

علامہ مجلسی نے اپنے دور کے شیعوں کی بڑی ذمہ داری' احساس اور عزم و ہمت و جرات و پامردی کے ساتھ رہبری فرمائی' انہیں ریاستی جبر سے بچایا اور حکمرانوں کو اپنے کردار و علم سے متاثر کر کے شاہان وقت تک رسوخ پیدا کر کے مکتب تشیع سے تعلق رکھنے والے افراد کے مسائل حل کیئے اور ہر شعبہ حیات میں انکی رہنمائی و رہبری فرمائی۔ اور انتہائی نامساعد حالات کو شیعوں کیلئے سازگار بنایا۔

۱۰۔ علامہ مجلسی و درس و تدریس

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے عامتہ المسلمین کو فقہ' حدیث' تفسیر قرآن' علم الکلام' معنی و بیان' تاریخ اخلاق اور دعاؤں وغیرہ کے دروس دیئے اور ہر مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کو انتہائی غیرجانبداری' لگن اور خلوص سے درس دیا آپ کا شمار اپنے دور کے صف اول کے مدرسین میں ہو تھا۔

۱۱۔ علامہ مجلسی اور تصانیف و تحقیق

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے تفسیر' حدیث' تاریخ' فضائل اھلبیت فقہ اور دیگر موضوعات پر تقریباً تین چار سو کتابیں تحریر فرمائیں اور تحقیق کا پورا پورا حق ادا کیا اور فضائل اھلبیت کے وہ نکتے بیان کیئے کہ جنہیں سن کر اور پڑھ کر کے حب اھلبیت میں سرشار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا اور نہ رہ سکتا ہے آپ یگانہ علوم آل محمدؐ سے سرشار تھے اور کیوں نہ ہو آپ باب مدینہ علم سے وابستہ تھے۔

۱۲۔ علامہ مجلسی اور کتب اربعہ

کتب اربعہ (شیعہ مذہب کی چار اہم ترین و اساسی کتابیں جس طرح برادران اہلسنت میں صحاح ستہ اہم و بنیادی کتابیں ہیں یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامعہ ترمذی، سنن ابی داود، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، اسی طرح کتب تشیع میں اصول کافی، من لا یحضرہ الفقیہ، تہذیب اور استبصار ہیں۔ ان کتب اربعہ پر شیعوں کے علم و عمل کا دارومدار و انحصار ہے آپ نے ان کتابوں کی طرف توجہ دلائی، ان کی تشریح و تفسیر کی اور مشکل مسائل کی طرف توجہ دی۔

۱۳۔ علامہ مجلسی اور دانشمند حضرات

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی صحبت میں اپنے دور کے بڑے بڑے دانشمند، علماء فقہا، محدثین و مفسرین و اہل علم سے صحبت فرماتے اور دانشمندوں پر خصوصی توجہ فرماتے۔ جب تک علامہ مجلسی حیات رہے شیعہ علماء اور ارباب دانش زندگی کے کسی شعبہ ہائے حیات میں کسی کے محتاج نہ رہے اور علمی امور میں تحقیقی پیش رفت میں کوئی کمی یا مشکل محسوس نہیں کرتے تھے۔ اپنی چھوٹی سے چھوٹی علمی تحقیق پر علامہ کی طرف سے خاص عنایت کے سزاوار ہوتے۔

۲۔ علامہ مجلسی کی بت شکنی

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے دور میں ہندوستان سے بہت سے ہندو اصفہان میں آکر آباد ہو گئے تھے یا پہلے سے رہتے تھے کچھ ناپختہ عقیدہ کے توہم پرست مسلمان (ہندو پنڈتوں اور پروہتوں سے متاثر ہو کر) بھی بت کی پوجا کرنے لگے اور پوشیدہ طور پر اس بت پر حاضری دیتے اور چڑھاوے چڑھاتے جب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کو اس واقع کی خبر ہوئی کہ یہ ہندو مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں تو آپ نے اس بت کو توڑنے کا حکم دیا۔ یہ سن کر تمام اصفہان کے ہندو شاہ ایران کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ ہم سے جتنا چاہو مال و دولت لے لو لیکن اس بت کو توڑنے کے احکامات کو جو علامہ مجلسی کے حکم سے جاری ہوا ہے منسوخ کر کے ہمیں اس بت کو ہندوستان لے جانے کی اجازت دیں لیکن علامہ مجلسی کے اٹل فیصلے کے آگے شاہ سلیمان نے ہتھیار ڈال دیئے اور ۱۰۹۸ ہجری قمری میں اس بت کو توڑ دیا گیا۔

۳۔ علامہ مجلسی کا شراب خوری کے خلاف قیام

عہد صفوی میں عوام اور حکمران دونوں ہی شراب خوری کی لت میں مبتلا تھے، شراب خانے عام تھے

لوگ شراب خوری کو معیوب اور خلاف شرع فعل نہ سمجھتے تھے اور جب حکمران طبقہ بھی اس لت اور لعنت میں گرفتار ہو تو عوام لناس کو شراب خوری سے کون منع کر سکتا تھا۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے شراب خوری کے خلاف فتویٰ دیا اور اسے ازروئے اسلام قطعی حرام قرار دیتے ہوئے شرعی حد جاری کرنے کا حکم دیا آپ نے اس سلسلے میں شاہ سلیمان سے ملاقات کی اور شراب نوشی کے بارے میں اسلامی احکامات کی وضاحت کی شاہ سلیمان نے آپ سے دریافت کیا آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ علامہ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ بادشاہ شراب خوری' طوائف بازی' کبوتر بازی اور جوا وغیرہ کو اپنے حکم کے ذریعے ممنوع قرار دے۔ شاہ نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے شراب خوری' طوائف بازی اور جوا وغیرہ کو بند کرنے کا حکم صادر کیا اور اس کے مرتکب افراد کے لئے کڑی سزا تجویز کی۔ اور خود بھی شراب نوشی سے توبہ کرلی۔ علامہ مجلسی کے اس دلیرانہ اقدام اور شراب خوری کے خلاف قیام او اپنے اہداف میں کامیابی سے معاشرہ کی وہ خرابی دور ہو گئی جس سے ایک انسانی معاشرہ یعنی ایک اسلامی معاشرہ حیوانی اور شیطانی معاشرہ میں تبدیل ہو رہا تھا۔

علامہ مجلسی کی خدا ترسی و خدا خوفی

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ ایک نیک سیرت انسان تھے یہی وجہ ہے کہ آپ میں خدا ترسی و خدا خوفی کا جوہر نمایاں تھا آپ ہر معاملہ میں خواہ اس کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے ہر معاملہ میں خوف خدا کو پیش نظر رکھتے تھے۔ انسانی فطرت ہے کہ ہر چھوٹا اپنے بڑے سے ڈرتا ہے ہر محکوم اپنے حاکم سے خوف کھاتا ہے ہر کمزور اپنے سے زیادہ طاقت رکھنے والے اور اختیار رکھنے والے سے ڈرتا ہے۔ لیکن خدا کے نیک بندے صرف اور صرف خدا سے ڈرتے ہیں۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اپنے خدا سے بے حد ڈرتے تھے اور کوئی ایسا کام نہ کرتے جس سے وہ ناراض ہو جائے وہ اس بات پر یقین کامل رکھتے تھے کہ خدا سمیع و بصیر ہے اور علیم و خبیر ہے اسکا کوئی راز اور کوئی بھید اسکی ذات سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ وہ صرف وہ کام کرتے جس سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہو اور ایسے کاموں سے پرہیز کرتے جس سے خدا کی ناراضگی کا اندیشہ ہو۔ آپ اکثر راتوں کو خدا کے خوف سے رویا کرتے تھے آپ کے سامنے اگر کوئی سائل آتا تو آپ ہمیں مقدور بھر اسکی اعانت فرماتے اگر کوئی ضرورت مند آجاتا تو آپ ہر ممکن کوشش فرماتے کہ اسکی مدد کی جائے' یتیموں' بیواؤں' مسکینوں' اسیروں' ناداروں' فقیروں' ہمسائیوں اور طالب علموں کا بہت خیال فرماتے تھے۔ مشتبہات سے بچتے' غیبت سے پرہیز کرتے' کسی کی

دلآزاری نہ فرماتے' لوگوں کے حقوق کا پورا خیال رکھتے۔ عامۃ المسلمین سے حسن سلوک فرماتے۔ خدا کے علم کو بغیر کسی لالچ کے پھیلاتے۔ محمد و آل محمد علیہم السلام کی احادیث کو صرف خدا کے لئے بیان فرماتے نہ کہ اپنی تعریف کیلئے۔ آپ کے اسی حسن سلوک اور خدا خوفی و خدا ترسی کی وجہ سے غیر ہوں یا اپنے مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہر شخص آپ کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ آپ کی انہی صفات کی وجہ سے آپکے بڑے کٹر دشمن بھی آپ کے بہت گہرے دوست بن جاتے اور اسی دوستی و محبت اور خدا ترسی و خدا خوفی کی وجہ سے لوگوں نے مذہب تشیع اختیار کیا۔ آپ مذہب اهلبیت کے سچے وکیل اور عالم تھے۔ آپ کا اخلاق' آپ کی نرم دلی' آپکی صلائے رحمی' آپ کی مہربانی و ہمدردی' آپ کا حسن سلوک آپ کی خدا ترسی' آپ کی خدا خوفی کی وجہ سے آپ خدا کے نیک و مقبول بارگاہ بندے تھے آپ پر اهلبیت الطاہرین کا کرم خاص تھا۔ آپ ہر مکتب فکر کے انسانوں میں عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ آج آپ کا نام افق عالم پر مہر درخشاں کی طرح روشن و منور ہے۔

علامہ مجلسی کا تقویٰ و پرہیزگاری

علامہ مجلسی ایک متقی اور پرہیزگار انسان تھے آپ دنیاوی لذتوں اور عیش و عشرت سے کوسوں دور تھے طلب علم میں آپ نے مختلف شہروں کا دورہ کیا اس سفر میں آپ روکھی سوکھی کھا کر گذارہ کرتے عام طور پر اثناء سفر میں پورے دن میں صرف چند کھجوروں پر اکتفا فرماتے۔ اکثر اوقات سوکھی روٹی کھا کر گذارہ کرتے۔ آپ تقویٰ و پرہیزگاری کے اعلیٰ منصب پر فائز تھے' ظاہر و باطن میں ہمیشہ خدا سے ڈرتے۔ گناہان کبیرہ و صغیرہ سے اجتناب فرماتے' واجبات کی ادائیگی کے سختی سے پابند تھے وہ اپنے اعمال سے اپنے خالق حقیقی کو راضی رکھنے کی ہر ممکن کوشش فرماتے آپ خدا کی مشیت کے مطابق احکامات بجالاتے اور اسکے خلاف باتوں سے اجتناب فرماتے آپ کا مقصد حیات خالق حقیقی کی رضا کا حصول' اسکی بندگی تھا وہ ہر لمحہ رضائے الٰہی کی جستجو میں رہتے۔ آپ کے اندر عزم کے ساتھ ساتھ صبر و استقلال بھی پایا جاتا تھا' آپ وقت کی سختی سے پابندی فرماتے تھے ہر کام کیلئے اوقات کار معین تھے۔ آپ نے عبادت درس و تدریس امور خانگی کیلئے دن کو مختلف حصوں میں بانٹ رکھا تھا جسکی آپ خود بھی سختی سے پابندی فرماتے اور دوسروں کو بھی اسکی نصیحت فرماتے۔ آپ وقت کی پابندی کے باب میں اپنے شاگردوں سے فرماتے کہ پروردگار عالم نے اسی لئے عبادتوں میں وقت کی پابندی پر زور دیا ہے تو زندگی کے دوسرے کاموں میں بھی اسکے نزدیک اسکی بڑی اہمیت ہے۔ آپ امانت کا بھی بڑا خیال کرتے لوگ اپنی امانتیں

آپ کے پاس جمع کرتے آپ کی دیانتداری مشہور تھی آپ نہ خدا کی امانت میں خیانت فرماتے اور نہ بندوں کی امانت میں۔ آپ عزم و عمل کے پیکر تھے جس بلندی کو اسلام نے عزت اور برتری سمجھتا ہے اسکا حصول فرمانے کی کوشش فرماتے آپ میں سچا ایمان پایا جاتا تھا اور محکم یقین پکے عزم و کردار و عمل کی بلندی اور پاکیزگی کے اس معیار پر پورا اترتے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے ایک سچے مومن اور کامل انسان کی علامت قرار دیا ہے آپ میں ضمیر کی پاکیزگی اور عمل صالح کی ہر صفت موجود تھی آپ مصیبتوں' پریشانیوں' ناکامیوں' نقصانات اور بڑے سے بڑے سانحے و حادثے پر نہیں گھبراتے تھے ہمیشہ اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھتے۔ آپ ایک نیک نفس دیندار متقی و پرہیزگار انسان تھے جنکی پوری زندگی خوشنودی خدا میں بسر ہوئی آپ کی زندگی کا ایک مقصد ایک نصب العین اور ایک ہدف تھا جسے آپ نے پوری ایمانداری' دینداری اور دیانتداری سے پورا کیا۔

علامہ مجلسی کا اخلاق حسنہ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اخلاقی طور پر ایک بلند پایہ انسان تھے' آپ انسانی اقدار و تہذیب اور اسلامی تعلیم معاشرت کا عملی نمونہ تھے' آپ کی ذات میں وہ تمام اخلاقی خوبیاں موجود تھیں جو ایک اچھے انسان میں ہونی چاہئیں۔ علامہ مجلسی انتہائی خلیق' بردبار' منکسر المزاج حلیم الطبع' سادہ اور نیک نفس انسان تھے وہ سب سے خندہ پیشانی سے پیش آتے ہر ایک کی عزت و تکریم کرتے یہاں تک کے اپنے شاگردوں سے بھی انتہائی اخلاق سے پیش آتے خلاف مزاج باتوں پر بھی کبھی مشتعل نہ ہوتے۔ مزاح کی حس لطیف آپ میں بدرجہ موجود تھی اگر کبھی ناراض ہوتے تو ناراض ہونے والے سے اسکا اظہار مزاح میں فرمادیتے اگر کوئی آپ سے بدسلوکی کرتا تو آپ اپنے آقا و مولیٰ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح رحمت مزاجی سے کام لیتے' کبھی غیظ و غضب میں نہ آتے برائی کا بدلہ ہمیشہ نیکی سے دیا کرتے تھے اگر کسی جاننے والے' ملنے والے یا شاگرد سے کوئی خطا ہو جاتی تو کبھی بر سر محفل اسے نہ ٹوکتے نہ موقع پر اسکی اصلاح کرنے کی کوشش کرتے کسی مناسب موقع پر اسے بڑے احسن طریقے سے سمجھادیتے تھے اور اس طرح سمجھاتے کہ غلطی کرنے والے کو قطعی توہین محسوس نہیں ہوتی بلکہ اسے فوراً اپنی غلطی کا احساس ہو جاتا اور وہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کا شکر گذار ہوتا۔ آپ کسی کی ملامت کرنے کے بجائے قصص' مثالوں اور مزاح ہی مزاح میں علیحدگی میں اسکے غلط لہجے کی نشاندہی فرمادیتے۔ وہ ہمیشہ دوسروں کی عزت کرتے تھے اور کبھی کسی کی عزت نفس مجروح نہ کرتے اور اگر کوئی

شخص کسی کو برملا کچھ کہتا تو آپ اسے سمجھا دیتے کہ ایسا نہ کرو اس سے اسکی اصلاح ہونے کے بجائے وہ مزید ضد اختیار کرلے گا اسے یہ بات کسی مناسب موقع پر سمجھا دینا۔ یہاں تک کہ اگر گھر کی کنیز یا ملازم سے کوئی بڑی سے بڑی غلطی یا نقصان ہو جاتا تو آپ سے اسکی شرمندگی دیکھی نہ جاتی آپ اسے تسلی و تشفی دیتے کہ یہ نقصان مجلسی سے بھی ہو سکتا تھا یہ نقصان اگر نہ ہوں تو انسان خدا سے رحم یا معافی کا طلبگار کیسے ہو یہاں تک کہ آپ اس سے آئندہ کیلئے احتیاط کی بھی تلقین نہ کرتے تاکہ اسکی دلآزاری نہ ہو آپ اپنے ہمسائیوں کا خیال رکھتے۔ مریضوں کی عیادت فرماتے اگر کسی کے انتقال کی خبر سن لیتے تو اسکی تعزیت یا تدفین میں ضرور شرکت فرماتے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی سادگی وانکساری

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ ایک سادہ اور منکسرالمزاج انسان تھے۔ آپ کی پوری زندگی سادگی سے عبارت ہے انکساری آپ کی زندگی کا وصف امتیازی تھا۔ آپ کی زندگی کے ہر شعبہ میں سادگی پائی جاتی ہے خواہ وہ طرز رہائش ہو یا خوراک یا لباس آپ طبیعت اور مزاج کے اعتبار سے بھی بہت سادہ محنتی اور جفاکش تھے اور اپنی ضرورت کے تمام کام خود کرلیا کرتے تھے۔ اسلام نے ہمیں سادگی کا سبق دیا ہے کہ ہم ایسی سادہ زندگی اختیار کریں جس میں بناوٹ تکلف اور نمائش یا دکھاوا نہ ہو ایک سیدھے سادے آدمی کی طرح رہا جائے اور بلا وجہ کی شان و نمود یا زیبائش میں اپنا قیمتی وقت اور مال و دولت برباد نہ کریں ہمارے سامنے بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' آئمہ الطاہرین علیہم السلام کے بعد ہمارے علمائے کرام کی مثال ہے ان میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ بھی شامل ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی دینی و دنیاوی دولت سے مالامال فرمایا تھا' انتظامیہ کے بڑے بڑے افسران اور شاہان وقت آپ کے دولت کدہ پر حاضری دیتے مگر آپ کا برتاؤ بادشاہ و رعایا' عمال سلطنت و شاگردوں سب کے ساتھ ایک جیسا رہتا۔ آپ خودنمائی اور دکھاوے کو پسند نہ فرماتے۔ آپکے کھانے میں جو بھی سامنے لا جاتا اسکو نوش فرمالیتے اسی طرح لباس میں بھی معمولی قسم کے کپڑے پہنتے آرائش کے سامان سے آپکو بڑی نفرت تھی' زمین پر' چٹائی پر' دری پر' فرش پر جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے تھے۔ اسی طرح آپ میں انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ہر شخص سے انتہائی خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ کبھی کسی سے سخت لہجے یا ترش روی سے بات نہ کرتے ملنے والوں' مہمانوں' شاگردوں اور ضرورت مندوں کی باتیں انتہائی غور و صبر سے سنتے کبھی کسی کو اپنی اہمیت کا احساس نہ دلاتے لیکن جب عمال حکومت یا شاہان

وقت آتے تو آپ ان سے بڑی حکمت سے پیش آتے کیونکہ ہر مقام پر سادگی و انکساری اچھی نہیں ہوتی آپ کی سادگی و سادہ زندگی دیکھ کر ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے اور سادگی کو پورے مدعا و مفہوم کے ساتھ سمجھنا چاہئے اسی طرح ہمیں انکساری کے وصف کو بھی اپنانا چاہئے کیونکہ انکساری سے تکبر پیدا نہیں ہوتا علامہ مجلسی علیہ الرحمہ تکبر و گھمنڈ سے سخت نفرت فرماتے تھے خود بھی سادگی پسند اور منکسرالمزاج تھے اور دوسروں کو بھی سادگی کی تلقین کرتے تھے اور اخلاق اقدار کی تعلیم دیتے تھے اور اپنے شاگردوں کو دوسروں سے انکساری سے پیش آنے کا درس دیتے تھے۔

علامہ مجلسی کی مہمان نوازی

انسانی اوصاف میں مہمان نوازی ایک بہترین وصف ہے جو دوسروں سے مذکورہ انسان کو ممتاز و ممیز کرتا ہے یہ وصف امتیازی و انسانی اقدار اور تعلیمات محمد و آل محمد کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ مہمان نوازی سے اس شخص کی عزت و تکریم و شرف میں اضافہ ہوتا ہے۔ مہمان نوازی ایک ایسا وصف ہے جس پر بحث کیلئے ایک دفتر درکار ہے۔ یہاں مہمان نوازی موضوع سخن نہیں بلکہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی مہمان نوازی کا ایک سرسری جائزہ لینا مقصود ہے۔ جب کوئی شخص آپ سے ملنے کیلئے جاتا تو آپ اپنی حیثیت کے مطابق اسکی تواضع کرتے۔ اگر دوران درس کھانے کا وقت ہو جاتا تو درس کو روک کر دسترخوان بچھا دیا جاتا اور جو کچھ بھی گھر میں موجود ہوتا وہ بلا تکلف مہمانوں کے سامنے پیش کر دیا جاتا اگر کوئی شاگرد حیل حجت کرتا تو آپ فرماتے کیوں میرے ثواب میں کمی کرتے ہو کیا پتہ تمہاری ہی وجہ سے میرے رزق میں پروردگار عالم مزید اضافہ کردے۔ اگر کوئی مہمان بے وقت آجاتا تو بھی آپ انتہائی خندہ پیشانی سے اسکا استقبال کرتے' اسے خوش آمدید کہتے' اسے اپنا مہمان ٹھہراتے اور اس کی تواضع کرتے ظاہر ہے علامہ مجلسی اپنے آئمہ کی تاسی فرما رہے تھے اور ان کے نقش قدم پر چل رہے تھے وہ حضرت علی علیہ السلام جیسے سخی کے ماننے والے اور حضرت امام حسن علیہ السلام کے پیروکار تھے جن کا دسترخوان سارے عرب میں مشہور تھا۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے مالی حالات بہت زیادہ اچھے نہ تھے اکثر ایسا بھی ہوتا کہ آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا اور بہت سے لوگ دوسرے شہر سے یا دیگر شہر کے علماء آپ کے گھر تشریف لاتے تو آپ اور آپ کے گھر والے بہ رضا و رغبت اپنا کھانا مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیتے اور خود بھوکے سو جاتے لیکن کبھی کوئی شکوہ نہیں کیا اور ہمیشہ اپنے مالک حقیقی کا شکر ادا کرتے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے اس اخلاق' اس کردار' اس خلوص اور اس مہمان نوازی کے نتیجے

میں بے شمار لوگوں نے شیعہ مذہب اختیار کیا کچھ لوگ آپ کے علم سے متاثر ہو کر مکتب تشیع میں داخل ہوئے اور کچھ لوگ آپ کے کردار سے متاثر ہو کر مکتب تشیع میں داخل ہوئے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اپنے دور کے ایک بلند کردار و مہمان نواز شخص تھے خدا ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور انکی مرقد پر رحمت حق کا نزول ہوتا رہے۔

علامہ مجلسی کی حاضر جوابی

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ خداداد حافظہ و ذہانت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی حاضر جواب بھی تھے۔ حاضر جوابی میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا وہ معترضین کے اعتراض کا جواب فوراً ہی دیتے تھے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی نے ان سے سوال کیا ہو اور وہ لاجواب ہو گئے ہوں۔ ایسا ہوتا بھی کیسے وہ یگانہ علوم مدینہ سے سرشار تھے یہ ایک عمر باب مدینہ علم کے در پر جبیں سائی کا نتیجہ تھا کہ سرتاپا حاضر جوابی کا مجسمہ تھے مکتب تشیع میں حاضر جوابی مشہور ہے اگر ہم تاریخ کے اوراق کو اٹھیں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے بیک وقت مختلف مذہب و مسلک و فرقہ کے سینکڑوں علماء سے بیک وقت مناظرہ و مباحثہ کیا اور انہیں اجتماعی طور پر لاجواب کر دیا یہاں تک کہ اس گھر کے غلام اور کنیزیں بھی حاضر جوابی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے پھر علامہ مجلسی علیہ الرحمہ حاضر جواب کیوں نہ ہوتے ان پر اس خانوادہ کا خاص لطف و کرم تھا۔ آپ جب احادیث بیان فرماتے تو سینکڑوں احادیث ایک نشست میں بیان فرما دیتے اور جب بھی کوئی شخص اعتراض کرتا تو فوراً ہی اس کا جواب دیتے۔ ایک مرتبہ آپ سے بیک وقت معتزلہ، شیخیہ، نحوی، حنبلی، حنفی شافعی اور مالکی فرقے کے لوگ گفتگو فرما رہے تھے آپ نے تمام فرقوں کے علماء کو قرآن و احادیث کی روشنی میں جواب دیا کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ یہ بات وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہیں جبکہ ہمارے امام نے ایسا کہا ہے آپ نے فرمایا لیکن ہمارے امام نے جو کہا ہے وہی درست ہے کیونکہ آپ کے امام کو دوسرے فرقوں کے امام تسلیم نہیں کرتے جبکہ ہمارے بارہ آئمہ میں سے ہر ایک نے دوسرے کی تصدیق کی ہے اور پھر ایسی کوئی روایت بھی نہیں ملتی کہ آپ کے اماموں نے ہمارے آئمہ کی کسی بات پر یہ فتویٰ صادر کیا ہو کہ فلاں امام نے یہ روایت غلط بیان کی ہے یا یہ مسئلہ غلط بتایا ہے۔ اور آپ کے آئمہ میں کوئی بھی رسولؐ سے فصل نہیں رکھتا آپکے چاروں اماموں کے درمیان اور رسول اکرمؐ کے درمیان سالہا سال کا فاصلہ ہے اور ہمارے آئمہ کے درمیان اور رسولؐ کے درمیان کوئی

فاصلہ نہیں اور گھر والا ہی گھر کی بات کو بہتر سمجھتا اور بتلا سکتا ہے یہ سن کر تمام مکاتیب فکر کے علماء جواب ہو گئے۔

علامہ مجلسی کی انسان مشربی

علامہ مجلسی ایک انسان دوست اور انسان مشرب شخص تھے' ہمیشہ دوسروں کی ضرورت اور عزت نفس کا خیال رکھتے' اور خدمت خلق میں مصروف رہتے۔ ضرورت مندوں' محتاجوں' بیواؤں' مسکینوں' غرباء' طالب علموں' ہمسائیوں ہر ایک کی ضرورت کا خیال رکھتے۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر نسان کی زندگی کے دو پہلو ہوتے ہیں ایک ذاتی اور منصبی حیثیت ہوتی ہے جسکا تعلق صرف اسکی ذات سے ہوتا ہے اور ان دونوں حیثیتوں کے لحاظ سے اسکے حقوق و فرائض بھی الگ الگ ہیں ان دونوں باتوں میں اتنا گہرا ربط ہے کہ ان میں سے ایک کو دوسری چیز سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جس طرح فرد بغیر معاشرہ کے نہیں رہ سکتا اسی طرح معاشرہ بھی افراد کے بغیر کوئی وجود نہیں رکھتا بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو انسان کی انفرادی زندگی کے زیادہ تر پہلو اسکی اجتماعی زندگی ہی سے وابستہ ہیں جسکے تقاضے کو پورا کئے بغیر نہ وہ باقی رہ سکتا ہے اور نہ وہ خدا کی خوشنودی حاصل کر سکتا۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ پنی انسانی و منصبی و روحانی ذمہ داریوں سے بخوبی واقف تھے اور پھر پروردگار عالم نے انکے پہلو میں ایک حساس و دردمند دل رکھا تھا آپ کسی کی مصیبت دیکھ کر بے چین ہو جاتے۔ اور خلوص و سچائی کے ساتھ ضرورت مندوں کی ضرورت پوری فرماتے اور ظلم و جور' شر اور فساد اور مکر و ریاکاری سے بھری ہوئی دنیا میں اسلامی معاشرہ کے قیام کیلئے جدوجہد فرماتے تاکہ اسلام کا مثالی معاشرہ قائم کر کے اور معاشرہ سے تمام برائیوں کو مٹا کر انسان کو اسلام کے دامن امن و سکون کی جنت میں پہونچا دیا جائے۔ آپ میں حسن اخلاق و حسن معاشرت کی جتنی قدریں موجود تھیں سب آپ میں موجود تھیں۔ یقیناً وہ انسان جو خدائے بزرگ و برتر کے رحم کا امیدوار ہو اور جسکو یہ یقین ہو کہ اسکی مخلوق پر رحم کیئے بغیر اور اسکی خدمت کیئے بغیر اسے خدا کی خوشنودی حاصل نہیں ہو سکتی وہ کبھی خلق خدا پر ظلم اور ناانصافی سے کام نہ لے گا' علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اپنی منصبی ذمہ داریوں سے واقف تھے اور ایک انسان مشرب شخص ہونے کی وجہ سے وہ خدا کی مخلوق کی عزت و تکریم کرتے اسکی عزت نفس کا خیال رکھتے' ان سے انصاف و عدل سے کام لیتے اور ہمدردی و مہربانی سے پیش آتے ان کے اندر بھلائی کا جذبہ اور تڑپ موجود تھی وہ پوری طرح اسلام کی تعلیم پر عامل تھے اور دوسروں کو بھی خلق خدا کی خدمت و احترام اور نوع بشر سے

ہمدردی پر زور دیتے اور عام انسانوں اور مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی و نیک برتاؤ کرنے کی تلقین کرتے۔ دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھتے اور ہر ممکن ایثار فرماتے اور ایثار کی صفت صرف اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جب آدمی کے دل میں ہمدردی کا جذبہ موجود ہو۔ علامہ مجلسی میں ہمدردی و ایثار و انسان دوستی اپنے پورے عروج پر نظر آتی ہے۔

علامہ مجلسی کا بے مثال حافظہ

حافظہ انسان کیلئے پروردگار عالم کی عظیم نعمت اور عطیہ ہے اگر کسی شخص کو یہ دولت نصیب ہے تو وہ بڑا خوش قسمت ہے۔ کیونکہ پروردگار عالم کی یہ نعمت کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے اگر انسان میں حافظہ کی قوت نہ ہو تو خواہ وہ کتنا ہی علم حاصل کرے اور کتنا ہی مطالعہ کیوں نہ کرے اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

حافظہ کے سلسلے میں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ پر خداوند عالم کا خاص کرم تھا۔ آپ بے پناہ قوت حافظہ کے مالک تھے ہم جب آپ کے دور طالب علم کا مطالعہ کرتے ہیں یا آپ کے زمانہ تدریس پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں آپ کی بے پناہ قوت حفظ کا اعتراف کرنا ہی پڑتا ہے آپ کی قوت حفظ کے کارنامے آپ کی سوانح حیات میں جگہ جگہ بکھرے پڑے ہیں۔ دور طالب علمی میں اساتذہ آپ کو جو سبق دیتے وہ آپ نہ صرف دلجمعی اور لگن سے پڑھتے اور سمجھتے بلکہ دو چار بار پڑھنے سے پورا پورا درس آپ کو یاد ہو جاتا اور جب آپ اپنے درس کو اپنے والد ماجد ملا محمد تقی مجلسی کو سناتے تو وہ اپنے لخت جگر اور شاگرد کی قوت حافظہ کی داد دیتے۔ مولانا محمد صالح مازندرانی اور علامہ حسن علی شوستری کہتے ہیں کہ باقر مجلسی بے پناہ صلاحیت اور قوت حافظہ کے مالک تھے جو درس ہم دیتے وہ فوراً سمجھ لیتے اور زبانی یاد بھی کر لیتے اس کیلئے انہیں کوئی خاص کوشش نہیں کرنا پڑتی بلکہ وہ اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کی وجہ سے بغیر کسی خاص کوشش کے بڑی سے بڑی عبارت اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتے۔ اسی طرح جب آپ اپنے شاگردوں کو درس دیتے تو بغیر کتاب کی طرف دیکھے ہوئے عبارت پڑھتے جاتے تھے اور شاگردوں کو سبق کی تشریح بتاتے جاتے تھے اسی طرح جب آپ کوئی کتاب لکھنے بیٹھتے تو کتاب کے بڑے بڑے حوالے اپنے حافظہ کے زور پر تحریر فرما دیتے تھے آپ جس عبارت کو ایک دو بار دیکھ لیتے فوراً یاد ہو جاتا تھا آپ علم کا وہ سمندر رکھتے جس کی روانی آپ کے حافظہ کی قوت سے دیکھی جا سکتی تھی جب آپ درس دیتے تو بیسوں اہم مصادر و ماخذ بیان فرماتے اور کئی کئی صفحے کے حوالے زبانی بیان فرماتے۔ آپ کے درس میں مختلف مذاہب کے لوگ بھی شرکت فرماتے تھے اور آپ سے مباحثہ فرماتے تھے۔ آپ دیگر مذاہب کے اہل علم کو پہلے ان کی

کتابوں سے سمجھاتے اور انکی کتابوں کے حوالے دیتے پھر اپنی کتابوں کے حوالے دیتے اور کتابوں کے ابواب و صفحات تک بیان فرمادیتے۔ آپ کے حافظے کی ایک اہم بات یہ تھی کہ آپ کو اپنے ہزاروں شاگردوں کے نام اور انکے کوائف زبانی یاد تھے یعنی کون سا شاگرد کس شہر یا کس ملک کا رہنے والا ہے کون سی کتاب پڑھ رہا ہے۔ غرضیکہ حضرت علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کو پروردگار عالم نے غیر معمولی قوت حافظہ عطا فرمائی تھی۔ جس کے عطا کے نتیجے میں ایک دنیا نے ان سے فیض حاصل کیا۔

علامہ مجلسی کی ذہانت

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ خداداد ذہانت و صلاحیت کے مالک تھے' آپ ایک بیدار ذہن نکتہ سنج' نکتہ فہم و نکتہ رس انسان تھے آپ کے اندر فہم و فراست و فکری صلاحیت کی موجودگی کی وجہ سے آپ کسی بھی معاملہ و علمی مسئلہ کو بہت جلد سمجھ لیتے تھے بلکہ اسکی تہہ تک پہنچ جاتے تھے انہیں اپنے حافظہ اور ذہن و ذہانت پر بھرپور بھروسہ تھا وہ جب کسی کتاب کا مطالعہ فرماتے تو صرف کتاب کی سطریں نہیں پڑھتے تھے بلکہ بین السطور کا مطالعہ بھی فرماتے تھے اور کتاب کے لکھنے والے کا نصب العین' مقصد' ہدف' نظریات اور مبلغ علم تک سمجھ لیتے تھے۔ اسی طرح جب آپ کسی سے مباحثہ فرماتے تو مباحثہ کرنے والے کے مقاصد و نظریات کا اندازہ لگالیتے اور وہ اپنے موضوع کے بارے میں کیا کیا دلیل پیش کرے گا اسکا بھی علامہ مجلسی کو اندازہ ہو جاتا تھا۔ اسی طرح جب آپ درس دیتے تھے تو شاگردوں کے سوالات کا بڑے احسن طریقے سے جواب دیتے۔ کبھی اثناء مباحثہ یا دوران گفتگو آپ مشتعل یا برہم نہ ہوتے بلکہ مخالف کے طنز' الزام یا دشنام طرازی کا بڑی آہستگی و برجستگی سے جواب دیتے اور اپنی خداداد ذہانت سے ایسی دلیل پیش کرتے کہ مخالف لاجواب ہو جاتا۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اپنی خداداد ذہانت و صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے سینکڑوں کتابیں تحریر فرمائیں مختلف مذاہب و اسلام کے مختلف فرقوں کے علماء کرام سے ہزاروں مباحثے اور مناظرے کیئے دیگر مذاہب و فرقے کے علماء آپ کی ذہانت' صلاحیت' قابلیت و تبحر علمی' مطالعہ کی وسعت اور حافظہ کے قوت کے معترف تھے۔ مولانا محمد شریف ورید شتی اصفہانی جنکا شمار اپنے دور کے ممتاز علماء میں ہوتا ہے اور انہیں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کا استاد ہونے کا بھی شرف حاصل ہے فرماتے ہیں کہ "مجلسی بڑے ذہین' نکتہ رس اور بے مثال قوت حافظہ اور صلاحیت کے مالک تھے" زمانہ طالب علمی میں آپ کو جو بھی درس دیا جاتا اسے فوراً یاد کرلیتے اور دوران درس ایسے ایسے نکتے پیش کرتے اور ایسے ایسے سوال کرتے کہ ہم حیران رہ جاتے کہ ایک

نومر بچہ ایسے ایسے علمی سوال کیسے کر سکتا ہے یہ مجلسی پر خدا کی عطا ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔

علامہ مجلسی اور شاہان وقت

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ جس دور میں اسلام کی تبلیغ و احیاء میں مصروف تھے اس وقت ایران میں شاہ سلطان حسین کی حکومت تھی جو بہت مذہبی اور علم دوست انسان تھا اس کا پایہ تخت اصفہان تھا اسی شہر میں علامہ مجلسی نے درس و تدریس اور تحقیق و تصانیف کا سلسلہ شروع کیا ہوا تھا۔ اصفہان اس وقت بلکہ آج بھی نصف جہان کہلاتا ہے۔ شاہ عباس نے سڑکیں، نہریں، سرائیں بلکہ بے شمار مذہبی درسگاہیں بھی بنائیں۔ عراق اس وقت دو حصوں میں منقسم تھا نجف تک شاہ عباس کی حکمرانی تھی باقی علاقہ خلافت عثمانیہ کے پاس تھا۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے دور میں ترکی میں سلطان احمد خان اول، عثمان ثانی بن احمد خان اول، سلطان مراد خان، ابراہیم خان اور محمد خان رابع حکمران رہے۔

ہندوستان میں جہانگیر، شاہجہاں اور اورنگ زیب عالمگیر کی حکمرانی رہی۔

انگلستان میں بالترتیب چارلز اول، سکاٹ لینڈ کا بادشاہ جیمز ہیجم (انگلستان کا جیمز اول) اولیور کرامویل۔ چارلز دوم اور جیمز دوم حکمران رہے۔ اس دور میں آئرلینڈ کی جنگ جاری تھی عثمانی ترک یورپ میں اپنے قدم جما چکے تھے ترک سلاطین مذہبی معاملات میں انتہائی تنگ نظر اور متعصب تھے وہ ہمیشہ شمال کی سمت سے کردستان کے پہاڑوں سے گزر کر عراق میں آکر کشت و خون کرتے اور اپنے دار الحکومت قسطنطنیہ واپس چلے جاتے۔ اسلامی دنیا کا مرکز بغداد سے قسطنطنیہ منتقل ہو چکا تھا۔ لہذا بغداد میں بھی کوئی قابل ذکر علمی و ادبی سرگرمیاں نہ تھیں۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی ذات والا صفات کی وجہ سے اصفہان مرکز علم و ادب اور مذہبی سرگرمیوں کا گہوارہ بن چکا تھا، ہزاروں اہل علم، شعراء اور ادباء اصفہان میں موجود تھے علامہ مجلسی نے شاہ عباس پر اپنے علم و کردار کے گہرے اثرات مرتب کیئے وہ آپ کی شخصیت سے متاثر ہو کر بڑی حد تک اسلام کی ترویج کیلئے کوشاں رہتا تھا علامہ مجلسی نے اپنے وقت کے بے شمار علماء سے تبادلہ خیال کیا اور انہیں کتب تشیع کی طرف مائل کیا۔

اگر وہ ان سے لڑتے تو نہ انہیں کوئی فائدہ ہوتا نہ کتب تشیع کو اور نہ شیعوں کو = صفویوں سے فائدہ حاصل کرنے کی مثال یہ ہے کہ مرحوم علامہ نے بحار الانوار کے لکھنے کیلئے اس طرح فائدہ اٹھایا کہ مختلف کتابیں ہندوستان یمن اور دیگر اسلامی ممالک سے صفویوں کے ذریعے منگوائیں۔ علامہ مجلسی نے

شیعیت کی ترویج اپنی تالیفات سے کیں انہوں نے بہت سے کام کیئے تقریباً چار سو شاگردوں کو روزانہ درس دیتے اپنے اساتذہ کی مدد فرماتے اور تالیف و تحقیق کے سلسلے میں ان کی مدد کرتے اور دوسری طرف بحارالانوار کی تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا کتاب مراۃ العقول جسکو کہ علامہ مجلسی نے اصول کی شرح کے طور پر لکھا ہے علامہ کی علمی صلاحیت کی بخوبی نشاندہی کرتی ہے۔ آپ نے تقریباً ایک ہزار طلبہ کو علم دین کا درس دیا جو آپ کے بیش بہا آثار میں سے ہیں مثلاً آپ کے شاگردوں میں شیخ عبداللہ یزدی صاحب نے کتاب "عوالم العالم" تحریر فرمائی ہے جو ایک سو جلد پر مشتمل ہے۔ مرحوم شیخ عبداللہ آفندی صاحب کتاب "ریاض العلماء" اور دوسرے علماء شامل ہیں جو کہ شیعیت کی بڑی خدمت ہے۔

علامہ مجلسی کا جلال و وقار

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ ایک بلند اقبال و باوقار شخصیت کے مالک تھے اگرچہ طبیعت میں انتہائی انکساری و سادگی تھی، انتہائی خوش اخلاق تھے لیکن اللہ کی بندگی و اطاعت، تبحر علم، زہد و تقویٰ اور عظمت خوف خدا اور پر رعب شخصیت کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں علامہ مجلسی کی ھیبت اور خوف غالب تھا۔
اس قدر بلند اقبال تھے کہ اپنے پرائے سب آپ کی تکریم کرتے تھے یہاں تک کے بادشاہان وقت بھی آپ کی تعظیم کرتے تھے۔ آپ کے چہرے پر اس قدر جلال علمی تھا کہ بڑے بڑے علماء و دانشور و صوفی آپ سے گفتگو کرتے ہوئے گھبراتے تھے آپ کی جرات و ہمت نے آپ کی شخصیت میں سحر پیدا کر دیا تھا آپ خلاف شرع باتوں پر فوراً ٹوک دیا کرتے تھے خواہ وہ عام آدمی ہو یا امراء و سلاطین۔ زہد و تقویٰ نے آپکے چہرے پر تقدس و نورانیت پیدا کر دی تھی۔ لوگ نہایت احترام سے پیش آتے اور کسی میں اتنی جرات نہ تھی کہ آپ سے نگاہیں ملا کر بات کرتا یہاں تک کہ آپ کے بہت نزدیک شاگرد بھی جب آپ سے گفتگو فرماتے تو ان کے دل کی دھڑکنیں ملاقات کے وقت تیز ہو جاتی تھیں۔ یہ جلال و وقار، یہ رعب و داب یہ عزت و بزرگی، یہ شہرت و عظمت اور یہ مرتبہ آپ کو صرف اور صرف اسلام کے احیاء و تاسیس، امر بالمعروف و نہی عن المنکر دامن اھلبیت سے وابستگی، علم و کردار اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے حاصل ہوا تھا۔

علامہ مجلسی اور منصب شیخ الاسلام

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی عمر اس وقت ۶۰ سال تھی اور آپ کی گرانقدر تالیف بحارالانوار و دیگر کتابیں

منظر عام پر آچکی تھی اور بلاد اسلامیہ میں خاصی شہرت و مقبولیت حاصل کر چکی تھیں اور آپکے تبحر علمی اور فقہی مراتب سے عوام و خواص واقف و متاثر ہو چکے تھے۔ بادشاہ سلیمان صفوی نے آپ کی خدمت میں اپنا نمائندہ بھیجا اور شیخ الاسلام کا منصب قبول کرنے کی درخواست کی۔ اس سلسلے میں اصفہان کے دیگر بزرگ علماء و دانشمندوں نے بھی اسلام کے وسیع تر مفاد میں آپ پر زور دیا کہ دین کی خاطر آپ اس منصب کو قبول فرمائیں جو اپنے وقت کا بلند ترین اور اعلیٰ دینی مقام کا حامل منصب تھا آپ اپنی آخری عمر تک اس عہدہ پر فائز رہے اور آنے والے سلاطین نے بھی آپ کو اس عہدہ پر برقرار رکھا۔ میر عبدالحسین خاتون آبادی جو علامہ مجلسی کے معاصر گزرے ہیں اور اپنے وقت کے جید عالم و اہل قلم تھے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ ۱۰۹۸ق ھ کا واقع ہے (یہ واقعہ آپ نے اپنی کتاب "وقائع السنین" میں تحریر کیا ہے) بروز منگل چہار جمادی الاول ۱۰۹۸ھ میں نواب اشرف ارفع اقدس ھمایوں شاہی شاہ سلیمان صفوی بہادر نے شرعی معاملات پر سختی سے عملدرآمد کرانے کیلئے اور امور شریعت مقدسہ و تنسیق امور شیعیان حیدر کرار کیلئے علامہ محمد باقر مجلسی کو متعین فرمایا اور ایران کے دارلسلطنت اصفہان میں شیخ الاسلام کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ علاوہ ازیں آپ تحریر فرماتے ہیں ۱۰۹۸ھ ہی وہ معروف سال ہے جب علامہ مجلسی نے شیخ الاسلام کی حیثیت سے بت شکنی فرمائی اور بادشاہ سلیمان جاہ نے آپ کے اس فرمان پر نظرثانی کیلئے کہا لیکن آپ عزم و استقلال کے ساتھ اپنے فیصلے پر قائم رہے اللہ تعالیٰ آپکی عمر کو دراز فرمائے تاحال ہفتہ ۱۹ صفر ۱۱۰۳ق ھ بحمد للہ تعالیٰ خاص و عام و اہل روزگار آپ کی کتاب سے استفادہ فرمارہے ہیں۔

تذکرۃ الملوک نامی کتاب (جو ۱۱۳۷ تا ۱۱۴۲ میں تحریر ہوئی) کے فصل چہارم میں علامہ مجلسی کی مشغولیت کے بارے میں تحریر ہے دارلسلطنت اصفہان کے شیخ الاسلام کی حیثیت سے آپ اپنی رہائش گاہ پر لوگوں کے نزاعی معاملات پر ازروئے شریعت فرماتے' امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرماتے' طلاق وغیرہ کے کیسز پر شریعت کے مطابق فیصلہ دیتے' لوگ اپنے دیوانی اور فوجداری معاملات اور غرباء و یتیموں کے حقوق کے سلسلے میں آپ سے رجوع فرماتے اور آپ مرجع تقلید و مفتی اعظم و حاکم شرع کی حیثیت سے پوری حکومت میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

جس زمانہ میں علامہ مجلسی اصفہان کے شیخ الاسلام تھے اسی زمانے یعنی ۱۰۹۸ میں شیخ حر آملی مشہد مقدس کے شیخ الاسلام تھے۔ اسی طرح شیخ بہاؤالدین عاملی شاہ عباس اور انکے والد شیخ حسین بن عبدالصمد شاہ طماسب و شاہ عباس کے زمانے میں ھرات کے شیخ الاسلام تھے اور شیخ علی عبدالعالی کرکی محقق ثانی جو اس سے قبل شیخ الاسلام کے رتبے پر فائز تھے تحریر فرماتے ہی کہ یہ تمام روحانی شخصیتیں ا[illegible] علماء و

مجتہدین علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے ہم عصر تھے امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں مصروف تھے اور حرام و حلال کا فرق بیان فرماتے تھے۔

نامور محدث سید نعمت اللہ جزائری جو علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید تھے اپنی کتاب فیض القدسی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۰۹۰ میں ہی شاہ سلیمان صفوی اسلامی امور کے اجراء اور احکام شریعت کی ترویج و تبلیغ کیلئے میرے استاد محترم حضرت باقر العلوم کو پایہ تخت اصفہان میں مقرر کیا تھا جہاں آپ نے شرعی احکامات کا اجراء فرمایا اور سختی سے اس پر عملدر آمد کرانے کی کوشش کی۔

علامہ مجلسی کے داماد اور شاگرد دانشمند میر محمد صالح خاتون آبادی "حدائق المقربین" میں تحریر فرماتے ہیں کہ استاد محترم کا وجود عدل و انصاف، مومنین و غرباء و ناداروں اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کی علامت تھا آپ نے ہمیشہ ناانصافی و ظلم کے خلاف آواز اٹھائی بلکہ اس کے خاتمے کیلئے سعی پیہم فرماتے رہے اور کوئی ضرورت مند آپ کے در سے خالی نہ جاتا۔

معروف فرانسیسی سیاح شاردن علامہ مجلسی کے زمانے میں اصفہان آیا اور یہاں کے حالات کے مطالعہ و مشاہدہ کے بعد تحریر کرتا ہے کہ اس نے علامہ مجلسی کے عدل و انصاف کی بڑی شہرت سن رکھی تھی واقعی علامہ مجلسی ایک اچھے منصف ہیں اور ہمیشہ انصاف سے کام لیتے ہیں میں نہیں جانتا تھا کہ شیخ الاسلام کے کیا معنی ہیں اور انکے منصب کی کیا ذمہ داری ہے لیکن جب میں نے فیصلے سنے تو میں ان کے منصبی ذمہ داری کو احسن طریقے سے انجام دینے کا قائل ہو گیا۔ (شرح تاجگذاری شاہ سلیمان صفوی صفحہ ۴۰)

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ سے قبل شیخ الاسلام کے منصب پر بڑے بڑے جید علماء و فقیہ اس منصب پر فائز رہ چکے ہیں اس منصب کی اہمیت و عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ پہلے بڑے ملا (خوست ملا) محمد باقر سبزواری فقیہ بزرگ امام جمعہ و شیخ الاسلام کے منصب پر فائز تھے ۱۰۹۰ میں آپکے سانحہ ارتحال کے بعد مرزا علی رضا فرزند مرزا حبیب اللہ صدر موسوی عاملی اس منصب پر فائز ہوئے ایک سال بعد آپ کا بھی انتقال ہو گیا تو آقای حسین خونساری جو علوم منقولات و معقولات کے بہت بڑے استاد تھے شیخ الاسلام کے منصب پر فائز ہوئے لیکن چونکہ آپ بیمار تھے اور جب آپکی بیماری بہت طول اختیار کر گئی تو آپ کی وفات سے قبل ہی ۱۰۹۸ میں علامہ مجلسی کو مومنین اصفہان اور شاہ سلیمان صفوی کے بے حد اصرار پر شیخ الاسلام کا عہدہ قبول کرنا پڑا۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی وفات حسرت آیات کے بعد ۱۱۱۰ میں شیخ جعفر قاضی جو اپنے دور کے بہت بڑے فقیہ و روحانی تھے اور قضاوت کے ایک بہت بڑے عہدہ پر فائز تھے اس عہدہ کے علاوہ انہیں شیخ الاسلام کا عہدہ بھی تفویض کیا گیا ۱۱۱۵ھ میں آپ کے انتقال کے

بعد علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے داماد و شاگرد بزرگ میر محمد صالح خاتون آبادی اس منصب پر فائز ہوئے مندرجہ بالا علماء کی طویل فہرست کے بعد ان تعصب اور بد عقیدہ علماء و دانشوروں کا وہ الزام خود بخود باطل ہو جاتا ہے جو انہوں نے علامہ مجلسی پر لگایا تھا کہ وہ درباری مولوی تھے جبکہ اس عہدہ پر اپنے دور کے بزرگ ترین شیعہ علماء فائز رہے ہیں۔

علامہ مجلسی پر درباری مولوی ہونے کا الزام غلط تھا

اس دور کے بہت سے جعلی صوفیوں اور حاسد مولویوں نے علامہ مجلسی کے حکمرانوں سے تعلقات کے نتیجے میں نقصان اٹھانے اور حسب منشاء فائدہ حاصل نہ ہونے پر ان پر درباری مولوی ہونے کا الزام عائد کیا جسکی کوئی حقیقت اس لئے نہیں کہ علامہ مجلسی نے اس درباری رسوخ اور حکمرانوں کی قربت سے کوئی دنیاوی فائدہ حاصل نہیں کیا اور دربار سے کسی قسم کی مراعات کو پیشکش کے باوجود بھی خود پر حرام تصور کیا۔ اور انکے بد ترین مخالف بھی ان پر کسی قسم کا مادی فائدہ حاصل کرنے کا الزام نہ لگا سکے پھر تاریخ شاہد ہے کہ ابتداء میں علامہ مجلسی حکومت و حکمرانوں سے بہت دور تھے لیکن ان کے تدبر و دانشمندی کے پیش نظر اکثر حکمران آپ سے ریاستی معاملات میں مشورہ حاصل کرتے تھے۔ اور آپ نے بھی یہ بہتر سمجھا کہ اس قربت سے حکمرانوں اور انکے ذریعہ عوام کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے روشناس کرانے اور ان تعلیمات پر عمل کرانے کا موقع حاصل ہو گا بعد کے واقعات اس امر کے شاہد ہیں کہ حکمرانوں پر آپ کے اثر سے دین اسلام کے احیاء و تاسیس اور اسلامی تعلیم کی عملی تطبیق میں کتنی مدد ملی۔ درباری ملاؤں کی دربار سے رخصت کے ذمہ دار چونکہ علامہ مجلسی ہی تھے لہٰذا ان درباری ملاؤں کا علامہ مجلسی پر درباری مولوی ہونے کا الزام عائد کرنا فطرت کے عین مطابق ہے۔ علامہ مجلسی کے علاوہ اس قسم کے الزامات خواجہ نصیرالدین طوسی' محقق ثانی' شیخ بہائی اور علامہ حلی علیہ الرحمہ وغیرہ پر بھی لگائے جاتے رہیں ہیں جس کا مقصد فقط ان جید علماء کی کردار کشی کے علاوہ حسد تھا۔ وگرنہ ان مقدس و معتبر علماء کے پیش نظر دنیا پر دین کی حکمرانی تھا دینی و سیاسی مقاصد کے علاوہ دنیاوی ترفع اور جاہ عزت نہ تھا اور نہ ہی علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے کبھی سلطان حسین شاہ اور سلطان عباس شاہ صفوی سے انتہائی قریبی تعلقات کے باوجود مراعات حاصل کی۔ اگرچہ ان حکمرانوں نے بارہا چاہا کہ علامہ مجلسی کو نوازا جائے لیکن آپ کی درویشانہ طبیعت' سادگی' قناعت اور استغنا نے اسے کبھی پسند نہیں کیا۔ علامہ مجلسی کا نصب العین' مقصد اور ہدف یہ تھا کہ ان حکمرانوں کے ذریعے مذہب اہلبیت کو فروغ دلوائیں

حضرات آئمہ الطاہرین علیہم السلام کے زمانے میں بھی اسکی کئی مثالیں ملتی ہیں خود امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے زمانے میں علی بن یقطین ھارون الرشید کے وزیر تھے اور آپ کی وزارت کا مقصد بھی عامۃ المومنین کو ریاستی جبر سے نجات دلانا اور ان کے جائز مسائل کو حکومتی سطح پر حل کرنا تھا اور خود امام علیہ السلام نے علی بن یقطین کو اس کی اجازت عطا فرمائی تھی۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ ان حکمرانوں کے ذریعے اسلامی احکامات کا نفاذ کرائیں اور معاشرتی برائیوں کی روک تھام حکومتی سطح پر کریں۔

علامہ مجلسی کی احادیث و اخبار نے معجزات، کہانیوں، دعاؤں اور ان جیسی دوسری چیزوں کے فارسی میں ترجمہ کرنے کی وجہ سے شیعوں کے عقائد مزید پختہ اور محکم ہوئے۔ ان سے قبل صوفیوں کی جماعت میں بے پناہ غلو تھا وہ سب صوفیوں کے شجرہ کا دفاع اور اس شجرہ کے اصول کی حفاظت کرتے تھے۔ علامہ مجلسی نے ان تمام نام نہاد صوفیوں کی یلغار کو روکا اور دوسری طرف شاہ سلطان حسین سلطانی صفوی کی مدد کی جو انتظامی لحاظ سے بے نظم تھا علامہ مجلسی کی وجہ سے سلطان صفوی کی حکومت برقرار اور منظم تھی لیکن جیسے ہی علامہ مجلسی اس دار فانی سے رخصت ہوئے قندھار کی سلطنت انکے ہاتھ سے چلی گئی اور مملکت میں رخنہ اندازی شروع ہو گئی یہاں تک کہ افغانیوں نے اصفہان پر یلغار کر کے سلطان کو قتل کر دیا۔

شیخ حر عاملی جیسے جید علماء جنکی شہرہ آفاق کتاب "وسائل الشیعہ" ہی انکی عظمت کی دلیل ہے علاوہ ازیں شیخ بہاالدین عاملی اور شیخ علی بن عبد العالی کرکی محقق ثانی جیسے بلند مرتبہ علماء و فقیہ بھی اس منصب پر فائز رہ چکے ہیں لیکن جیسا کہ میں گذشتہ ابواب میں عرض کر چکا ہوں کہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ عقائد کے معاملہ میں بہت سخت تھے اور انتہائی خوش عقیدہ ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر علی شریعتی جیسے لوگ انہیں پسند نہیں کرتے ظاہر ہے سرخ شیعیت کے خالق اور سوشلزم اور مغربیت سے متاثر علی شریعتی کے ادراک و فہم کی رسائی علامہ مجلسی تک نہیں ہو سکتی ہے اور جب خود آقای خمینی جیسے عظیم عالم دین اور رہبر انقلاب نے علامہ مجلسی کو خراج عقیدت ادا کیا ہے تو بے چارے علی شریعتی جیسے لوگ کس گنتی میں ہیں۔

علامہ مجلسی کے ہمعصر علماء ودانشمندان اصفہان وایران

ازسال ۱۰۵۰ تا ۱۱۰۵ھ

علامہ مجلسی کے ہمعصر علماء ودانشمندان میں ان کے اساتذہ گرامی کے علاوہ بڑے بڑے جید علماء و نامور دانشمند گزرے ہیں۔ یہاں ہم اختصار کے پیش نظر چند نامور ہستیوں کا تذکرہ پیش کرنے پر اکتفا کررہے ہیں اس سلسلے میں دو کتابیں بڑی شہرت کی حامل ہیں جس میں علامہ مجلسی کے ہمعصر علماء اور مردان نامدار کا تذکرہ بڑی تفصیل سے موجود ہے (۱) وقائع السنین والاعوام تالیف میر عبدالحسین صاحب اس دور کے جید علماء فقہا اور دانشوروں' انکے نظریات' انکی علمی و تحریری خدمات اور انکی تصانیف کا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔

علامہ مجلسی کے وہ ہمعصر علماء جنہوں نے ۱۰۵۰ھ میں وفات پائی

(۱) علامہ فہامہ صدرالدین محمد بن ابراہیم شیرازی معروف ملا صدرا

(۲) استادالفضلاء ورئیس الحکماء میر ابوالقاسم فندرسکی

(۳) علامہ مرزا رفیع نائینی

(۴) علامہ آخوند محمد باقر خراسانی

(۵) استادالفضلاء آقای حسین خوانساری

(۶) جناب مولانا محمد علیا استرآبادی

(۷) ملا عبدالرزاق لاہیجی صاحب شوارق و گوہر مراد آپ ملا صدرا کے داماد تھے ۱۰۵۱ھ میں وفات پائی

(۸) ۱۰۵۲ھ شاہ صفی جو آپکے ہمعصر تھے وفات پائی

(۹) ۱۰۵۳ھ "معزا" خوشنویس مشہور شوستری ہمعصر میرزا تقی اعتمادالدولہ نے وفات پائی

(۱۰) ۱۰۵۵ھ میرزا تقی اعتمادالدولہ نے وفات پائی

(۱۱) ۱۰۵۹ھ ملا فتح اللہ خوشنویس' نسخ نویس شاگرد معزائی نے وفات پائی

(۱۲) ۱۰۹۱ھ میں کامل فرید دھر آقائے جمال خونساری نے رسالہ نماز جمعہ مکمل فرمایا

(۱۳) ۱۰۹۳ھ وفات آخوند مولانا محمد علی استر آبادی
(۱۴) ۱۰۹۵ھ وفات میر محمد سعید طباطبائی ولد میر قاسم قہپائی
(۱۵) ۱۰۹۶ھ وفات مولانا محمد صالح امام مسجد شاہ خلف ارشد اخوند مولانا رضا قلی
(۱۶) ۱۰۹۷ھ وفات مولانا عبدالحی اصفہانی رحمہ اللہ
(۱۷) ۱۰۹۸ھ وفات مولانا عبدالحیٔ اصفہانی رحمہ اللہ اپنے دور کے معروف علمی شخصیت ودانشمند

علاوہ ازیں علماء عرب میں
(۱) شیخ فاضل عالم شیخ علی بن شیخ محمد بن شیخ حسن بن شیخ الفقہاء والمجتہدین شیخ زید الدین شہید ثانی قدس اللہ اروا حھم۔ علاوہ ازیں علماء ایران میں
(۲) علامتہ العلماء واستاذ الفقہاء آقای حسین خوانساری
(۳) وفات ملا تاج پدر ملا بھاؤالدین مشہور بہ فاضل ھندی
(۴) وفات شاہ فتح اللہ لاری
(۵) وفات میر رفیع برادر فقیر عبدالحسین
(۶) وفات میرزا ابوالحسن بسر مرزا رفیع نائینی علیہ الرحمہ
(۷) وفات آخوند ملا میرزائی شیروانی
(۸) وفات میرک موسیٰ علمائے مشہد مقدس میں سے ایک تھے
(۹) وفات شیخ صالح بحرانی شیراز کے ایک عظیم مجتہد
(۱۰) وفات سید سند فاضل عالم وطن ذکی میرزا نظام مشہدی۔
(۱۱) وفات آقائے اشرف طبیب خاص شاہی اپنے وقت کے فاضل وذی علم لوگوں میں شمار ہوتا تھا
(۱۲) وفات سید سند صالح ورع میر عبدالواسع
(۱۳) وفات میرزا میرزا ابوالحسن طباطبائی
(۱۴) وفات آخوند مولانا محمد حسین مشہور بہ تاج
(۱۵) وفات فاضل وزاہد جامعہ کمالات دینی ودنیوی میرزا علاؤالدین محمد پسر شاہ ابو تراب گلستانہ شارح نہج البلاغہ
(۱۶) وفات آخوند مولانا محمد طاہر شیخ الاسلام قم
(۱۷) وفات سید شمس الدین احساوی (احسائی) ساکن شیراز
(۱۸) وفات میر روح الامین نائینی

(۱۹) وفات میرزا ابراہیم آپ کا شمار اپنے دور کے ممتاز اہل علم و فضل میں ہوتا ہے
یہاں ہم نے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے معاصر علماء و دانشوروں کے اسمائے گرامی تحریر کردیے ہیں اور اکے ساتھ وفات بھی تحریر کردیئے اگلے صفحات میں ہم ان علماء و دانشوران کرام اور اکے علمی آثار کے متعلق عرض کریں گے تاکہ ہم علامہ مجلسی کے معاصر یگانہ روزگار شخصیتوں کے متعلق بھی علامہ مجلسی کے حوالے سے کچھ جان سکیں۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے ایک ایسے دور میں آنکھ کھولی جب دنیائے اسلام میں علم و معرفت کا آفتاب اپنے نصف النہار پر تھا۔
۱۰۶۰ھ مولانا کاشفا اور میرزا قاضی (جو علامہ مجلسی کے ہمعصر تھے) نے وفات پائی
عبدالحسین بن محمد باقر جو اپنے وقت کے معروف عالم اور زائر سید الشہداء علیہ السلام تھے وفات پائی۔
۱۰۶۴ھ خلیفہ سلطان نے وفات پائی' سید حسین پسر سید محمد حسین آملی اصفہانی جو خلیفہ سلطان داماد شاہ عباس اول تھے' وزیر تھے اور لقب سلطان العلماء و خلیفہ سلطان پایا آپ میر داماد و شیخ بہائی کے شاگرد تھے مازندران میں وفات پائی اور نجف اشرف میں دفن ہوئے
۱۰۷۰ھ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے استاد مولانا آخوند محمد تقی نے وفات پائی
۱۰۷۲ھ عالم فاضل صالح متقی جو آخوند مولانا محمد رضا قلی کے نام سے مشہور تھے مسجد جامع جدید عباسی (مسجد شاہ اصفہان------ جواب مسجد امام خمینی کے نام سے منسوب ہے) کے پیشنماز تھے نے وفات پائی آپ ایک بلند مرتبہ و خوش الحان قاری تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند و خلف ارشد آخوند مولانا محمد صالح امام مسجد مقرر ہوئے
(۲) میرزا مہدی اعتمادالدولہ پسر میرزا حبیب اللہ جو وزیر تھے ۱۰۷۲ میں وفات پائی
۱۰۷۳ میں میرزا قاضی شیخ الاسلام اصفہان نے وفات پائی۔
۱۰۷۵ عالم کامل صاحب "نفنہ وقادہ" آخوند مولانا حسن علی خلف صدق آخوند مولانا عبداللہ شوستری نے وفات پائی
۱۰۸۰ شیخ علی خان زنگنہ شارح روضہ کافی اور آخوند ملا خلیل قزوینی نے وفات پائی
۱۰۸۰ وفات فاضل محقق علامہ استاد میرزا رفیع نائینی قدس اللہ روحہ
۱۰۸۰ وفات آخوند مولانا رجب علی زاہد
۱۰۸۰ وفات شیخ حرجبل عاملی صاحب تصنیف کثیرہ (وسائل الشیعہ)
۱۰۸۱ وفات معروف عالم دین و محقق مولانا محمد باقر السبزواری
۱۰۸۱ وفات ملا محسن فیض کاشانی رحمتہ اللہ

۱۰۸۴ھ فاضل عالم کامل مولانا محمد علی استر آبادی ماہ رجب ۱۰۸۴ ہجری میں وفات پائی

۱۰۸۴ھ وفات آخوند ملا حسین بروجردی پیش نماز و مدرس مسجد جامع جدید عباسی (یعنی مسجد شاہ اور حالیہ مسجد امام خمینی)

۱۰۸۵ھ وفات ملا علی رضا تجلی شیرازی اور ملا محمد شولستانی مدرس مدرسہ صفویہ اصفہان

۱۰۸۶ھ وفات میر محمد مومن عقیلی پدر فاضل عالم میرزا رحیم

۱۰۸۶ھ وفات ملا محمد حسین خافور در ھرات

۱۰۸۷ھ وفات فاضل کامل، عالم و عامل، رئیس المناظرین و مباشات مولانا خلیل قزوینی جو دا خو فصیح و ناسخ بلیغ قزوین تھے

۱۰۸۷ھ وفات استاد مولانا و مقتدانا مولا محمد باقر السبزواری

۱۰۹۰ھ وفات سید ماجد ولد سید محمد بحرانی قاضی اصفہان

۱۰۹۱ھ وفات میرزا محمد رضائی حسینی اپنے دور کے حکیم حاذق و طبیب کامل تھے

۱۰۹۱ھ آخوند مولانا میرزائی شیروانی کی زیارات عتبات عالیہ سے مشرف ہو کر شاہ سلیمان صفوی کی درخواست پر اصفہان تشریف لائے

شاگردان دانشمند علامہ مجلسی علیہ الرحمہ

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے ۲۱۱ مسلم شاگردوں جن کا ذکر آپ نے اپنی تصانیف میں کیا ہے۔ صرف ۱۰۰ شاگردوں کا تذکرہ پیش خدمت ہے یہ تذکرہ اگرچہ ترتیب وار نہیں ہے اور نہ ہی تفصیلاً" بیان کیا ہے یہاں ہم اختصاراً" ان حضرات کا مختصر سوانحی خاکہ پیش کررہے ہیں۔ یہ تذکرہ ان دس مشاہیر کے علاوہ ہے جو علامہ مجلسی کے ہمعصر مشاہیر، دانشمند اور آپ کے داماد تھے اور اہلبیت عصمت و طہارت کے علوم کے وارث تھے۔

۱۔ سید نعمت اللہ جزائری:۔ آپ فقیہ عالیقدر، عظیم عالم اور محدث عالی گزرے ہیں متوفی ۱۱۱۲ھ ق آپ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے قابل فخر شاگرد تھے آپ نے ان پر خصوصی توجہ فرمائی آپ مصنف کتب ہائے کثیرہ ہیں آپکا شمار اہل عرفان میں ہوتا ہے۔

۲۔ میر محمد صالح خاتون آبادی:۔ متوفی سال ۱۱۲۶ھ۔ آپ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے شاگرد خاص اور داماد ہیں۔ آپ نے بے شمار کتابیں تحریر فرمائیں آپ کتب تشیع کے معروف عالم و محدث و فقیہ گزرے ہیں۔

۳۔ ملا رفیع گیلانی:۔ معروف بہ ملا رفیعا مقیم مشہد مقدس متوفی ۱۱۶۰ھ ق۔ آپ علامہ مجلسی کے شاگرد، دانشمند، فقیہ، متکلم اور حکیم گزرے ہیں۔

۴۔ حاج محمد اردبیلی مولف جامع الرواۃ متوفی سال ۱۱۰۱ھ آپ کا شمار علامہ مجلسی کے بزرگ شاگردوں میں ہوتا ہے۔

۵۔ مولانا ابوالحسن شریف عاملی فتونی:۔ آپ فقیہ اعظم شیخ محمد حسن صاحب جواہر کے جد ہیں متوفی در نجف اشرف سال ۱۱۳۸ھ ق

۶۔ شیخ سلیمان ماخوری بحیرینی متوفی ۱۱۲۱ھ عظیم دانشمند اور نامور مصنف گزرے ہیں۔

۷۔ ملا محمد سراب محمد بن عبدالفتاح تنکابنی المعروف بہ "سراب" ان کے بارے میں علیحدہ سے بھی بیان موجود ہے۔

۸۔ میرزا عبداللہ تبریزی اصفہانی مولف ریاض العلماء علامہ مجلسی کے خاص شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں آپ نے بحارالانوار کے ماخذ منابع کی جمع آوری فرمائی

۹۔ میر محمد حسین خاتون آبادی:۔ آپ علامہ مجلسی کے شاگرد اور نواسے بھی ہیں

۱۰۔ ملا محمد مجلسی:۔ علامہ مجلسی کے خانوادہ کے رکن اور شاگرد ہیں

۱۱۔ میرزا محمد رضا مجلسی:۔ آپ علامہ مجلسی کے فرزند اور آپ کے شاگرد بھی ہیں

۱۲۔ میرزا علاء الدین محمد گلستانہ:۔ متوفی سال ۱۱۰۰ھ آپ علامہ مجلسی کے شاگرد اور اپنے دور کے عظیم عالم، فقیہ، دانشور اور مصنف ہیں۔

۱۳۔ شیخ محمد بن حر عاملی:۔ متوفی ۱۱۰۴ھ آپ نے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ سے اجازہ حاصل کیا علامہ مجلسی سے ملاقات کی اور آپ سے استفادہ کیا، آپ کا شمار عظیم ترین علمائے شیعہ میں ہوتا ہے آپ کی عظیم ترین تصنیف "وسائل الشیعہ" عالمگیر شہرت کی حامل ہے اسکے علاوہ آپ کی تصانیف کی تعداد ایک سو سے زائد ہے۔

۱۴۔ سید علی خان شیرازی متوفی سال ۱۱۲۰ھ علامہ مجلسی نے آپ کو اجازہ مرحمت فرمایا۔

۱۵۔ محمد قاسم بن محمد رضا ہزار جریبی اصفہانی:۔ آپ اور آپ کے والد دونوں ہی علامہ مجلسی کے دانشمند شاگردوں میں سے ہیں۔ ۱۱۳۲ھ میں اس دار فانی سے رخصت ہوئے آپ نے علامہ مجلسی سے حدیث کا درس حاصل کیا ۱۱۰۵ھ میں علامہ مجلسی سے اجازہ حاصل کیا۔

۱۶۔ حاج محمد طاہر بن حاج مقصود علی اصفہانی:۔ آپ عالم ربانی، پرہیزگار، متقی، ثقہ، عادل فقیہ، محدث، جامع فنون و کمالات تھے آپ نے علوم و نقلی علامہ مجلسی سے پڑھے اور کتاب شرح لمعہ تک آپ سے تعلیم حاصل کی اور آپ سے اجازہ قرات حاصل کیا۔

۱۷۔ ملا محمد علی مشہدی:۔ آپ علامہ مجلسی کے شاگردوں میں سے تھے اور بہت سی کتب حدیث و اخبار مجمد تہذیب الاحکام شیخ طوسی تک پڑھا ۱۰۹۰ھ میں آپ سے اجازہ پایا اور حج کیلئے تشریف لے گئے واپسی میں کابل میں اقامت پذیر ہوگئے اور کتاب الجامع الاردبیلیہ فی رد الصوفیہ و مفتاح النجاۃ لاہل الدین ولامانات کابل میں ۱۰۹۸ھ میں تالیف کیں۔

۱۸۔ ملا محمد فاضل مشہدی:۔ آپ پہلے علامہ محمد تقی مجلسی کے شاگرد تھے بعد میں علامہ مجلسی کے شاگرد ہوئے اور کتاب کافی، تہذیب الاحکام و بحار الانوار وغیرہ آپ سے پڑھیں ۱۰۸۵ھ ماہ شعبان میں آپ سے اجازہ حاصل کیا۔

۱۹۔ شیخ احمد بن محمد مقابی بحرینی، مولف کتاب ریاض الدلائل:۔ آپ کا تعلق بحرین کے ایک قریہ مقابائی سے تھا آپ نے وہیں پرورش پائی اور فارغ التحصیل ہوئے آپ نے بیشتر علوم اپنے والد شیخ محمد مقابی اور میر محمد مومن بن دوست محمد استرابادی صاحب کتاب الرجعہ سے حاصل کیئے۔ آپ علامہ، فہامہ، زاہد، عابد، پارسا، کریم، پرہیزگار، فقیہ اور محدث تھے آپ نے کچھ عرصہ اصفہان میں علامہ مجلسی سے فیض حاصل کیا اور ان سے اجازہ حاصل کیا۔ ۱۱۰۲ھ میں کاظمین میں دفن ہوئے۔

۲۰- آقائے محمد اکمل اصفہانی:- آپ کے والد ماجد آقائی محمد باقر اصفہانی معروف بہ وحید بہبہانی علامہ مجلسی کے شاگرد تھے اور آپ سے اجازہ حاصل کیا۔

۲۱- میرزا ابراہیم نیشاپوری- میرزا ابراہیم حسین نیشاپوری مشہدی:- آپ معروف دانشمند کامل مدقق و محقق بزرگ' جامع فنون علم وکمالات تھے آپ نے بیشتر مسائل عقلی و نقلی علامہ مجلسی سے پڑھے- آپ خادم روضۂ رضویہ اور مولف رسالہ اثیروز عربی و فارسی زبان میں ۱۰۹۲ھ میں تالیف کیجئے-

۲۲- ملا محمد ابراہیم گیلانی' ملا ابراہیم بن محراب بن خلیل لاھیجی گیلانی- اعیان الشیعہ میں ہے کہ آپ کا شمار بزرگ علماء میں ہوتا ہے اور آپ نے شرح نہج البلاغہ ۸ جلد' شرح صحیفہ سجادیہ شرح خطبہ شقشقیہ اور کتب اربعہ پر حواشی تحریر فرمائے آپ کی قبر تخت فولاد اصفہان میں ہے علامہ مجلسی نے ۱۰۹۰ھ میں آپ کو اجازہ دیا۔

۲۳- میرزا محمد ابراہیم قزوینی- ابراہیم بن محمد معصوم بن فصیح بن میراولیا حسینی تبریزی قزوینی ۱۰۵۷ھ میں پیدا ہوئے- علامہ و جامع انواع فنون' زاہد' پارسا' پرہیزگار اور عربی و فارسی زبان کے ادیب و شاعر تھے آپ کی لائبریری میں پانچ سو نادر کتابیں موجود تھیں جن پر آپ کا حاشیہ لکھا ہوا تھا یا آپ انہیں پڑھاتے تھے علاوہ ازیں ۸۰ سے زائد کتابیں آپ نے تحریر فرمائیں- آپ کی قابل ذکر کتابوں میں تحصیل الاطمینان فی شرح زبدۃ البیان' العلم الالھی' البداء' مجموعہ الفوائد و تحقیق الصغیرۃ والکبیرۃ من الذنوب ہے- ۱۱۴۵ھ میں تبریز میں انتقال فرمایا-

۲۴- حاج ابوتراب اصفہانی- آپ معروف عالم' فقیہ' محدث تھے' علم و فضل میں کمال رکھتے تھے آپ سید علی بن حجت اللہ شولستانی اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے شاگرد ہیں اور ان سے اجازہ حاصل کیا- ۱۱۱۰ھ میں وفات پائی-

۲۵- میرابوطالب طباطبائی- میرابوطالب معروف دانشمند میرابوالمعالی کے بڑے بیٹے تھے- آپ علامہ مجلسی کے شاگرد ہونے کے علاوہ آپ کے خاندان ہی کے ایک فرد تھے آپ نے کتاب من لایحضرہ الفقیہ شیخ صدوق- ثقۃ الاسلام محمد یعقوب کلینی کی کافی علامہ مجلسی سے پڑھی اور آپ سے اجازہ حاصل کیا-

۲۶- میرابوطالب فندرسکی- آپ دانشمند و فیلسوف بزرگ میرابوالقاسم موسوی کے نواسے تھے اور میر فندرسکی اصفہانی کے نام سے مشہور تھے- آپ علامہ' محقق' مدقق' متبحر عالم تھے اور عربی و فارسی زبان کے ادیب و شاعر تھے آپ ملا محمد باقر محقق سبزواری' آقائے حسین محقق خونساری اور علامہ مجلسی

کے شاگرد تھے آپ کی بے شمار کتابیں عربی اور فارسی زبان میں موجود ہیں آپ کی معروف کتابوں میں حاشیہ اصول کافی' حاشیہ انوار التنزیل بیضاوی' بیان البدیع' حاشیہ شرح تذکرہ خفری' توضیح المطالب' ساقی نامہ' المنتہی در نحو' مجمع البحرین' غزوات حیدری' نگارخانہ چین وغیرہ ہیں۔ آپ نے اصفہان میں وفات پائی اور اپنے جد میر فندرسکی کے پہلو میں قبرستان تخت فولاد میں دفن ہوئے۔

۲۔ شیخ بہاء الدین کاشانی:۔ علامہ مجلسی کے شاگردوں میں تھے اور ان سے اجازہ حدیث حاصل کیا آپ کی تالیفات میں شرح صحیفہ سجادیہ و شرح نہج البلاغہ ہے۔ ۱۱۳۷ھ میں اصفہان میں شہادت پائی در مرقد گورستان حصلان میں دفن ہوئے۔

۲۔ مولانا جمشید کسکری۔ جمشید بن محمد زمان کسکری گیلانی مازندرانی ساکن مدرسہ سلیمانیہ صفہان تھے علامہ مجلسی سے چند کتابیں بشمول تہذیب الاحکام کتاب الاطعمہ اور کتاب من لا یحضرہ لفقیہ پڑھیں ۱۰۹۹ھ میں اجازہ حاصل کیا۔

۲۹۔ ملا حبیب اللہ نصر آبادی:۔ حبیب اللہ بن محمد ابراہیم نصر آبادی آپ نے بہت سی کتابیں فقہ و حدیث علامہ مجلسی سے پڑھیں۔ علامہ مجلسی سے رجب ۱۱۰۸ھ میں اجازہ حاصل کیا۔

۳۰۔ شیخ حسن بن ندی بحرینی۔ دانشمند' متقی و بزرگ گزرے ہیں۔ علوم شرعیہ' تفسیر و حدیث اور کتاب کافی علامہ مجلسی سے پڑھیں۔ جمادی الثانی ۱۰۹۷ھ میں علامہ مجلسی سے اجازہ حاصل کیا۔

۳۱۔ میر سید حسین حسنی:۔ آپ فقہ میں علامہ مجلسی کے شاگرد ہیں۔ اور کتاب قواعد الاحکام پڑھی علامہ مجلسی نے اپنے اجازہ میں تحریر فرمایا ہے کہ جہاں تک میں نے سنا ہے سید موید نجیب حسیب ادیب ریب' لبیب' ہوشمند' انلغشمند' بازماندہ' سادات عظام و صدور فاضل ہیں۔

۳۲۔ میر دوست محمد مازندرانی:۔ علامہ مجلسی سے کتاب کافی پڑھی اور ۵ ذی الحجہ سال ۱۰۷۷ھ میں اجازہ مرحمت فرمایا۔

۳۳۔ ملا ذوالفقار اصفہانی:۔ دانشمند بزرگ اور قابل احترام بزرگ گزرے ہیں عالم کامل تھے اور علوم عقلی اور حدیث فقہ علامہ مجلسی سے حاصل کی۔ کتاب بحار الانوار سے استفادہ کیا اور ۱۰۹۳ھ میں جازہ حاصل کیا۔ ۱۱۳۳ھ میں وفات پائی۔ آپ کی کتاب "الرجال" خاصی معروف ہوئی۔

۳۴۔ شیخ زین العابدین بن حر عاملی علمائے جبل عامل میں سے تھے آپ ایران میں آکر آباد ہوئے خاندان وسائل میں سے ہیں۔ زین العابدین بن حسن بن علی بن محمد حر عاملی' عصر حاضر کے فضلاء میں سے تھے۔ دانشمند' فاضل' محقق' صالح' اور عربی و فارسی زبان کے شاعر تھے۔ علاوہ ازیں ریاضی میں بھی کمال حاصل تھا۔ علامہ مجلسی نے ۱۰۸۷ھ میں اجازہ عطا فرمایا۔ آپ کی کتاب المناسک المرویہ فی

شرح الاثنی عشریہ البجیہ و متوسط الفتوح بین المتون و شروح والتعقیہ اور تاریخ فارسی کے علاوہ آپ کا شاعری میں دیوان بھی ہے۔

۳۵۔ سلطان محمود طبسی۔ سلطان محمود بن غلام علی طبسی فاضل فقیہ اور عربی زبان کے ماہر' دانشمند بزرگ تھے اور مشہد میں قاضی تھے۔ علامہ مجلسی کے شاگرد تھے ۱۳ جمادی الاول ۱۰۹۶ھ میں آپ سے اجازہ حاصل کیا آپ کی تالیفات میں مختصر شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید' اثبات الرجعہ اور رسالہ عروض وغیرہ ہے۔

۳۶۔ میر عبدالباقی اوتسعلی:۔ سید عبدالباقی بن عبدالباقی حسینی اوتسعلی۔ علامہ مجلسی کے شاگرد تھے اور آپ سے کتاب کافی کا درس حاصل کیا علامہ مجلسی نے آپ کو ان الفاظ میں یاد کیا ہے "جہاں تک میں سنا ہے حبیب نجیب ادیب الیب حبیب' اعلیٰ درجہ پر فائز اور بزرگ ہیں"

۳۷۔ عبدالحسین کاظمی:۔ عبدالحسین بن عبدالرضا کاظمی شوال ۱۰۱۷ھ میں کربلا میں پیدا ہوئے آپ کی جد ماجدہ بغداد تشریف لائیں۔ آپ نے وہاں مقدمات پڑھے بعد ازاں آپ نے بغداد سے سوئے اصفہان ہجرت فرمائی۔ اور وہاں معنی و بیان سید میرزا رحیم عقیلی' فقہ میر محمد صالح خاتون آبادی اور حدیث علامہ مجلسی سے پڑھی ۱۱۱۹ھ میں حج کیلئے تشریف لے گئے اور عراق میں زیارت آئمہ الطاہرین سے مشرف ہوئے آپ کی کتاب ارجوزہ عابدیہ ہے۔

۳۸۔ ملا زین العابدین مجلسی:۔ آپ علامہ مجلسی کے بڑے بھائی ملا عبداللہ کے صاحبزادے تھے آپ ایک متقی و پرہیزگار انسان تھے آپ نے علامہ مجلسی سے کتاب استبصار شیخ طوسی پڑھی اور اجازہ حاصل کیا۔

۳۹۔ ملا عبدالرضا کاشانی۔ آپ نے علامہ مجلسی سے بحارالانوار کا درس حاصل کیا۔ اور ۱۰۷۸ میں آپ سے اجازہ حاصل کیا۔

۴۰۔ ملا عبدالعظیم کاشانی:۔ آپ نے علامہ مجلسی سے کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کا درس حاصل کیا اور ربیع الثانی ۱۰۶۸ میں آپ سے اجازہ حاصل کیا۔

۴۱۔ ملا عبدالرضا:۔ علامہ مجلسی سے کتاب کافی کا درس حاصل کیا اور علوم دینی کے حصول میں اور درس و تدریس میں مصروف رہے۔

۴۲۔ ملا عبداللہ مدرس مشہدی۔ دانشمند' فاضل' شائستہ انسان تھے آپ علامہ مجلسی کی زیارت کیلئے اصفہان تشریف لائے اور چند ماہ قیام فرمایا اور درس حاصل کیا اور فقہ و حدیث کی تعلیم حاصل کی۔

۴۳۔ شیخ عبداللہ بن نور اللہ بحرانی:۔ دانشمند' فاضل' محدث' خبیر' نقاد تھے' علامہ مجلسیؒ کے شاگردوں میں سے تھے آپ بیس سال تحصیل علوم و فنون میں مشغول رہے اور آپ سے اجازہ حاصل کیا اور کتاب عوالم العلوم والمعارف کی ۱۲۹ جلدیں تحریر فرمائیں جو اپنے استاد کی کتاب بحارالانوار سے متاثر ہو کر تحریر کیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ عبداللہ نے بحارالانوار کو ہی عوالم العلوم والمعارف کے نام سے لکھ دیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب

۴۴۔ شیخ علی کربلائی:۔ مدرسین مدرسہ مریم بیگم اصفہان میں سے ایک تھے وہ علوم اسلامی اور خصوصاً فلسفہ و کلام میں خاصا ادراک رکھتے تھے۔ کتاب سراج السالکین میں تحریر ہے کہ آپ علامہ مجلسی کے شاگرد تھے آپ کی تالیفات میں مراد المریدین ترجمہ مزار الشہید' روضۃ الرضوان فی اعمال شہر رمضان' انوار الھدایہ سراج السالکین' ابجالہ فی تحقیق لفظ الجلالہ والجواھر السلطانیہ وغیرہ شامل ہیں۔

۴۵۔ میرزا علی خان گلپائیگانی:۔ علی خان بن ذوالفقار گلپائیگانی' دانشمند بزرگ جامع فضائل صوری و معنوی رکھتے تھے عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں خطبہ دیتے تھے اور اشعار کہتے تھے۔ آپ نے علامہ مجلسی سے کتاب تہذیب الاحکام کا درس حاصل کیا اور جمادی الاول ۱۰۹۷ھ میں اجازہ حاصل کیا اور شہر گلپائگان کے شیخ الاسلام تھے اور امور شرعی آپ کے ذمہ تھے' شرح قصیدہ عینیہ سید اسمٰعیل حمیری اور اپنا شعری دیوان رکھتے تھے ۱۱۳۰ میں گلپائگان میں وفات پائی۔

۴۶۔ سید علی امامی اصفہانی:۔ دانشمند' فاضل' فقیہ و تبحر معقولات و منقولات میں کمال رکھتے تھے اپنے والد ماجد کے ہمراہ ہندوستان کی سیاحت کیلئے تشریف لے گئے آقای محقق خونساری اور علامہ مجلسی کے شاگرد تھے آپ کی کتابوں میں التراجیح ترجمہ اشارات' ترجمہ شفا و ھشت ھشت جو سات کتابوں کا ترجمہ ہے ۱۱۳۰ھ میں اصفہان میں انتقال فرمایا۔

۴۷۔ بہاء الدین محمد جیلی۔ آپ نے کتاب اخبار و تفسیر و فقہ و دعا علامہ مجلسی سے پڑھی منجملہ تہذیب الاحکام و کتاب صلوٰۃ کے ۱۰۸۵ھ میں علامہ مجلسی سے اجازہ حاصل کیا۔

۴۸۔ میر محمد حسین:۔ دانشمند' بزرگ اور فاضل تھے کتاب تہذیب الاحکام' کتاب زکوٰۃ علامہ مجلسی سے پڑھی ۱۱۳۰ھ میں وفات پائی۔

۴۹۔ حاج محمد مہدی خونساری۔ آپ اور آپ کے بھائی علامہ مجلسی کے شاگرد تھے ماہ شعبان ۱۰۸۳ھ میں آپ سے اجازہ حاصل کیا' آپ ایک فاضل و پارسا انسان تھے۔

۵۰۔ نظام الدین محمد بسطامی:۔ علامہ مجلسی کے شاگرد تھے علوم عقلی و نقلی' اصول و فروع خصوصاً

کتاب اخبار منجملہ تہذیب الاحکام شیخ طوسی علامہ مجلسی سے پڑھیں۔ ۱۰۹۵ میں اجازہ حاصل کیا آپ ایک فاضل و کامل انسان تھے۔

۵۱۔ مسیح الدین شیرازی۔ بزرگ عالم' علوم دینی عقلی و نقلی کے ماہر اور ادب سے خاصا ذوق رکھتے تھے اور عربی و فارسی زبان میں شعر کہتے تھے اور "مسیح" تخلص کرتے تھے' علامہ مجلسی سے اجازہ حاصل کیا آپ کی کتابوں میں اثبات الواجب' حاشیہ بر حاشیہ "خفری"' القلب القصر والاتمام' المنشات وغیرہ شامل ہیں ۱۱۲۷ھ میں فدشکوہ نامی گاؤں میں رحلت فرمائی۔

۵۲۔ نورالدین محمد اخباری۔ محمد بن شاہ مرتضیٰ۔ کاشانی برادر زادہ ملا محسن فیض کاشانی ہیں اپنے وقت کے بزرگ علماء میں شمار ہوتے ہیں اور بہت بڑے دانشمند' فقیہ و محدث و ادیب تھے علامہ مجلسی نے ۱۵ جمادی الاول ۱۰۸۳ھ کو اجازہ عطا فرمایا۔ آپ نے ۱۱۱۵ھ میں وفات پائی آپ کی تالیفات میں۔ المعین' درر البحار المصطفیٰ' الحقائق القدسیہ' الکلمات النوریہ' مصفاۃ الاشباح منتخب التصانیف' شرح مفاتیح الشرائع' مستدرک الوافی' ادب الدعا النوادر وغیرہ شامل ہیں۔

۵۳۔ شیخ محمد بحرانی۔ محمد بن ماجد ماحوزی بحرینی۔ آپ دانشور' شاعر و ادیب و عالم اور بحرین کے رئیس تھے آپ کے بزرگان علماء' شیخ الاسلام و امام جماعت تھے۔ آپ کا دقیق النظر' مجتہد اور فضلاء بحرین میں شمار ہوتا تھا اور بحرین کے بیشتر فضلاء آپ کے حوزہ میں پڑھتے تھے اور استفادہ کرتے تھے۔ آپ علامہ مجلسی کے شاگرد تھے آپ کی تالیفات میں الروضۃ الصفویہ فی فقہ الصلاۃ الیومیہ' رسالہ الصفویہ وغیرہ ہیں ۱۱۰۵ھ میں آپ نے انتقال فرمایا آپ کی قبر "مقبرہ مشہد" میں ہے۔

۵۴۔ امیر بہاء الدین محمد مختاری۔ محمد بن محمد باقر بن محمد سبزواری نائینی بزرگان علمائے عالیقدر میں سے تھے آپ کا شمار علمائے اعیان و فقہائی ارکان' ادیب و حکیم و متکلم میں ہوتا ہے ۱۰۸۰ھ میں اصفہان میں پیدا ہوئے اور طویل عرصے تک علامہ مجلسی کی خدمت میں حاضر رہے اور علم دین و معرفت یقین حاصل کی اس کے بعد مراۃ العقول کی جلد اول میں استاد کی خدمت میں انتہائی ادبیانہ خط لکھا اور اجازہ کی درخواست کی۔ علامہ مجلسی نے ماہ مبارک رجب ۱۱۰۳ھ میں اجازہ عطا فرمایا۔ آپ کی کم و بیش ساٹھ تالیفات ہیں جن میں شرح زیارت جامع کبیر' زواہر الجواہر فی نوادر الزواجر' شرح بدایہ الہدایہ' الفوائد فی شرح الصمدیہ' امان الایمان من اخطاء الاذہان اور حقائق المعارف فی طرائق المعارف وغیرہ شامل ہیں ۱۱۳۱ھ میں انتقال فرمایا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کی قبر شیخ چوپان نامی گاؤں فریدن از توابع اصفہان میں ہے۔

۵۵۔ میرزا محمد مشہدی قمی۔ محمد بن محمد رضا قمی مشہدی سنابادی' دانشمند' فاضل' مفسر' محدث جامع

تھے۔ علامہ مجلسی نے ۱۱۰۷ھ میں بروز عید غدیر اجازہ عطا فرمایا۔ علامہ مجلسی نے انکی کتاب کنز الدقائق میں تقریظ لکھتے ہوئے فرمایا۔ خداوندا اس عزیز فاضل، کامل، محقق مدقق بے نظیر کشاف دقائق معانی درخشندہ فکر غواص جواہر اور صاحب الرائے دانشمند نحریر اسعد ارشد کو جس نے آیات بینات کی آثار آئمہ الطاہرین سے بڑی خوبی سے تفسیر کی طلب حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کی کتابوں میں کنز الدقائق، شرح صحیفہ سجادیہ، التحفۃ الحسینہ دراد عیہ، شرح الترصیف فی علم التصریف، نجاح المطالب، شرح زیارۃ رجبیہ، الستۃ الضروریہ اور درجات الجنۃ وغیرہ شامل ہیں۔

۵۶۔ میرزا قوام الدین محمد قزوینی۔ محمد بن محمد مہدی حسینی۔ قوام الدین قزوینی، علوم و فنون متداول کے متبحر عالم فاضل ادیب اور شاعر تھے اور عربی، فارسی اور ترکی زبان کے ماہر تھے اور تینوں زبان کے ادب پر گہری نگاہ رکھتے تھے آپ نے علم یقین و معرفت علامہ مجلسی سے حاصل کیا اور ۱۱۰۷ھ میں اجازہ حاصل کیا آپ بڑی مدت اصفہان میں رہے اسکے بعد قزوین تشریف لے گئے اور ۱۳ جمادی الاول ۱۱۵۰ میں انتقال فرمایا آپکی تالیفات میں تحفۃ القوامیہ، الوافیہ، رسم الخط، الصافیہ، نظم الحساب، نظم الاصول اور ترجمہ خلاصۃ الاذکار وغیرہ ہیں۔

۵۷۔ میر محمد اشرف عاملی۔ محمد اشرف بن عبد الحسیب حسینی عاملی اصفہانی، موصوف باکمال ادیب و شاعر، عالم و فاضل و دانشمند تھے۔ عربی اور فارسی دونوں زبان کے ماہر تھے، کافی، تہذیب الاحکام اور بحار الانوار وغیرہ علامہ مجلسی سے پڑھیں۔ آپ کی تالیفات میں، فضائل السادات، حاشیہ قبسات جدش میرداماد، حاشیہ شرح مختصر الاصول عضدی، حاشیہ تہذیب الاحکام، علاقۃ التجرید، معائب النواصب، اشرف المناقب وغیرہ شامل ہیں ۱۱۳۳ھ میں وفات پائی۔

۵۸۔ میر محمد باقر اصفہانی۔ محمد باقر بن سید علی رضا حسینی عاملی اصفہانی معروف بہ ہیشمناز، دانشمند بزرگ تھے آپ جامع مسجد عباسی (مسجد امام خمینی) میں خطیب تھے لہذا ہیشمناز کے لقب سے شہرت پائی آپ کے پاس ایک نفیس کتب خانہ تھا آپ نے اپنی وفات سے قبل اسے وقف کر دیا تھا۔ بیشتر مسائل احکام و اخبار آئمہ علیہم السلام کا درس علامہ مجلسی سے حاصل کیا۔ ذی الحجہ ۱۰۸۷ میں علامہ مجلسی نے اجازہ عطا فرمایا۔

۵۹۔ ملا محمد تقی مجلسی:۔ آپ علامہ مجلسی کے بڑے بھائی ملا عبد اللہ کے فرزند تھے، آپ ایک نیک سیرت عالم اور پرہیزگار انسان تھے "کتاب من لا یحضرہ الفقیہ" کا درس علامہ مجلسی سے حاصل کیا۔ علامہ مجلسی نے ربیع الاول ۱۰۹۸ میں اجازہ عطا فرمایا۔ آپ کی قبر علامہ مجلسی کی قبر کے قریب ہے۔

۶۰۔ میرزا محمد تقی الماسی:۔ محمد تقی بن محمد کاظم بن عزیز اللہ بن محمد تقی بن ملا علی خمس آبادی

اصفہانی الماسی' آپ علامہ مجلسی کے بڑے بھائی کے نواسے تھے ۱۰۸۹ھ میں پیدا ہوئے' دانشمند' فقیہ صاحب فضل واخلاق تھے' فارسی کے بہترین ادیب و شاعر تھے نادر شاہ کے زمانے میں اصفہان کے امام جمعہ و جماعت مقرر ہوئے۔ آپ کی تالیفات میں بھجتہ الاولیا' عذریہ اور آپ کا شعری مجموعہ شامل ہے ۱۱۵۹ھ میں وفات پائی۔

۶۱۔ ملا محمد جعفر قائنی محمد جعفر بن سلیمان قائنی علامہ مجلسی کے شاگردوں میں سے تھے "کتاب کافی اور تہذیب الاحکام کا درس علامہ مجلسی سے حاصل کیا۔ محرم ۱۰۸۶ھ میں علامہ مجلسی سے اجازہ حاصل کیا۔

۶۲۔ محمد جعفر کرمانی۔ محمد جعفر بن محمد طاہر خراسانی اصفہانی۔ دانشمند بزرگ' ماہر' محقق تھے اور اخباری تھے اپنے رسالہ مسائل ایادی سبا میں تصریح کرتے ہیں کہ علامہ مجلسی ان کے استاد تھے۔ حاج محمد اردبیلی نے جامع الرواۃ کے حاشیہ میں شیخ جلیل و ماہر نبیل تحریر کیا ہے۔ آپ کی تالیفات میں اکلیل المنہج' اصحاب النبی' اصحاب امیرالمومنین' مصحف ادریسہ' جاشیر' النوادر من الاحادیث مسائل آبادی سبا وغیرہ شامل ہیں۔

۶۳۔ شیخ محمد حسین لبنانی۔ محمد حسین بن حسن دیلمانی گیلانی' لبنانی اصفہانی' بزرگ مدرسین میں تھے اور اصفہان کے ایک مدرسہ میں درس دیتے تھے۔ آپ جامع شائستہ' فقیہ و محدث اور ادیب تھے اپنے پدر گرامی کے ساتھ گیلان سے اصفہان تشریف لائے اور محلہ لبنان میں سکونت پذیر ہوئے' آپ کی تالیفات میں' شرح صحیفہ سجادیہ' شرح مفتاح الشرائع' حاشیہ ذخیرہ اور الزیارات وغیرہ شامل ہیں ۲۶ رمضان ۱۱۲۹ھ کو وفات پائی اور تخت فولاد کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

۶۴۔ میر محمد حسین عاشوری۔ محمد حسین بن صدرالدین محمد عاشوری قمی نے علامہ مجلسی سے بحارالانوار کا درس حاصل کیا محرم ۱۰۹۶ھ میں درس مکمل کیا علامہ مجلسی نے ربیع الاول ۱۰۹۶ھ میں اجازہ عطا فرمایا اور اپنے اجازہ میں فرمایا سید موید حسیب و نجیب کامل مدقق ہوشمند و انشمند تھے جہاں تک میں نے سنا ہے۔

۶۵۔ ملا محمد حسین نوری۔ محمد حسین بن یحیی نوری مازندرانی دانشمند' فاضل' مفسر و محدث' نیکی کے راستے پر گامزن اور نستعلیق تھے آپ نے قرآن کریم کی خطاطی بھی فرمائی اور حواشی بھی تحریر فرمائے' علامہ مجلسی سے تہذیب الاحکام اور من لا یحضرہ الفقیہ کا درس حاصل کیا اور علامہ مجلسی سے اجازہ حاصل کیا۔ آپ کی تالیفات میں تفسیر قرآن کریم' منبع الفلاح' صلاۃ المسافر' شرح اصول کافی' حاشیہ اصول کافی' مختص مقدار من کتاب صلاۃ الجار وغیرہ ہیں۔ ۱۱۳۳ھ میں دار فانی سے رخصت ہوئے۔

۶۶- ملا محمد رضا بزار جریبی- آپ نے علامہ مجلسی سے کتاب کافی اور تہذیب الاسلام کا درس حاصل کیا ۱۰۸۹ھ میں علامہ مجلسی نے اجازہ عطا فرمایا-

۶۷- ملا محمد رضا اردبیلی- محمد رضا بن حاج درویش اردبیلی نے کتاب کافی کا درس علامہ مجلسی سے حاصل کیا-

۶۸- ملا محمد زمان تبریزی- محمد زمان بن کلب علی تبریزی اصفہانی' اصفہان کے بزرگ علماء میں سے تھے آپ نے علامہ مجلسی آقای حسین خونساری اور شیخ جعفر قاضی تینوں سے اجازہ پایا اور اصفہان کے درس میں نظارت کی منزل پر فائز تھے آپ کی تالیفات میں کتاب شرح اصول کافی' شرح زبدۃ الاصول والخبیہ اور فوائد الفوائد فی احوال المدارس و مساجد ہیں-

۶۹- ملا محمد سعید اصفہانی تبریزی- علامہ مجلسی سے کتاب تہذیب الاحکام کا درس حاصل کیا ۱۰۸۶ میں اجازہ پایا-

۷۰- سید محمد سلیم زنجانی- محمد سلیم بن برھان الدین موسوی زنجانی علماء و فقہا اور شاگردان علامہ مجلسی میں سے تھے-

۷۱- ملا محمد شفیع اصفہانی- شاگردان علامہ مجلسی میں سے تھے اور آپ سے کتاب بحار الانوار کا درس حاصل کیا رجب ۱۰۹۵ میں اجازہ حاصل کیا آپ کی تالیفات میں کتاب آداب الصلاۃ اللیل اور الجبر والتفویض شامل ہیں-

۷۲- میر محمد صادق مازندرانی- محمد صادق بن محمد حسین لاریجانی مازندرانی نے کتاب استبصار شیخ طوسی کا ایک نسخہ نقل کیا اور ماہ صفر ۱۰۸۹ھ میں علامہ مجلسی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے استبصار پڑھی اور ان سے قرات پڑھی-

۷۳- میرزا محمد صادق خلیفہ سلطانی- سید محمد صادق بن میر محمد طاہر بن سید علی بن علاء الدین حسین ملقب بہ سلطان العلماء و خلیفہ سلطان' آپ کا تعلق علماء و فضلاء کے خانوادہ سے ہے آپ ایک دانشمند اور محقق بزرگ تھے' آپ کافی عرصہ ہند میں رہے اور درس و تدریس میں مشغول رہے اور علوم دینیہ کی تبلیغ و ترویج کرتے رہے' علامہ مجلسی سے کتاب استبصار کا درس لیا اور ۱۰۹۳ھ میں اجازہ حاصل کیا- آپ کی تالیفات میں حاشیہ شرح ھدایہ میبدی دیوان شعر اور کشکول شامل ہیں ۱۱۳۵ میں وفات پائی اور مقبرہ بی بی فاطمہ اصفہان میں دفن ہوئے-

۷۴- ملا محمد صادق خونساری- محمد صادق بن محمد کاظم خونساری اصفہانی نے علم دین اور کتاب حدیث منجملہ کتاب کافی علامہ مجلسی سے پڑھیں اور علامہ مجلسی سے اجازہ حاصل کیا-

۷۵- ملا محمد صادق تنکابنی- فرزند ملا محمد سراب، دانشمند، فاضل، فقیہ و محدث تھے ۱۰۸۲ میں پیدا ہوئے علامہ مجلسی و آقائے حسین خونساری سے تحصیل علم کیا اور علامہ مجلسی سے اجازہ حاصل کیا۔ اصفہان میں وفات پائی۔

۷۶- میر محمد صالح قزوینی- سید فاضل، دانشمند، فاضل، فقیہ و محدث تھے ۱۰۸۲ میں پیدا ہوئے علامہ مجلسی و آقائے حسین خونساری سے تحصیل علم کیا اور علامہ مجلسی سے اجازہ حاصل کیا۔ اصفہان میں وفات پائی۔

۷۷- ملا محمد صالح یزدی- محمد صالح بن عبدالرحیم یزدی نے علامہ مجلسی سے کتاب کافی کا درس لیا اور اجازہ حاصل کیا۔

۷۷- ملا محمد صالح یزدی- محمد صالح بن عبدالرحیم یزدی نے علامہ مجلسی سے کتاب کافی کا درس حاصل کیا اور کتاب العشرہ کا درس جمادی الاول ۱۰۸۷ میں مکمل کر کے اجازہ حاصل کیا۔

۷۸- ملا محمد علی اصفہانی:- آپ نے علامہ مجلسی سے کتاب کافی کا درس حاصل کیا اور کتاب تہذیب الاحکام بھی پڑھی ۱۰۹۰ میں علامہ مجلسی نے اجازہ مرحمت فرمایا۔

۷۹- میر عبدالمطلب جزائری- میر عبدالمطلب موسوی جزائری آپ سید نعمت اللہ جزائری کے بھتیجے تھے آپ نے علامہ مجلسی سے کتاب کافی کا درس حاصل کیا اور اجازہ پایا۔

۸۰- محمد قاسم اردستانی- محمد قاسم بن محمد مومن اردستانی، دانشمند، فاضل جامع علوم عقلی و نقلی تھے آپ نے کتب اربعہ کا درس علامہ مجلسی سے حاصل کیا اور میرزا محمد رضا مجلسی سے حاشیہ تعلقات فارابی اور ترتیب مشیخہ فقیہ پڑھا اور ۲۹ رمضان سال ۱۰۷۸ کو مکمل کیا۔

۸۱- محمد کاظم سبزواری- محمد کاظم بن محمد علی سبزواری آپ علوم دین و تعلیمات اہلبیت علیہم السلام کے جاننے والے تھے علامہ مجلسی سے بحار الانوار کی چند جلدوں کا درس حاصل کیا اور محرم ۱۱۰۳ میں اجازہ حاصل کیا آپ کی تالیفات میں تحفۃ الاخوان، ہدیۃ الاخوان، صلوح الایمان فی محاربۃ النفس و الشیطان وغیرہ ہیں۔

۸۲- محمد مومن رازی- آپ نے علامہ مجلسی سے نہج البلاغہ کا درس حاصل کیا ۱۰۹۲ میں اجازہ پایا۔

۸۳- محمد مومن تھپائی- کتاب کافی علامہ مجلسی سے پڑھی اور ملا محمد تقی مجلسی سے ۱۰۴۶ میں اجازہ حاصل کیا لیکن یہ بظاہر صحیح معلوم ہوتا ہے۔

۸۴- ملا محمد مراد کشمیری- محمد مراد بن محمد صادق کشمیری، اپنے وقت کے جید علماء میں سے تھے علامہ

مجلسی سے اخبار اہلبیت پڑھے۔ علامہ مجلسی نے ۱۰۸۶ میں مشہد میں اجازہ عطا فرمایا آپ کی تالیفات میں۔ الدلیل القاطع در شرح ہدایۃ الہدایۃ شیخ حر عاملی' النور الساطع اور اسکی شرح' من لا یحضرہ الفقیہ کا حاشیہ اور کتاب رجال وغیرہ ہیں۔

۸۵۔ محمد معصوم عقیلی شیرازی۔ محمد معصوم بن میر محمد مومن عقیلی شیرازی برخی نے علامہ مجلسی سے کتب حدیث پڑھیں۔ اور من لا یحضرہ الفقیہ میر محمد بن سعید بن قاسم طباطبائی سے پڑھی۔

۸۶۔ محمد مقیم اصفہانی۔ محمد مقیم بن محمد باقر اصفہانی' دانشمند بزرگ اور علمائے اصفہان میں نمایاں علماء میں شمار ہوتے تھے اور علامہ مجلسی کے خانوادہ سے خصوصی ربط رکھتے تھے آپ نے علامہ مجلسی سے فقہ واحادیث کا درس حاصل کیا ۱۰۸۶ھ میں اجازہ حاصل کیا آپ کی معروف کتاب تسبیح المعقود ہے۔

۸۷۔ میر محمد قزوینی۔ محمد مہدی بن ابراہیم حسینی قزوینی۔ شیخ عبدالنبی قزوینی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ فاضل کامل عالم مجاہد' آیت اللہ اور علم و فضل میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے آپ کا خطاب سند العلماء اور سید الفضلاء تھا' علامہ مجلسی سے حدیث کا علم حاصل کیا اور اجازہ پایا۔

۸۸۔ محمد مہدی ہروی۔ محمد مہدی بن رضی الدین ہروی' دانشمند فاضل جامع علوم' ادیب وخوش انشاء وخوش خط تھے آپ ایک بہت بڑی کتب خانہ کے مالک تھے اور زیر مطالعہ کتابوں پر حاشیہ و تبصرہ تحریر فرماتے تھے۔

۸۹۔ ملا محمد نصیر مجلسی۔ محمد نصیر بن عبداللہ بن محمد تقی مجلسی علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے چچازاد بھائی تھے علامہ مجلسی سے کتاب کافی کا درس لیا۔ ماہ محرم ۱۰۸۷ھ میں آپ سے اجازہ حاصل کیا۔

۹۰۔ محمد یوسف مازندرانی۔ آپ نے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ سے کتاب کافی کا درس لیا اور اجازہ حاصل کیا۔

۹۱۔ محمد یوسف قزوینی:۔ محمد یوسف بن پہلوان صفر قزوینی' دانشمند' فاضل' فقیہ اور متبحر عالم تھے کافی عرصہ اصفہان میں قیام رہا اور اسکے بعد واپس قزوین تشریف لے گئے۔ آپ علامہ مجلسی' آقای حسین خونساری اور ملا خلیل قزوینی کے شاگرد تھے اور علامہ مجلسی سے اجازہ حاصل کیا آپ کی تالیفات میں کتاب آداب الحج' وضع المسجد الحرام' مناسک الحج وغیرہ ہے۔

۹۲۔ میرزا محمود قمی۔ عماد الدین میرزا محمود قمی۔ علامہ مجلسی سے کتاب تہذیب الاحکام کا درس لیا اور اجازہ حاصل کیا۔

۹۳۔ حاج محمود میمندی۔ محمود بن علی میمندی مشہدی' دانشمند' فاضل' صالح' عابد' موثق' ادیب وشاعر تھے عربی وفارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ آپ کی تالیفات میں حدائق الاحباب' القول

الثابت الکلام الطیب' سلاح المومن' القام الامین' حیات القلوب' اشرف العقائد' ترجمہ الصلاۃ و شعری مجموعہ ہے۔

۹۴۔ حاج محمود اصفہانی۔ محمود بن غیاث الدین محمد اصفہانی' فاضل وپارسا' شائستہ تھے علامہ مجلسی کے شاگرد تھے اور کتاب بحار الانوار کا درس حاصل کیا اور اجازہ لیا۔

۹۵۔ ملا محمود طبسی' محمود بن محمد مقیم طبسی۔ آپ نے علامہ مجلسی سے تہذیب الاحکام کا درس لیا اور اجازہ حاصل کیا۔

۹۶۔ ملا ملک مسیح۔ علامہ مجلسی کے شاگرد تھے اور آپ سے صحیفۂ سجادیہ کا درس حاصل کیا ذی الحجہ ۱۰۹ میں علامہ مجلسی سے اجازہ حاصل کیا۔

۹۷۔ ملا ولی بروجردی۔ ولی بن رضا بروجردی نے کتاب کافی کا درس علامہ مجلسی سے حاصل کیا۔

۹۸۔ حاج محمد مہدی خونساری۔ علامہ مجلسی کے شاگرد تھے اور ۱۰۸۲ میں اجازہ حاصل کیا۔

۹۹۔ ملا رجب علی گیلانی۔ ملا رجب علی رشتی گیلانی علامہ مجلسی کے شاگرد اور آپ سے کتاب تہذیب الاحکام کا درس لیا۔

۱۰۰۔ ملا عبد الصمد امامی۔ عبد الصمد شریف امامی' اخبار ائمہ اطہار علیہم السلام و علوم عقلی و نقلی علامہ مجلسی سے حاصل کیئے اور کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کا درس لیا۔

۱۰۱۔ ملا عزیز اللہ جزائری۔ آپ علامہ مجلسی کے شاگرد تھے۔ کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کا درس علامہ مجلسی سے حاصل کیا۔

گزشتہ صفحات میں عرض کیا تھا کہ علامہ مجلسی کے قابل ذکر شاگردوں کی تعداد ایک سو کے قریب ہے یہاں رضا نام کے ایک عالم کے نام پر اشتباہ ہونے کی وجہ سے تعداد میں ایک کا اضافہ ہو گیا ہے اگلے صفحات میں ہم علامہ مجلسی کے مشاہیر شاگردوں کا تذکرہ پیش کر رہے ہیں جنکی تعداد دس ہے۔

مشاہیر شاگردان علامہ مجلسی

علامہ مجلسی کے سو دانشمند شاگردوں میں سے درج ذیل دس شاگردوں کا شمار آپ کے مشاہیر و معروف ترین شاگردوں میں ہوتا ہے' ان کا اختصاراً تذکرہ سو شاگردوں کی فہرست میں ہو چکا ہے یہاں صرف انکے اسمائے گرامی دوبارہ تحریر کرنے پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔

(۱) سید نعمت اللہ جزائری (۲) میر محمد صالح خاتون آبادی (۳) ملا ابو الحسن شریف عاملی (۴) حاج محمد

اردبیلی (۵) میرزا علاء الدین گلستانہ (۶) میرزا عبداللہ تبریزی اصفہانی (۷) ملا محمد سراب تنکابنی (۸) میر محمد حسین خاتون آبادی (۹) ملا محمد رفیع گیلانی (۱۰) سید ابوالقاسم خونساری۔

علوم عقلی در عصر علامہ مجلسی

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ علوم عقلی یعنی فلسفہ' ہیئت' نجوم' ہندسہ' ریاضی اور طب وغیرہ مسلم وغیر مسلم علماء کے توسط سے مامون خلیفہ عباسی کے دور میں آئے اور ان کا عربی و فارسی زبان میں مسلمان دانشمندوں نے ترجمہ کیا۔ فارابی' بیرونی' خوارزمی اور ابن سینا وغیرہ کا شمار عظیم حکماء و فلاسفر میں ہوتا ہے ان حضرات نے ان علوم کو وسعت بخشی اور اس میں نئے نئے تجربات کیئے یہ علوم بعد میں فخرالدین رازی' خواجہ نصیرالدین طوسی' قطب الدین شیرازی' قطب الدین رازی دبیران قزوینی وغیرہ کے ذریعہ پھیلے' بعد میں فلسفہ و منطق نے علم کلام کی صورت اختیار کرلی اور علم و عقل کی رہنمائی کیلئے ان علوم کا سہارا لیا گیا ان علوم کی رہنمائی میں علامہ حلی' قاضی عضد الدین ایجی میر سید شریف جرجانی' سید صدر الدین شیرازی' جلال الدین دوانی' غیاث الدین منصور' شمس الدین خضری اور دیگر علماء و حکماء کے اسمائے گرامی شامل ہیں' عہد صفوی میں میر محمد باقر داماد' شیخ بہاء الدین عاملی' میر ابوالقاسم فندرسکی جیسے مشاہیر حکماء و متکلمین نے قافلہ علم کو آگے بڑھایا' علامہ مجلسی علیہ الرحمہ اور انکے والد ماجد کا تعلق بھی عہد صفوی سے ہے۔ آپ نے حوزہ علمیہ اصفہان سے معقولات کا علم حاصل کیا اور علامہ میرزا رفیعا نائنی نے آپ کو "سید الحکماء المتالہین" اور قدوۃ الحکماء المتالہین کے لقب سے تعبیر کیا ہے۔ آپ علوم عقلی میں عظیم مرتبہ پر فائز تھے اور آپ کا شمار عظیم ترین حکماء و فلاسفر میں ہوتا ہے۔

علامہ مجلسی کا اسلوب تحریر

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کا شمار ان معدودے چند انشا پردازوں میں ہوتا ہے جنکی آواز ان کے منفرد اسلوب کی وجہ سے دور ہی سے پہچانی جاتی ہے حضرت علامہ کے فکر کی جولاں گاہ علم دین تفسیر قرآن' علمی مسائل' فکرو فلسفہ' تعلیمات محمد آل محمد تھی۔ ادب کی اصناف میں نثر کا جوہر بڑے طویل عرصے کے بعد جا کر کھلتا ہے اس صنف میں انفرادیت پیدا کر لینا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ بادی النظر میں غور کیجئے تو علامہ کلینی' شیخ صدوق' علامہ حلی' شیخ مفید' سید شریف رضی' سید مرتضیٰ' شیخ حر آملی' شیخ مرتضیٰ انصاری اور علامہ مجلسی کے علاوہ عصر حاضر میں' استاد مطہری' ڈاکٹر بہشتی الدین موسوی' سید اسد حیدر نجفی' سید شرف علی شرمحتی' آقای رے شہری' آقای خوئی طاب ثراہ انتظار حسین' علامہ سید علی نقی' ڈاکٹر مجتبےٰ حسین کا مونپوری اور جوش ملیح آبادی کے علاوہ اور کتنے لکھنے والے ہیں یا نثر نگار ہیں جنکی عظمت صرف انکی علمی' ادبی نثر کی امتیازی تحریروں سے برقرار ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اچھے شعر کا دائرہ جتنا وسیع ہوتا ہے عمدہ نثر کا حلقہ سحر اتنا ہی محدود ہوتا ہے ایک عمدہ شعر جو جادو ایک لمحے میں جگا لیتا ہے' اچھی نثر کا ایک طویل پارہ ادب اتنے میں تسلیم و قبول کی منزل کو بھی نہیں پہونچتا یوں تو نثر کی اہمیت و حیثیت مسلم ہے کیونکہ عام بول چال میں بنیادی ذریعہ اظہار ہے۔ لیکن نثر کو منوانا بڑا مشکل مسئلہ و مرحلہ ہے۔

علامہ مجلسی اپنے ساتھ ایک خاص طرز تحریر اور طرز نثر لیکر آئے۔ جس میں جدت بھی تھی اور قدامت بھی فکر بھی تھی' نظریہ بھی' استدلال بھی تھا' فلسفہ بھی' آپ کا دائرہ تحریر اسلام کے گرد گھومتا ہے آپ کا موضوع تحریر اسلام' قرآن' شریعت' بانی اسلام' محافظ قرآن اور وارث شریعت تھا آپ نے جہاں اسلام کی آفاقیت و ہمہ گیری کے متعلق تحریر فرمایا وہیں خدا کی آخری ہدایت اور ابدی منشور کی بھی وضاحت کی انکے ساتھ شریعت اور اسکے احکامات پر بھی روشنی ڈالی' آپ نے بانی اسلام کی اہمیت و عظمت کو اجاگر کیا اور قرآن کے محافظین یعنی اہلبیت کی حیثیت اور انکی قربانیوں کا تذکرہ کیا اور وارث شریعت ہستیوں کی حیات طیبہ اور اسوہ حسنہ پر غیر جانبدارانہ قلم اٹھایا انہوں نے اپنے دور کے عصری تقاضوں کو بھی پیش نظر رکھا۔ اور اسلام کے شاندار ماضی سے اپنے دور کے مسلمانوں کو آگاہ کیا' علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کو جو اہل فکر و نظر اور ارباب دانش میں جو بلند مقام حاصل ہوا ہے اسکا مطالعہ کئی جہتوں سے کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وہ شے لطیف ہے جو الفاظ کے ملبوس میں صرف محسوس کی جا سکتی ہے یا دلوں کی تار کو چھوتی ہے اور انسان میں روحانیت کے شجر کو پروان چڑھاتی ہے آپ کا اسلوب بیان'

منفرد، جامع، شگفتہ اور سادہ و پر معنی ہے جس پر وقت کی گردش مدام بھی گرد نہیں ڈال سکتی اور جو ہمیشہ زندہ رہے گی آپ کی تحریر ان میں سے ایک ہے۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کا اسلوب منفرد اور آپکی تحریر بے حد توانا ہے۔ آپ کی تحریر کے موضوعات اہم اور منفرد ہیں جنکا تعلق انسان کی دنیاوی و اخروی زندگی سے ہے۔ آپ کے یہاں اظہار کی گوناگوں قدرت کاریوں کے باوصف تخیل ایک مخصوص مرکز سے کبھی پرے نہیں ہٹتا۔ آپ کے نزدیک نظریات افکار کی فوقیت مسلم ہے کہ یہ دراصل خارجی تجربات کی باطنی بازدید کا ہی عنوان ہے ایک عمدہ اسلوب کیلئے وہ خارجی فضا اور باطنی نظریات کے تصادم کو بے حد ضروری قرار دیتے ہیں میرے خیال میں یہ تصادم اس وقت عمل میں نہیں آسکتا جب تک مصنف کو اپنے موضوع سے ذاتی یا مخصوص، خارجی یا باطنی، مادی یا روحانی تعلق نہ ہو۔ لکھنے والا جس کے اظہار کا آلہ صرف الفاظ ہیں حصول علم اور مطالعہ کی وسعت کی وساطت سے معراج تک پہونچتا ہے صرف الفاظ کی اصنام گری سے کام نہیں چلاتا بلکہ س کا IDEAL اور اسکی IDEOLOGY چند جیتے جاگتے پیکر اور حقیقت پر مبنی ہے اسکا IDEALS خدا کے وہ چند مقرب و منتخب بندے ہیں جس پر نوع انسانی کو افتخار اور خود خالق کو ناز ہے ور اسکی IDEOLOGY وہ ہے جو انسانی نظریات کا شاہکار ہیں۔ علامہ مجلسی عام نثر نگاروں کی طرح خیال (THOUGHT) تصویری پیکر (IMAGE) اور جذبے (EMOTION) کی طلائی تثلیث کے گرد نہیں گھومتے بلکہ انکے یہاں حقائق، اسلام کی اکابر شخصیتیں اور سچے جذبے اور آفاقی پیغام پایا جاتا ہے اور انکے یہاں فکر، مزاج، عقائد، نظریہ ارادت، پیغامات، حقیقت، عقیدت، سچائی، روحانیت اور مودت کا امتزاج پایا جاتا ہے جو انکے اسلوب کو چار چاند لگاتی ہے وہ اپنے محور اسلام اور اپنے مرکز اہلبیت سے نہیں ہٹتے یہی وجہ ہے کہ انکے عقائد و نظریات کی بازگشت بیسوی صدی میں بھی باآواز بلند سنائی دے رہی اور تا قیام قیامت سنائی دیتی رہے گی۔

(۱۴) علامہ مجلسی کی بیش بہاء تالیفات

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی بے شمار تصانیف و تالیفات ہیں انکی تحریر اہل دانش میں علم کی شمع کی طرح فروزاں ہیں اور ارباب دانش کیلئے راہ ہدایت ہے۔ آپ اپنے دور کے قلم قبیلے کے سردار و عروس علم و فکر کے سرتاج تھے آپ کی تالیفات کی اہمیت و عظمت یہ ہے کہ "علامہ بحرالعلوم اعلی اللہ مقامہ" جیسے عالم جلیل کی آرزو تھی کہ اے کاش ان میں سے کسی ایک کتاب کا ثواب میرے نامہ اعمال میں لکھ دیا

جائے علامہ مجلسی کے یہ علمی شہ پارے شمع کی مانند ایران' عراق' افغانستان' لبنان' ہندوستان' پاکستان اور دنیائے اسلام کے بیشتر ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کو منور کرتی ہے اور یہاں کے تشنگان علوم کو سیراب کرتی ہے۔ حضرت بحرالعلوم فرماتے ہیں اے خدا میری تمام تالیفات کے ثواب کو علامہ مجلسی کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے۔ علامہ مجلسی کے بعض شاگردوں نے آپکی تالیفات و تصانیف کو آپ کی ۷۳ سالہ عمر پر تقسیم کیا اور اس نتیجے پر پہونچے کہ آپ روزانہ ۵۳ سطر تحریر فرماتے تھے اور یہ سب صرف اور صرف معبود حقیقی کی خاص عنایت کی وجہ ہے اور فضل ایزدی اور اھلبیت الطاھرین علیہ السلام کی خاص توجہ کے بغیر ممکن نہیں اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آپ کا یہ علمی کام دیگر مذہبی' رفاہی' سماجی' علمی اور تدریسی کام کے علاوہ تھا اور یہ ان کا یہ علمی کام انکی اجتماعی' اعتقادی اور ظلم اور برائیوں کے خلاف جہاد جیسی مصروفیات پر اثر انداز ہو سکی۔ بحارالانوار جو تقریباً تین سو کتابوں کا مجموعہ ہے اسکے علاوہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے ستر سے زائد مخلوطات' تصانیف و تالیف میں جو مختلف موضوعات پر ہیں آپ نے تفسیر قرآن' احادیث' تاریخ' کائنات کے اسرار و رموز وغیرہ پر بے شمار کتابیں تحریر فرمائی ہیں جس میں عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں کتابیں موجود ہیں ان تصانیف و تالیفات میں بڑی ژرف بینی سعی پیہم' دلجمعی' لگن اور تحقیق کے ساتھ فضائل اھلبیت علیہم السلام' احادیث شریف رسول مقبول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' وحدانیت' وجود خدا' ثبوت صفائیہ وسیلہ' تحقیق کائنات علوم سیارگان' اسلام کے معاشرتی نظام' اور انسان پر انسان کے حقوق' فضائل علماء' اسرار کائنات شریعت و طریقت' عرفان و آگہی کے موضوع پر بے شمار کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے سینکڑوں طالب علم عالم بن گئے آپ کی کتابیں ہر دور میں ہر متلاشی علم اور متلاشی حق کی رہنمائی کرتی رہیں گی اور ان نورانی کتابوں کے حیات بخش ثمرات ہر صدی پر مرتب ہوتے رہے ہیں اور آج بھی مرتب ہو رہے ہیں۔ آپ کی بے شمار کتابوں میں چند کتابوں کے نام یہ ہیں۔

علاوہ ازیں تاریخ کے دامن میں ایسے واقعات محفوظ ہیں کہ ہمارے آئمہ الطاھرین نے اسلام کی بقا اور تحفظ کیلئے حکمرانوں سے رابطہ قائم رکھا خود امام المتقین حضرت علی علیہ السلام حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان کو اسلام کے بلند تر مفاد میں مشورہ دیتے رہے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام نے ہارون رشید کی جانشینی قبول فرمائی اور دین کی خاطر اکثر آئمہ علیہم السلام نے حکمرانوں سے مفاہمت کی۔ بقائے دین اور تحفظ اسلام کی ذمہ داری ان مسائل و معاملات اور ان اعتراضات سے بہت بلند ہے ہماری کوتاہ نظر اس اہمیت کو محسوس نہیں کر سکتی۔ اسی طرح ہمارے ان گروہ علماء نے اپنی منصبی ذمہ داریوں کی تکمیل کیلئے خود کو مشکلات و مصائب میں ڈالنا پسند کیا اور اب جو ان پر اعتراض و الزام عائد کیے

جا رہے ہیں یہ تاریخ کے تقاضوں کو محسوس نہ کرنے اور حالات کا مشاہدہ و عقلانی تجزیہ نہ کرنے کی وجہ سے اور یہ ناقدین تعصب کی تہنجر میں مبتلا ہیں اور اپنی فکری و نظری کجی کی وجہ سے معترض ہیں یہ ہمارے ان اکابر و بزرگ علماء کی انتھک جدوجہد اور قربانیوں کا ثمرہ ہے جو آج ہم دامن اسلام وعلی سے وابستہ ہیں ورنہ ریاستی جبر اور حکمرانوں کے زر خرید مفتیوں کی خود ساختہ ٹکسال میں ڈھلنے والی احادیث نے دین اسلام پر گمراہی کا دبیز پردہ ڈال دیا ہوتا اور جب آج کے مسلمان خیر و شر حق و باطل اور اچھے اور برے کے فرق کو نہیں سمجھ سکتے اور قاتل و مقتول اور مظلوم اور جارح دونوں کو رضی اللہ کہنے پر مجبور ہیں تو کل کے مسلمان جو جبر حکومت اور طمع دولت کے کچھ زیادہ ہی شکار تھے دامن اسلام و اہلبیت سے کیسے وابستہ رہ سکتے تھے۔ ہمارے ان اکابر علماء کا نصب العین، منشور، مقصد اور ہدف یہ تھا کہ وہ ہمیں ایک اچھا انسان اور ایک باعمل مسلمان بنائیں۔

maablib.org

تالیفات و تصنیفات علامہ مجلسی پر ایک نظر

علامہ مجلسی اپنے وقت کے جلیل القدر عالم، مرجع اور صاحب تصنیف کثیر تھے جو نہایت مفید، علمی اور معلوماتی ہیں آپ کی تحریر میں سلاست و روانی تھی۔ آپ نے عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں کتابیں تحریر فرمائیں آپ کی کتابوں سے گذشتہ تین صدی سے عامۃ المسلمین اور خصوصاً کتب تشیع سے تعلق رکھنے والے استفادہ کر رہے ہیں، حیات القلوب، حلیۃ المتقین، حق الیقین، عین الحیاۃ، جلاء العیون، توحید مفضل، زاد المعاد علامہ مجلسی کی وہ جلیل القدر تصانیف ہیں جن سے ایران، افغانستان، لبنان، عراق، پاکستان و ہندوستان اور خلیج فارس کے ممالک میں استفادہ کیا جاتا ہے اور یہ کتابیں مومنین کے اکثر گھروں کی زینت ہیں اور گھر کے بزرگ جوان اور خواتین بھی بڑے شوق سے اسکا مطالعہ کرتی ہیں اور ان کتابوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے مندرجہ بالا تمام کتابوں کا اردو زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے اور برصغیر پاک و ہند میں جن کتابوں کو بڑے شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ ان میں سے چند کتابیں یہ ہیں۔ علامہ محدث نوری اعلی اللہ مقامہ "فیض القدسی" میں تحریر فرماتے ہیں "یکی از اساتید بزرگ ما بہ یک واسطہ از علامہ بحر العلوم نقل می کرد کہ: وی آرزو داشت تمام تصنیفات او را در نامہ عمل علامہ مجلسی بنویسند" و در عوض یکی از کتب فارسی مجلسی کہ ترجمہ متون اخبار و مانند قرآن مجید در تمام اقطار شائع است در نامہ عمل او نوشتہ شود"

علامہ محدث نوری اعلی مقامہ نے فیض القدسی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک بزرگ استاد نے علامہ بحر العلوم کے توسط سے نقل کیا ہے کہ انکی یہ آرزو تھی کہ انکی تمام تر تالیفات کو علامہ مجلسی کے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے اور اسکے بدلے میں علامہ مجلسی کی کتابوں میں سے ایک فارسی کی کتاب جو کہ قرآن مجید اور احادیث کا فارسی ترجمہ ہو انکے نامہ اعمال میں لکھ دیا جائے۔ محدث نوری فرماتے ہیں کہ کیوں نہ وہ عالم یہ آرزو کرے کہ جیسے جیسے دن گزرتے جارہے ہیں عبادت گذار و صالحین و زہاد لوگ ان عالم (علامہ مجلسی) کی تالیفات کے گرویدہ ہوتے جارہے ہیں اور انکی تصانیف سے فیض حاصل کر رہے ہیں، کوئی انکی کتابوں سے تلاوت دعا کا شرف حاصل کرتا ہے، کوئی مناجات پڑھتا ہے، کوئی زیارت پڑھتا ہے کوئی مصائب آل محمد پڑھ کر گریہ کناں ہوتا ہے کوئی فضائل آل محمد علیہم السلام کے سمندر میں غوطہ زن ہوتا ہے اور کوئی علمی مسائل کے حل کیلئے انکی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے اس طرح لوگ مختلف طریقوں سے انکی تالیفات سے فائدہ اٹھاتے ہیں بلکہ یہاں تک کہا جاسکتا ہے کہ کوئی بھی محفل و مجلس ایام ایسی نہیں جس میں علامہ مجلسی کا ذکر نہ ہوتا اس حوالے سے کہ انکے فضائل و

مصائب کے نکات بیان کرنے کے ساتھ ہی انکا تصور قاری کے ذہن میں پیدا ہو جاتا ہے (اور یہ وہ فضل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کیا ہے۔

میر محمد صالح خاتون آبادی داماد اور شاگرد علامہ۔ اپنی کتاب حدائق المقربین میں لکھتے ہیں کہ ان بزرگوار کے دین پر مختلف حقوق ہیں یعنی انہوں نے دین کی مختلف طریقوں سے خدمت کی ہے۔ انکی پہلی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے کتب اربعہ کی شرح لکھی ہے۔ چونکہ تینوں بزرگ علماء یعنی شیخ کلینی، شیخ ابن بابویہ قمی (صدوق) اور شیخ طوسی قدس اللہ اروا حہم نے بہت ساری احادیث کو کتب اربعہ میں جمع کیا ہے اور انکی تالیفات کی ہیں۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے ان کتب کی شرح لکھی ہیں اور ان احادیث کی اسناد کا جائزہ لیا اور ان پر کسی قسم کا اعتراض نہیں کیا اور انکے متن کی بھی مکمل شرح لکھی ہے۔ انکی وجہ سے کتب احادیث اس بلندی تک پہونچی ہیں کہ اکثر اہل علم ان اقوال کی خبر بھی نہیں رکھتے اور اپنے استادوں سے بھی ان احادیث کو نہیں سنا لیکن ان احادیث کے فارسی ترجمے کے بعد لوگ اس سے بخوبی واقف ہو گئے اور دنیا کا شاید ہی کوئی شیعہ گھر ایسا ہو کہ اس میں انکی کتاب موجود نہ ہو اور یہ آثار تا قیامت باقی رہیں گے۔ ان عالم بزرگوار کی تصانیف عربی اور فارسی زبان میں تقریباً دس لاکھ چار ہزار دو سو سطور پر مشتمل ہیں اگر انکی عمر شریف سے موازنہ کیا جائے تو اوسطاً روزانہ ۵۳ سطر بنتی ہیں۔

۲۔ آقا احمد بہبہانی "مرات الاحوال" میں تحریر کرتے ہیں کہ ان کی تالیفات اس قدر ہیں اور اتنی پھیلی ہیں کہ دنیا کا کوئی بھی خطہ ایسا نہیں جہاں انکی کتابیں نہ پہونچی ہوں۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ کسی جگہ پر ایک کشتی طوفان میں پھنس گئی کافی تگ و دو کے بعد اس کشتی کو طوفان سے نکالا گیا اور یہ کشتی ایک جزیرہ کے ساحل پر پہونچ گئی۔ لوگ اس جزیرہ پر پہونچے یہاں اسلام کا کوئی اثر نظر نہ آتا تھا۔ لوگ ایک شخص کے مہمان ہوئے گفتگو کے دوران معلوم ہوا کہ وہ مسلمان ہے اس شخص سے دریافت کیا گیا کہ کیا یہ علاقہ کافروں کا ہے اور یہاں پر کوئی اسلامی نشانی نظر نہیں آئی اور تم کسی مسلمان علاقہ میں بھی نہیں گئے ہو تو اسلام پر قائم رہنے کی کیا وجہ ہے؟ وہ شخص گھر میں گیا اور ایک کتاب "حق الیقین" (مرحوم علامہ مجلسی کی تصنیف) لے کر آیا اور کہا کہ میں اور میرے قبیلے کے دیگر افراد نے اس کتاب کے ارشادات کے ذریعے اسلام سے روشناس ہوئے ہیں۔ حالانکہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی تالیفات لوگوں کے لحاظ سے آئمہ الطاہرین کے اقوال ہیں لیکن آپ نے جو موضوعات تحریر فرمائے ہیں (اقوال کی مناسبت سے) انکو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ذاتی طور پر تمام علوم سے واقف تھے اور معلومات کا سمندر تھے۔ اگر کوئی عالم انکی تالیفات کا مکمل اور پورے شعور و خلوص سے مطالعہ کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہ ایک فقیہ، اصول دان، محدث، مدبر، حکیم، منطقی، فلسفی، ریاضی دان، تفسیر

داں' تاریخ داں' مکمل اطلاع رکھنے والے واعظ' زبردست خطیب اور نادر علوم سے آشنا تھے اور حدیث وفقہ و تفسیر کے زبردست مدرس تھے ان کی شرحوں میں شرح کافی اور شرح تہذیب شامل ہیں جو ایک ہزار سے زیادہ احادیث و اقوال پر مشتمل ہے۔ آپ کے والد ماجد علیہ الرحمہ نے بھی "من لا یحضرہ الفقیہ" کی عربی اور فارسی شرح تحریر فرمائی ہے۔

دوسرے یہ کہ کتب اربعہ میں درج احادیث شیعہ بہت کم ہیں (یعنی ان بیان کردہ احادیث میں دیگر فرقوں کے محدثین کی بیان کردہ احادیث بھی ہیں) اکثر احادیث اس میں درج نہیں ہیں ان احادیث کے علاوہ احادیث کو علماء مثلاً "عیاشی" "علی بن ابراہیم' ابن بابویہ قمی اور شیخ طبرسی نے اپنی تصانیف میں درج کی ہیں اور کچھ کو کتاب اصول او رصحائف میں تحریر کیا ہے۔

ان بزرگوار (علامہ مجلسی) نے وہ تمام اقوال (اخبار) و احادیث جو کہ انہوں نے سنے ہیں یا جنکا مطالعہ کیا ہے انکو اپنی تالیف "بحارالانوار" میں جمع کردیا ہے اور بہت سے پرانے نسخوں کو صحیح کیا ہے اور انکی وضاحت کی ہے اور بہت سے مسائل کے حل جو کہ مختلف علماء قبل سے ان تک پہونچے ہیں اپنی اس کتاب میں تحریر کردیا ہے اور ہر اس جگہ جہاں مناسب سمجھا مربوط قرآنی آیات کو بھی درج کیا ہے اور ان آیات کی تفسیر و تاویل بھی لکھی ہے اور مفسرین کے اقوال جو کہ ان آیات کے بارے میں ہیں انکو تحریر فرمایا ہے ان اقوال و احادیث کی آیات قرآن سے تطبیق کرتے ہوئے انکی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آج تک نہ ایسی کتاب تالیف ہوئی اور نہ تصنیف ہوئی یہ بات حقیقت ہے کہ اللہ کی تائید کے بغیر کوئی بھی ایسی کتاب نہیں لکھ سکتا یہ کتاب "بحارالانوار ۲۵ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔

تیسرے یہ کہ آپکی بے شمار فارسی تالیفات بھی ہیں مثلاً حق الیقین' عین الحیاۃ' حلیۃ المتقین جلاء العیون' دعاؤں کی کتابیں یہ سب اہل ایمان کی ہدایت اور نفع کیلئے ہیں۔ ان کتابوں کی برکت سے عوام' عالم' مسائل اور اعمال سے واقف ہوگئے ہیں اور شاید ہی دنیا کا کوئی شیعہ گھرانہ ایسا ہو کہ اس میں انکی کتاب موجود نہ ہو اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے یہ آثار تاقیام قیامت باقی رہیں گے۔ آپ ایک عالم ربانی ماہر اور تیز قلم رکھنے والے تھے یہ فہرست کتب عربی و فارسی میں ہیں جنہیں فیض القدسی' علامہ نوری اور بحارالانوار کے مقدمہ میں آقای ربانی نے درج کیا ہے۔ علامہ کی تصانیف کی تعداد سیکڑوں کی تعداد میں ہے لیکن افسوس کہ ان کے تمام آثار محفوظ نہ رہ سکے تاہم یہ امر باعث مسرت ہے کہ علامہ کی اکثر تصانیف فنا ہونے سے محفوظ رہ گئیں۔

علامہ کی تالیفات کی تعداد

آقا احمد بہبھانی نے اپنی کتب میں آپکی ۷۰ (ستر) کتب کا تذکرہ فرمایا ہے ان میں عربی اور فارسی کی کتابیں شامل ہیں روضات الجنات میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ مرحوم مدرس تبریزی نے اپنی کتاب "ریحانۃ الادب" آپکی ۷۷ (ستتر) کتب کا تذکرہ کیا ہے۔ جبکہ ۱۳۲۷ھ تک آپکی ۹۵ (پچانوے) کتب عربی و فارسی میں منظرعام پر آچکی تھیں۔ لیکن ایران کے اسلامی انقلاب کے بعد علماء و دانشوروں کی تحقیق کے نتیجے میں آج سے چند سال قبل تک آپکی ۱۴۰ کتابیں عربی و فارسی زبان میں منظرعام پر آچکی ہیں جن میں ۸۶ کتابیں فارسی زبان میں ہیں اور ۵۴ کتابیں عربی زبان میں ہیں۔ میں یہاں اختصار کے پیش نظر آپ کی ۱۴۰ کتابوں کے نام آپ کے مطالعہ کیلئے ہدیہ کر رہا ہوں۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی فارسی تالیفات

(۱) "حیات القلوب" تین جلدوں پر مشتمل ہے یہ علامہ مجلسی کی مشہور تالیف میں سے ایک ہے جلد اول تاریخ انبیاء پر مشتمل ہے جلد دوم تاریخ حیات رسولؐ اور جلد سوم سوانح حیات آئمہ الطاہرین و تاریخ خلفاء پر مشتمل ہے ان جلدو کے ایران و عراق میں کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں اور اسکا اردو و عربی زبان میں ترجمہ ہو کر شائع ہو چکی ہے جلد اول سن ۱۰۸۵ میں مشہد اور جلد دوم ۲۵ ذی الحجہ ۱۰۸۷ کو اصفہان میں شائع ہو چکی ہے۔

(۲) "عین الحیات" شرح وصیت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے جو آپ نے ابوذر سے فرمائی تھی۔ یہ کتاب شرح حال ابوذر ماہ شعبان ۱۰۸۴ھ میں مکمل ہوئی اور اسکے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

(۳) "مشکات الانوار" اس کتاب میں عظمت و فضیلت قرآن اور قرآن حکیم کی تلاوت کے آداب کا بیان ہے اس کے بھی متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

(۴) "مشکات الانوار" اس کتاب میں پیغمبر اکرمؐ کی وصیت کا بیان ہے اور کتاب عین الحیات کا اختصار ہے یہ کتاب تبریز، تہران و ہندوستان میں چھپ چکی ہے۔

(۵) "جلاء العیون" تاریخ چہاردہ معصومین (ع) ہے یہ کتاب ۶ محرم ۱۰۸۹ھ میں مکمل ہوئی اور بارہا ایران، عراق اور ہندوستان میں چھپ چکی ہے یہ کتاب علامہ مجلسی کی مشہور کتاب ہے۔

(۶) "زاد المعاد" یہ کتاب اعمال و زیارت کے متعلق ہے یہ کتاب ایک مقدمہ اور ۱۴ باب پر مشتمل ہے' اس میں خمس و زکواۃ و اعتکاف کا بیان ہے یہ کتاب ماہ رمضان المبارک ۱۱۰۸ھ میں مکمل ہوئی کتاب زاد المعاد علامہ مجلسی کی مشہور کتاب ہے جو مفاتیح الجنان مرحوم حاج شیخ عباس قمی سے قبل شائع ہوئی۔ یہ کتاب دعا و زیارات بارہا شائع ہو چکی ہے اور اس کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں۔

(۷) "ربیع الاسابیع" اس کتاب میں شب و روز کے اعمال اور خصوصاً شب جمعہ کے فضائل و اعمال کا بڑا تفصیلی ذکر ہے۔ یہ کتاب ۲۲ جمادی الاول ۱۰۹۹ھ میں پایہ تکمیل تک پہنچی اور محرم ۱۳۱۲ھ ق کو اصفہان میں شائع ہوئی۔

(۸) تحفۃ الزائر' یہ کتاب بھی علامہ مجلسی کی مقبول کتاب ہے۔ یہ کتاب ۱۰۸۵ماہ صفر میں پایہ تکمیل کو پہنچی یہ کتاب زائرین کیلئے ہدایت ہے اس میں آداب زیارات روضۂ اقدس آئمہ' الطاہرین علیہم السلام کا بیان ہے اور کئی بار شائع ہو چکی ہے یہ کتاب ۱۲ ابواب پر مشتمل ہے۔ تحفۃ الزائر کا بہترین ایڈیشن وہ ہے جو مرحوم آیت اللہ شیخ فضل اللہ نوری کی نظر ثانی شدہ ہے۔

(۹) اختیارات الایام صغیریا "اختیارات ایام" یہ کتاب دوبار تالیف کی گئی ایک مختصر ہے جو تین فصلوں پر مشتمل ہے فصل اول در اختیار ایام ماہ' فصل دوم در اختیار ایام ہفتہ' فصل سوم رفع نحوست و ایام ساعات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب ذی الحجہ ۱۰۷۸ھ میں تالیف ہوئی اور ابھی تک شائع نہیں ہو سکی۔ یہ قلمی نسخہ علامہ مجلسی کے کتب خانہ اصفہان میں موجود ہے۔

(۱۰) "اختیارات الایام کبیر" تاریخ سعد و نحس ہفتہ و ساعت کی پہچان' اوقات زوال' قبلہ کی شناخت اور نوروز نامہ پر مشتمل ہے اس کتاب کا ایک نسخہ ۱۰۷۲ دوسرا ۱۰۷۸ اور تیسرا ۱۰۸۸ میں شائع ہوا مولف روضات الجنات نے اس کتاب کے انتساب میں اس امر کی تردید کی ہے کہ یہ کتاب ملا محمد یا قربن محمد تقی لاهیجی معاصر علامہ مجلسی کی ہے۔

(۱۱) "انشاء اشتیاق" یہ مختصر کتاب تین سو سطور پر مشتمل ہے یہ کتاب علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اپنے زیارات عتبات عالیہ نجف اشرف و کربلائے معلی سے واپسی پر تحریر فرمائی۔

(۱۲) "اوقات الظهر و العصر و النوافل"۔ علامہ مجلسی نے اوقات نماز خصوصاً نماز ظہر و عصر اور نوافل کی اہمیت و عظمت پر تحریر فرمائی یہ کتاب تقریباً تیس مختصر صفحات پر مشتمل ہے۔

(۱۳) "رسالہ بداء": بداء یعنی تغیر ارادہ خداوندی سے متعلق ہے اس کتاب میں آداب گفتگو کے اسلامی طریقہ درج ہیں۔

(۱۴) "تمھید در ھم در فطرہ"

(۱۵) "تمھید صالح در فطرہ"

(۱۶) "تمھید کر"

(۱۷) "ترجمہ توحید مفضل" بظاہر ۱۰۹۰ھ میں لکھی گئی۔ توحید مفضل شیعہ امامیہ کی گرانقدر کتاب ہے جس میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے انتہائی سادہ انداز میں تخلیق کائنات کے بارے میں اپنے شاگرد مفضل ابن عمر جعفی کو بتایا اور اسکی شرح فرمائی جس میں فلسفہ اسلامی کے مختلف گوشے موجود ہیں اور یہ کتاب بارہا شائع ہو چکی ہے۔

(۱۸) "ترجمہ زیارت جامعہ کبیر" جس میں زیارات سے متعلق دینی و عقیدتی پہلو موجود ہیں۔

(۱۹) "ترجمہ و شرح دعائی جوشن کبیر" - دعائے جوشن کبیر حضرت امام زین العابدین کی دعا ہے جس میں خداوند عالم کے ایک ہزار ایک نام موجود ہیں کہ یہ نام اور اسکا ترجمہ اسماء الحسنی ہیں۔

(۲۰) "ترجمہ حدیث جبر و اختیار یا جبر و تفویض" - اس حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے جواب مسائل بیان فرمائے ہیں لا جبر ولا تفویض بل امر بین الامرین یعنی خدا کے کام میں نہ جبر مطلق ہے نہ تفویض محض ہے بلکہ ان کے بین بین ہے۔ ماہ رجب ۱۰۸۹ میں اسکا ترجمہ و شرح ہوئی۔

(۲۱) "ترجمہ حدیث رجاء بن ابی ضحاک" یہ حدیث کتاب عیون اخبار الرضا علیہ السلام میں ہے۔ چونکہ رجاء ابن ابی ضحاک معروف سردار و سیاست مدار تھا لہٰذا اسے مامون رشید خلیفہ عباسی کی جانب سے مامور کیا گیا تھا کہ حضرت امام رضا علیہ السلام کو مدینہ سے پایہ تخت لیکر آئے اس نے یہ حدیث حضرت امام رضا علیہ السلام سے سنی تھی علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مشہد مقدس کی زیارات کے سفر کے دوران ماہ ربیع الاول ۱۰۷۸ میں اس کا ترجمہ کیا۔

(۲۲) "ترجمہ حدیث ستہ اشیاء" یہ حدیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ "قال **ستۃ اشیاء لیس للعباد فیھا صنع المعرفۃ والجھل والرضا والغضب والنوم والیقظۃ**" یعنی چھ چیزیں ایسی ہیں کہ انسان اس میں کوئی دخل نہیں رکھتا۔ (۱) معرفت (۲) جہل (۳) رضا (۴) غضب (۵) خواب اور (۶) بیداری۔ علامہ مجلسی نے اس حدیث کا ترجمہ و شرح کی۔ شاید اس سے انکی مراد یہ ہو کہ یہ چھ چیزیں معلول و علت ہیں اور نیز اس میں تحقق پیدا نہیں ہو سکتا۔

(۲۳) ترجمہ حدیث سعد بن عبداللہ اشعری یہ حدیث کسی مناسبت سے تفصیلاً سعد بن عبداللہ کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔

(۲۴) ترجمہ دعای سمات۔ دعاء سمات مشہور دعاؤں میں سے ایک ہے۔

(۲۵) ترجمہ طب الرضا' طب الرضا میں استخوان انسانی کے متعلق حضرت امام رضا علیہ السلام نے شرح بیان فرمائی ہے۔ جس میں آپ نے طبی مسائل کے متعلق (مامون الرشید عباسی خلیفہ کی درخواست پر) بیان فرمایا ہے تاکہ وہ (عباسی خلیفہ) صحت و سلامتی' انسان و طب اور دیکھ بھال سے اسلام کے حوالے سے آگاہ ہو سکے۔

(۲۶) ترجمہ الصلوٰۃ یا آداب نماز۔

(۲۷) ترجمہ حدیث عبداللہ بن جندب' جناب عبداللہ بن جندب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور حضرت امام رضا علیہ السلام کے مشہور اصحاب میں سے تھے۔

(۲۸) ترجمہ عہد نامہ مالک اشتر' جناب مالک اشتر حضرت علی علیہ السلام کے لشکر کے معروف سردار تھے سن ۳۸ ہجری میں حضرت علی علیہ السلام نے آپ کو مصر کا گورنر بنا کر بھیجا حضرت علی علیہ السلام نے ایک فرمان جاری کیا جس میں اسلام کا طرز جہانبانی بیان فرمایا اور ریاستی مسائل اور حکمرانوں کے فرائض پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اس فرمان کو سید شریف رضی نے نہج البلاغہ میں پیش کیا ہے۔ مالک اشتر العریش شہر جو مصر صحرائے سینا میں واقع ہے زہر کے ذریعے معاویہ ابن ابو سفیان کے حکم پر شہید کر دیئے اور مصر نہ پہونچ سکے آپ کا روضہ بغداد اور سامرہ کے درمیان واقع ہے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے فارسی زبان میں اس عظیم شان عہد نامہ کا ترجمہ فرمایا۔

(۲۹) ترجمہ فرحۃ الغری' فرحۃ الغری سید عبدالکریم بن طاوس متوفی ۶۹۳ کی تالیف ہے۔ جس میں آپ نے حضرت علی علیہ السلام کی قبر اقدس کے تعین و محل قبر کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

(۳۰) ترجمہ و شرح قصیدہ تائیہ دعبل خزاعی۔ دعبل بن علی خزاعی متوفی ۲۴۶ھ ق سن ۲۰۳ میں بصرہ سے مرو کی جانب چلے گئے اور اپنا قصیدہ تائیہ جو کہ انہوں نے اہلبیت عصمت اور انکی مظلومیت کے بارے میں کہا تھا جو انہوں نے کربلا میں اہلبیت پر گزری ہوئی مصیبت حضرت امام رضا علیہ السلام کے حضور میں پیش کیا حضرت امام رضا نے تعریف فرمائی اور دو خلعت عطا فرمائی۔ اس قصیدہ کا مشہور شعر ہے۔

مدارس آیات خلت من تلاوۃ   ومنزل وحی مقفر العرصات

علامہ مجلسی اس قصیدہ کا ترجمہ و شرح شاہ سلطان حسین صفوی کی فرمائش پر کی قصیدہ دعبل ۱۲۰ اشعار پر مبنی ہے اور طبع ہو چکا ہے۔

(۳۱) تحفہ یوذاسف و بلوھر۔ داستان دلربا یوذاسف و بلوھر کا ترجمہ کیا

(۳۲) ترجمہ حدیث قیامت یا جنت' نار' بہشت و دوزخ

(۳۳) ترجمہ دعاء مباہلہ
(۳۴) ترجمہ حدیث مفضل دربارہ رجعت
(۳۵) ترجمہ نامہ حضرت امام جعفر صادق (ع) عبداللہ نجاشی والی اہواز کے نام
(۳۶) ترجمہ نامہ حضرت صادق (ع) مفضل بن عمر کے نام۔ جو کہ رسالہ اہلیلجہ کے نام سے معروف ہے اس میں حضرت کا اس مناظرہ کے متعلق اشارہ ہے جو آپ نے طبیب ہندی سے فرمایا۔
(۳۷) جزیہ و احکام' جزیہ اور مالیات کے متعلق جو یہود و نصاری جو آسمانی کتابوں پر یقین رکھتے ہیں اسلامی احکامات کے متعلق ادا کریں۔
(۳۸) جوابات المولی خلیل بن غازی۔ اس کتاب کے بارے میں علیحدہ عرض کیا جائے گا۔
(۳۹) جواب مسائل حاج ملا محمود یہ کتاب ۱۰۹۳ میں تحریر کی گئی۔
(۴۰) حدود و تعزیرات۔ پانچ جمادی الاول ۱۱۰۲ میں تحریر کی گئی۔
(۴۱) حکمت شہادت حضرت سید الشہداء علیہ السلام
(۴۲) حلیۃ المتقین ۵ رجب ۱۰۷۹ میں عین الحیات کے بعد تحریر کی اور متعدد بار چھپ چکی ہے اس کتاب کا عربی و اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے اس کتاب میں انفرادی و اجتماعی آداب زندگی کے بارے میں اسلامی احکامات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔
(۴۳) رسالہ رضاع' در احکام فقہی شیر دادن بچہ است
(۴۴) رسالہ در زکواۃ و خمس و اعتکاف
(۴۵) رسالہ آداب سہلم و بہ نام سہم الارث هم موسوم است
(۴۶) شرح احادیث ثمانیہ' یہ کتاب سن ۱۰۹۰ میں تحریر کی گئی
(۴۷) رسالہ شکیات۔ شکوک الصلواۃ کے نام سے متعدد بار چھپ چکی ہے۔
(۴۸) صراط النجاۃ' ترجمہ و شرح حدیث اعرابی۔ جس نے جنگ جمل میں حضرت علی علیہ السلام سے سوالات کیئے اور حضرت علی علیہ السلام نے انکے جوابات عطا فرمائے۔ مولف روضات الجنات و مولف فیض القدسی نے کہا کہ شاید یہ رسالہ ملا محمد باقر لاهیجی کا ہے جو باقر مجلسی علیہ الرحمہ کے ہم عصر تھے۔
(۴۹) صراط المستقیم میں گناہان کبیرہ و صغیرہ کی شرح بیان کی گئی ہے۔
(۵۰) صفات ذات و صفات فعل خداوندی
(۵۱) صوم و ماہ شعبان
(۵۲) صیغ العقود و النکاح۔ عقد نامے کے نام سے یہ کتاب خاصی معروف ہے۔

(۵۳) رسالہ طریقہ حقہ۔ اثبات حقانیت مذہب شیعہ امامیہ سے متعلق اس کتاب میں علوم عقلی و نقلی سے مذہب تشیع کو ثابت کیا گیا ہے۔

(۵۴) فقہ المجلسی' علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے فتووں پر مشتمل یہ کتاب ابواب فقہ و طہارت سے متعلق ہیں۔

(۵۵) رسالہ کفارات۔ کفارہ کی اقسام اگر وہ کفارہ کا قائل۔

(۵۶) کیفیت سلوک ولاۃ عدل با کافہ عباد۔ تاریخ تحریر ۱۱۰۳

(۵۷) مال النواصب۔ درباره اموال ناصبی حاکہ علی علیہ السلام را دشمن می دارند

(۵۸) رسالہ حتہ یا عقد موقت کہ صیغہ ہم خواندہ می شود

(۵۹) محاسبہ شہور در سنت متعدد

(۶۰) محرم نامہ در احکام نجوم

(۶۱) مفاتیح الغیب' اوقات استخارہ کی فضیلت و فاتحہ کی اہمیت و برکت۔ یہ کتاب ماہ رمضان المبارک ۱۱۰۳ھ میں تحریر کی گئی۔

(۶۲) مفتح الشہور در نجوم' یہ کتاب ماہ ہائے شمسی و قمری سے متعلق ہے۔ جس میں تاریخ کے سعد و نحس اور انکی اہمیت پر گفتگو کی گئی ہے یہ کتاب ماہ شوال ۱۱۰۹ھ میں پایہ تحریر تک پہونچی

(۶۳) مقباس المصابیح۔ اس کتاب میں تعقیبات نماز' سجدہ کا ذکر اور عبادات کا تذکرہ ہے یہ کتاب ۱۰۹۲ھ میں لکھی گئی اور متعدد بار طبع ہو کر منظر عام پر آچکی ہے۔

(۶۴) مناجات نامہ

(۶۵) مناسک حج۔ مختصر و مفصل۔ یہ کتاب ماہ شوال ۱۰۸۰ میں تحریر کی گئی

(۶۶) نجات یا اصول عقائد۔ عامۃ المسلمین کیلئے اصول دین و عقائد کے موضوع پر تحریر کی گئی اس کتاب میں تفصیلی مقدمہ اور سات باب ہیں۔ شنبہ کی شب ۲۱ ربیع الاول سال ۱۰۹۹ کو پایہ تکمیل تک پہونچی

(۶۷) آداب الحج

(۶۸) آداب الصلواۃ (آداب نماز شب)

(۶۹) اثبات الرجعہ یا رسالۃ الرجعہ۔ یہ کتاب ۱۹ رجب ۱۰۸۲ میں تالیف ہوئی

(۷۰) ادیان و اہم۔ فارسی و عربی دونوں زبانوں میں تحریر کی گئی۔

(۷۱) آداب تجہیز الاموات۔ یہ پانچ فصل پر مبنی ہے اس میں تمام احکام جنازہ اور تجہیز و تکفین سے

متعلق معلومات موجود ہیں۔

(۷۲) جوابات بعض فضلاء خراسان

(۷۳) جوابات بعض المتدینین من اھل کاشان

(۷۴) توقیعات۔ جو کہ حضرت امام زمانہ علیہ السلام کے ناحیہ مقدسہ سے صادر ہوئے ہیں جمع کیے اور انکا ترجمہ و تشریح فرمائی۔ یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔

(۷۵) ثواب دعاء جوشن کبیر

(۷۶) جوابات سید حامد بن محمد بدلاء مشھدی

(۷۷) رسالہ در نذر

(۷۸) رسالہ اعتقادات بہ فارسی غیراز اعتقادات معروف کہ عربی است

(۷۹) رسالہ در نکاح یعنی عقد ازدواج و تمام دیگر شرائط نکاحیہ است

(۸۰) وصف نماز ھای پنجگانہ حضرت رضا (ع) سال ۱۰۸۷ھ میں تالیف ہوئی

(۸۱) اخبار وعد و وعید

(۸۲) وفات سلمان فارسی۔ یہ کتاب حضرت سلمان فارسی سے متعلق ہے

(۸۳) کتاب در علم کلام۔ سال ۱۰۸۰ھ میں مکمل ہوئی

(۸۴) اصول العقائد یا رسالہ نجات اصول دین کے بارے میں ہے تاکہ عام مسلمان اس سے استفادہ کرسکیں اس کتاب میں ایک مقدمہ اور آٹھ باب ہیں۔ شنبہ کی شب ۲۱ ربیع الاول سال ۱۰۹۹ھ میں تالیف ہوئی

(۸۵) وصیت مجلسی راجع بہ اعتقادات حقہ

(۸۶) مفتاح دعا در تعقیب نماز ھای پنجگانہ شبانہ روزی۔ ہر نماز میں پڑھنے کی دعائیں اس کتاب میں چودہ دعائیں ہیں ہر دعا ایک معصوم سے وابستہ ہے اس طرح چودہ معصومین علیہم السلام کی چودہ دعاؤں پر مشتمل دعاؤں کا یہ مجموعہ نماز ظہر سے نماز فجر تک پڑھنے کی دعائیں ہیں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی فارسی تالیفات کی فہرست کے بعد ہم آپ کی عربی تالیفات کی فہرست پیش کرتے ہیں۔ یہ کتابیں مختلف موضوعات پر ہیں آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ قلمی جہاد میں بسر کیا اور تنہا اتنا کچھ لکھ دیا جو ایک ادارہ کی شب و روز کی مساعی جمیلہ کے نتیجے میں لکھا جا سکتا تھا۔

تالیفات عربی علامہ مجلسی

۸۷۔ بحار الانوار۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی مشہور ترین کتاب جو فضائل محمد و آل محمد کا ایک سمندر ہے یہ کتاب ۲۵ ضخیم ترین جلدوں پر مشتمل ہے اس کتاب کا تفصیلی و اجمالی جائزہ آئندہ صفحات میں پیش کیا جائے۔

۸۸۔ کتاب عقل و جہل

۸۹۔ کتاب توحید

۹۰۔ کتاب عدل

۹۱۔ کتاب احتجاجات و مناظرات

۹۲۔ احوال پیغمبران و سرگذشت آنہا

۹۳۔ احوال حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

۹۴۔ در مشترکات احوال آئمہ علیہم السلام و شرائط امامت

۹۵۔ فتن و محن

۹۶۔ زندگانی امیرالمومنین علی علیہ السلام از ولادت تا شہادت

۹۷۔ زندگانی حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام و امام حسن مجتبیٰ و امام حسین علیہما السلام

۹۸۔ زندگانی آئمہ چہارگانہ بعد از امام حسین، امام زین العابدین، امام محمد باقر، امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم علیہم السلام

۹۹۔ شرح حال چہار امام قبل از حجت منتظر علیہ السلام یعنی حضرت امام رضا، امام محمد تقی امام علی النقی، امام حسن عسکری علیہم السلام

۱۰۰۔ احوال حجت منتظر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

۱۰۱۔ تحقیق آسمان و جہان (سماء و عالم)

۱۰۲۔ ایمان و کفر

۱۰۳۔ آداب معاشرت و حقوق والدین

۱۰۴۔ مواعظ و حکم با آیات و احادیث توسط پیغمبر و یک آئمہ الطاہرین

۱۰۵۔ احکام فقہی۔ (مسائل طہارت)

۱۰۶۔ فضائل قرآن

۷۔ احکام فقہی۔ زکواۃ، صدقہ، خمس، نماز، اعتکاف وغیرہ

۸۔ احکام فقہی۔ حج، عمرہ و تاریخ شہر مدینہ منورہ

۹۔ زیارات منسوب از آئمہ الطاہرین علیہم السلام

۱۰۔ احکام فقہی عقود و ایقاعات و وقف

۱۱۔ قضاء و شہادات

۱۲۔ اجازات و تمام فہرست شیخ منتجب الدین رازی

۱۳۔ کتاب مرآت العقول شرح اخبار آل رسول علیہم السلام۔ شرح اصول و فروع و روضہ کافی ۲۲ جلدوں پر مشتمل ہے آپ نے بڑی توجہ سے اصول کافی ملا صدرای شیرازی و شرح اصول کافی ملا محمد صالح مازندرانی اور دیگر جس جس نے ثقۃ الاسلام محمد یعقوب کلینی کی کافی کی شرح کی ہے اس میں سب سے بہتر شرح ہے، علامہ مجلسی علیہ الرحمہ ۱۰۸۶ھ میں تقریباً چالیس سال کے تھے کہ آپ کا قوای بدنی، اور حافظہ غیر معمولی تھا آپ نے بے شمار عربی و فارسی تالیفات فرمائیں آخری عمر میں جبکہ شرح کافی کا کام جاری تھا کہ آپ اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ کے داماد میر محمد صالح خاتون آبادی حدائق المقربین میں تحریر فرماتے ہیں "شرح کافی او ناتمام است و بر حسب وصیت آن مرحوم مبرور این حقیر اکنون بہ تمام آن اشتغال دارم"

ان کی شرح کافی ناتمام ہے اور مرحوم کی وصیت کے مطابق یہ حقیر ابھی تک اسے پایہ تکمیل تک پہونچانے کا شغل رکھتا ہوں۔ علامہ مجلسی نے اصول کافی کی شرح مکمل نہیں کی نصف کتاب الدعاء کتاب العشرہ از فروع کافی، کتاب زکات و خمس تک کی۔ علامہ مجلسی شرح اصول کافی کے اوائل میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے کتب اربعہ کی شرح کتاب کافی سے شروع کی کیونکہ یہ کتاب جامع ترین اصول و بہترین مولفات فرقہ ناجیہ میں سے ایک ہے۔

تاریخ اختتام روضہ کافی شب جمعہ ۸ رجب ۱۰۸۶ھ اور علامہ مجلسی کا خط مورخہ ماہ رجب ۱۰۹۱ بہ شمارہ ۲۰۰ کتاب خانہ ملی میں تہران اسلامی جمہوری ایران میں موجود ہے (ص ۲۶۰ فہرست ملی ملک) قسمت دیگر علامہ مجلسی کا یہ خط مورخہ آخر ماہ رجب ۱۱۰۲ھ و بہ نظر علامہ تہرانی مولف الذریعہ تک پہونچا (الذریعہ جلد ۲۰ ص ۲۸۰) کتاب کے دوسرے جز میں لکھا ہے کہ محمد صادق کے نام یہ خط مورخہ روز شنبہ دوم ۱۳ سال ۱۰۸ھ کتاب خانہ روضاتی میں موجود ہے۔

۱۴۔ اجوبۃ المسائل، یا بہ نام دیگر جوابات المسائل المتفرقہ

۱۵۔ الاذانیہ، رسالہ ای در اذان است

۱۲۶۔ الاربعین در اصول فروع دین۔ یہ کتاب سوم ماہ رمضان المبارک ۱۰۸۹ھ میں اس وقت مکمل ہوئی جب آپ مشہد مقدس میں قیام پذیر تھے یہ کتاب ان دروس پر مشتمل ہے جو آپ نے طلاب کو دیا اور اس میں احادیث و اخبار کے متعلق مضامین ہیں یہ کتاب شائع ہو چکی ہے۔

۱۲۷۔ الاربعین در امامت معروف بہ سرور المومنین۔ ۴۰ احادیث پر مشتمل ہے متعلق صحاح مجموعہ امامت و خلافت امیرالمومنین علیہ السلام ہے یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے۔

۱۲۸۔ تفضیل امیرالمومنین (ع) بر تمام مردم غیر از رسول خدا (ص)

۱۲۹۔ اثبات الجن

۱۳۰۔ ادیان واہم عربی و فارسی

۱۳۱۔ جوابات المسائل المتفرقہ

۱۳۲۔ جوابات المسائل الهندیہ یا الاسئلۃ الهندیہ

۱۳۳۔ حاشیہ بر حواشی اصول کافی

۱۳۴۔ حاشیہ بر کتاب امل الامل شیخ حر عاملی

۱۳۵۔ حاشیہ بر قواعد الاحکام علامہ حلی در فقہ استدلالی

۱۳۶۔ حاشیہ بر کتاب مستطاب کافی ثقۃ الاسلام کلینی

۱۳۷۔ حساب اعداد بر شش متصد

۱۳۸۔ حواشی بر کتب اربعہ کافی ' من لا یحضرہ الفقیہ ' تہذیب و استبصار

۱۳۹۔ "الوجیزہ رسالہ ای در علم رجال" علامہ مجلسی کی مشہور تالیف ہے یہ کتاب آپ نے مشہد مقدس میں طلاب کی خواہش پر ماہ رجب ۱۰۸۶ھ میں تحریر فرمائی یہ کتاب علامہ مجلسی کے خط کے ساتھ کتابخانہ سالار جنگ حیدر آباد دکن ہندوستان میں موجود ہے اور طبع ہو چکی ہے۔

۱۴۰۔ روح الارواح

۱۴۱۔ رسالہ سہو و شک در نماز

۱۴۲۔ شرح دعاء سمات

۱۴۳۔ شرح دعاء صباح

۱۴۴۔ شرح روضۂ کافی

۱۴۵۔ شکوک الصلواۃ

۱۴۶۔ صلواۃ الجمعہ اثبات وجوب عینی نماز جمعہ زمانہ غیبت میں

۱۳۷- رسالہ عقد عزیمت

۱۳۸- الفوائد الطریفہ شرح صحیفہ سجادیہ- اس کتاب کی تاریخ کتابت سن ۱۰۸۳ھ ہے مولف کتاب الذریعہ آیت اللہ بزرگ الطہرانی کا عقیدہ ہے کہ بظاہر یہ کتاب ملا محمد تقی مجلسی کی تالیف ہے جس کی علامہ مجلسی نے شرح کی ہے-

۱۳۹- طریق النجاۃ- ماہ صوم سن ۱۰۹۱ھ میں تالیف ہوئی

۱۴۰- فہرست بحار الانوار

۱۴۱- قواعد الاسلام

۱۴۲- قصص الانبیاء والمرسلین

۱۴۳- مسائل آبادی سبا- ۲۸۶ فقہی مسائل پر مشتمل ہے ۱۳ باب میں ملا محمد جعفر بن محمد طاہر خیرشاہی (قوچانی) شاگرد علامہ مجلسی کے ذریعہ مکمل ہوئے-

۱۴۴- معرفت اوزان ومقادیر

۱۴۵- معرفت اوقات الفرائض الخمس

۱۴۶- ملاذ الاخیار شرح تہذیب شیخ طوسی- ۳ جلدوں پر مشتمل ہے' شروح تہذیب میں بہترین شرح ہے- کتاب نکاح' کتاب الصلاۃ ربیع الاول ۱۰۹۶ھ میں' جزء سوم از جہاد تا کتاب نکاح ذی قعدہ ۱۰۹۱ھ میں مکمل ہوئی-

۱۴۷- ملحقات صحیفہ سجادیہ

۱۴۸- نیج السالکین در اصول دین

۱۴۹- وصیت نامہ- جسے مرحوم سید محمد مشکواۃ بیرجندی نے ترجمہ فرمایا اور سال ۱۳۳۲ شمسی میں شائع ہوئی-

۱۵۰- طریق استعلام نصف اللیل

۱۵۱- طریق روایت صحیفہ کاملہ سجادیہ

۱۵۲- طریق ابجد- لکھنؤ میں شائع ہوئی

۱۵۳- رسالہ اعتقادات علامہ مجلسی کے اعتقادات کے نام سے معروف ہے اور محرم کے آخر ۱۰۸۶ھ میں صرف ایک رات میں تالیف فرمایا اب تک یہ کتاب کئی مرتبہ چھپ چکی ہے-

۱۵۴- الاوزان المقادیر یا میزان المقادیر- اس کو بعض المستعین سے آپ کے والد ماجد نے انتخاب فرمایا اور یکم ربیع الاول ۱۰۶۳ھ میں تالیف تکمیل کے مراحل میں پہونچی- اس وقت علامہ مجلسی کی عمر

۲۶ سال تھی شاید یہ آپکی پہلی تالیف ہے۔

۱۵۵۔ الاوزان والمقادیر دو جمادی ۱۰۷۲ ختم ہوئی۔

۱۵۶۔ تفسیر آیہ السابقون السابقون۔ (سورہ واقعہ آیت ۱۰)

۱۵۷۔ تفسیر آیۃ الکرسی۔ (سورہ بقرہ آیت ۲۵۵)

۱۵۸۔ تفسیر آیہ "فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فاسئل الذین یقرؤون الکتاب من قبلک" (سورہ یونس آیت ۹۴)

۱۵۹۔ تفسیر آیہ نور "اللہ نور السماوات والارض۔ (سورہ نور آیت ۳)

علامہ مجلسی کی یہ کتابیں دنیا کے مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں اور طبع ہو چکی ہیں ان تصانیف میں بہت سی کتابیں انتہائی ضخیم ہیں مثلاً بحار الانوار کی چھٹی، چودھویں اور انیسویں جلد، مرات العقول شرح کافی وملاذ الاخیار، شرح تہذیب ہر جلد کئی کئی جلدوں کے برابر ہے اگر علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی تمام تصانیف کو از سر نو طبع کیا جائے اور انکی عربی وفارسی کتابوں کو جدید تقاضوں اور صفحات کے موجودہ سائز کے مطابق مرتب کی جائیں تو چار سو صفحات کی تقریباً تین سو جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔ اگر ہم علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے تمام دروس وفتوے وخطبات کو جمع کریں تو یہ تعداد اس سے بھی کہیں زیادہ ہو سکتی ہے اور یہ سب کچھ توفیق ایزدی کے سوا ممکن نہیں علامہ مجلسی پر خداوند عالم کا خاص کرم تھا کہ ان کی تمام زندگی دین کی خدمت میں بسر ہوئی اور آپ نے تحریر وتقریر دونوں طریقوں سے مذہب اسلام کی خدمت کی۔

علامہ مجلسی کی چند معروف کتابیں

(۱) مرآۃ العقول فی شرح اخبار الرسولؐ

یہ تحقیق اور فقہی کتاب شیخ محمد یعقوب کلینی رضوان اللہ علیہ کی کتاب کافی کی شرح پر مبنی ہے اس شرح میں نہایت احتیاط اور دقت نظر سے کام لیا گیا ہے جو لوگ علامہ مجلسی کی شخصیت کا کچھ اندازہ لگانا چاہتے ہیں انہیں اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے اور علامہ کی علمی بصیرت اور گہری نظر کا مشاہدہ کرنا چاہئے۔ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں ہر حدیث کو الگ الگ نقل کیا ہے اور پھر ایک جملے میں سند حدیث کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کی ہے۔ اسکے بعد اسکی تشریح و تفسیر کی ہے۔ جن احادیث کے بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں ان پر پہلے تحقیق کر کے بعد میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے' جن احادیث کے بارے میں اختلاف ہے یا مزید تشریح کی ضرورت ہے اسکی تشریح کئی صفحات پر کردی ہے۔

شرح تہذیب الاسلام

اردو زبان میں شرح تہذیب کا "تہذیب الاسلام کے نام سے ترجمہ ہو چکا ہے جسے مولانا مقبول احمد دہلوی اعلی اللہ مقامہ نے کیا ہے۔ یہ کتاب افتخار بک ڈپو لاہور نے شائع کی ہے اس میں جو موضوعات پائے جاتے ہیں ان میں' آداب اسلام' ہمسائیوں کے حقوق' کھانے پینے کے آداب اور اسلامی معاشرہ کے متعلق بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

جلاء العیون کا بھی اردو ترجمہ ہو چکا ہے اس کتاب کی دو جلدیں ہیں جسے فارسی زبان سے اردو زبان میں مولانا سید ظہور الحسن صاحب قبلہ بجنوری نے منتقل کیا ہے۔ حیات القلوب کا بھی اردو زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے اسکی ۳ تین جلدیں ہیں اس کتاب میں بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عظمت و فضیلت' وجوب امام پر دلائل' ۱۲ ائمہ اطہار کے تمام متعلق نصوص کا بیان' راسخون فی العلم کی تعریف اور وضاحت' اہل ذکر سے مراد اہل بیت ہیں اس موضوع پر علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بڑی علمی اور بڑی تفصیلی بحث کی ہے علاوہ ازیں شمس و قمر بروج کی تاویل' شجرہ طیبہ کی تاویل' عدل و احسان و میزان پر گفتگو اور توجیہ' صبر' شکر' ایثار وغیرہ کے موضوع پر بڑی سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے اور اپنے دلائل کے اثبات میں بیسیوں اہم مصادر و ماخذ مستند تاریخ سیر و کتب سے پیش کئے ہیں۔

شرح نہج البلاغہ علامہ مجلسی

قم ایران کے معروف پبلشر علی انصاریان نے علامہ مجلسی کی شرح نہج البلاغہ کو تین جلدوں میں شائع کیا ہے۔ اس میں مختلف ابواب قائم کئے ہیں' مسئلہ ولایت فقیہ' عصمت ملائکہ' مسئلہ برات' امامت' حکمت اور دیگر موضوعات پر مولائے کائنات کے خطبات کی تشریح علامہ مجلسی نے فرمائی ہے۔

عین الحیواۃ

عین الحیواۃ کا اردو ترجمہ روح الحیات کے نام سے ہو چکا ہے مولانا سید علی حسن اختر صاحب قبلہ امروہوی نے اس کتاب کا ترجمہ کیا ہے اور اسے محفوظ بک ایجنسی امام بارگاہ مارٹن روڈ کراچی نے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب بانی اسلام صاحب شریعت حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چند و نصائح کا مجموعہ ہے۔ یہ کتاب ۷۰۳ صفحہ پر مشتمل ہے اس میں باب اول میں احوال اصحاب' اخیار رسول' کے متعلق بیان فرمایا ہے' باب دوم میں فصول مفہوم رویت باری تعالیٰ وجہ تخلیق کائنات' شرائط عبادت اور حضور قلب کا بیان ہے' باب سوم میں اصول کے عنوان سے معرفت باری تعالیٰ' صوفیوں کے فرقے' درجات معرفت' معرفت کے مراتب' حدوث عالم' خلقت سماوات' فرشتوں کا بیان' مفہوم لطیف و خبیر وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ باب چہارم میں ضرور وجود نبی' معجزہ' خاتم الانبیاء' شمائل واوصاف آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باب پنجم میں ضرورت امام' عصمت امام' آیہ تطہیر' فضائل اہل بیت اطہار' عبادت وحب اہل بیت اور صفات امام باب ششم میں نیک اعمال' خروج و جال دابتہ الارض کا ظہور' ذکر معاد' مومنوں کی روحوں کا بیان' صور اسرائیل تبلیغ رسالت کی تقویت میدان حشر کا بیان' پل صراط' روز قیامت' شفاعت' حوض کوثر کا بیان' شیعوں کا بہشت میں جانا' لواء الحمد' حضرت علی کے اختیارات' الغرض یہ کتاب چندرہ ابواب پر مشتمل ہے لیکن علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی جس کتاب نے غیر معمولی شہرت پائی وہ بحار الانوار ہے جو ۲۶ جلدوں پر مشتمل اسلامی جمہوری ایران میں ان ضخیم جلدوں سے اب تقریباً ایک سو دس جلدیں تیار کی ہیں اس طرح اب بحار الانوار کی ایک سو دس جلدیں ہیں۔

بحارالانوار

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کو کئی اسلامی امور میں دسترس حاصل تھی بالخصوص فقہ و حدیث میں اپنے ہم عصر علماء میں ممتاز تھے اور انتہائی معتبر سمجھے جاتے تھے اور تمام مکاتب فکر کے علماء آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ نے اسلام اور مکتب تشیع کی جو اہم ترین خدمت انجام دی ہے وہ اہلبیت کے اخبار و احادیث کو جمع کرنا اور انہیں بحارالانوار کے نام سے پیش کرنا ہے۔

علامہ مجلسی کی عظیم الشان تالیف بحارالانوار پر ایک نظر

علامہ مجلسی ایک عظیم دانشمند و عالم و فقیہ ہی نہیں ایک اچھے اور صاحب طرز انشاء پرداز بھی تھے یوں تو آپ کی تصانیف و تالیفات کی تعداد سینکڑوں ہے لیکن آپ کی اصل شہرت کا طلوع بحارالانوار کے حوالہ سے ہوا آپ کی یہ عظیم تالیف کے متعدد زبانوں میں ترجمے ہوئے اور متعدد ایڈیشن شائع ہوئے دانشمند و عالم خبیر شیخ محمد باقر بہبودی نے دورہ بحارالانوار کی طباعت و اشاعت کی او تصحیح و تحقیق کے بعد بحارالانوار کو جدید تقاضوں کے مطابق مرتب کیا اور ۱۰۳ جلدیں تشکیل دیں۔

معروف دانشمند آقای شیخ محمد رازی نے بیروت میں اسے ۱۰۲ جلدوں میں شائع کیا جسے فیض القدسی محدث نوری نے تشکیل دیا۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں نے فضائل اہلبیت کے سلسلے میں جو مواد جمع کیا ہے وہ تحقیق طلب اس لحاظ سے ہے کہ وقت کی کمی کی وجہ سے میں مکمل تحقیق نہ کرسکا۔ اس لئے علامہ مجلسی نے کتاب کے مواد کی جمع آوری کے بعد بہت سے موارد اخبار خارج فرما دیئے تھے۔ یہ کتاب کتابخانہ فاضل دانشمند میرزا فخرالدین نصیری امینی میں ۲۰ جلدوں میں موجود ہے جو اصل بحارالانوار ہے علامہ مجلسی نے کتاب کے مقدمہ میں بعد از حمد و ثناء خداوند عالم اور درود بر حضرت ختمی مرتبت پیغمبر اکرم و آئمہ الطاہرین علیہم السلام تحریر فرماتے ہیں خداوند عالم کی رحمت کا طلبگار جوانی میں انواع علوم و فنون کی تحصیل کا شوق رکھتا تھا اور بہ فضل خدا میں اس دائرہ میں داخل ہوا اور اس دریا میں غوطہ زنی کی اور اس گلستان کی سیر کیا اور میوہ ہائے رنگارنگ سے پر ہوا اور چشمہ علوم اہلبیت سے چند قطرے چکھے۔ پھر میں نے سوچا کہ قیامت کے دن کون سا عمل فائدہ مند ثابت ہوگا اور جس سے نوع انسانی کو فیض پہونچے گا اور ہدایت حاصل ہوگی اور جس سے مجھے شفعت اور خوشنودی خداوند عالم و محمد و آل محمد

علیہم السلام حاصل ہوگی۔ لہٰذا میں نے اس مسئلے پر بہت غور و خوض کے بعد خدا کے لطف و کرم سے اس نتیجے پر پہونچا کہ اگر علم و دانش کا پانی کسی صاف و شفاف چشمہ سے نہ پھوٹے تو انسان کی پیاس نہیں بجھ سکتی۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وحی کے ماخذوں سے مدد لی جائے' اسی طرح جب تک علمائے دین سے جو کہ عقلائے بنی نوع انسان بھی ہیں۔ حکمت و دانش نہ سیکھی جائے تو بات نہیں بنتی۔ میں نے سارے علوم خدا کی کتاب جس میں کبھی باطل کی آمیزش نہیں ہوئی اور اخبار اھل بیت عصمت و طہارت جو کہ علم کا خزینہ اور خدا کی وحی کا مکنون ترجمان ہیں میں پائے' مجھے یقین ہو گیا کہ انسانی عقل قرآن کے بلند معانی کو سمجھنے کے لئے کافی نہیں ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اور آئمہ دین کے علاوہ کوئی شخص ان کا مکمل احاطہ نہیں کر سکتا لہٰذا میں نے وہ سب علوم ترک کر دیے جنہیں سیکھنے کے لئے ایک عمر صرف کی تھی۔ حالانکہ وہ تمام علوم میرے زمانے میں رائج ہیں اور ان کے خریدار (قدردان) بھی کافی ہیں۔ میں نے ایسے علم کی طرف توجہ دی جو مجھے اگلے جہان میں نفع پہونچاتا حالانکہ اس دنیا میں اسکے خریدار بہت کم ہیں۔ میں نے تمام علوم میں سے اخبار آل محمد کو اپنی ترقی و سربلندی کے لئے منتخب کیا اور بے شک یہی وہ موضوع ہے جس سے انسان کو عزت مل سکتی ہے۔ میں نے اس موضوع پر بحث و تحقیق اور مطالعہ کیا اور نہایت گہرائی سے سب پر نظر ڈالی اور اپنی قوت و بصیرت کے مطابق اپنی فکری صلاحیت کو استعمال کیا مجھے اپنی جان کی قسم کہ میں نے خاندان رسول کے اخبار و آثار کو سفینہ نجات پایا جس میں سعادت ہی سعادت ہے۔ میں نے ایسا آسمان دیکھا جو ستاروں سے بھرا پڑا تھا اور جہالت کی تاریکیوں کے پردے تار تار کر رہا تھا۔ بحارالانوار کا مقدمہ اگرچہ بہت دلچسپ ہے لیکن طوالت کے پیش نظر ہم اسے درج نہیں کر رہے ہیں البتہ ان محرکات کا ضرور ذکر کئے دیتے ہیں جو اس کتاب کی تالیف میں کارفرما تھے۔

(۱) شیعہ علماء کی کتابیں دیگر مکاتب اور سلاسل کے مروج ہونے سے تلف ہونے کا ڈر تھا۔

(۲) اس زمانے میں فلسفہ کا رواج اس قدر عام ہو چکا تھا کہ آہستہ آہستہ لوگوں کا حدیث پر اعتماد کم ہوتا جا رہا تھا اور دین صرف خالی اصطلاحات کا ایک مجموعہ بنتا جا رہا تھا۔

(۳) ایسی کوئی کتاب موجود نہیں تھی جس میں دنیا و آخرت کے بارے میں معصومین کی روایت یکجا ملتی ہوں اس کتاب میں انبیاء کرام کے تذکرے حضرت امام حسین کے واقعات و معجزات' نماز میں سورہ فجر پڑھنے کی فضیلت' زیارت امام حسین علیہ السلام کا ثواب' علت گریہ کن کے متعلق پیشن گوئی واقعات کربلا اہل حرم کی مدینہ واپسی' مرثیوں کے بیان' حضرت فاطمہ زہرا کے حالات' شکل و شمائل اور حلیہ مبارک اسماء مبارک اور فضائل' سیرت و مکارم اخلاق' حضرت علی کے ساتھ آپ کا برتاؤ

آپ پر مظالم اور آپ کی شہادت' امام محمد باقرؑ امام جعفر صادقؑ امام زین العابدینؑ امام علی رضاؑ امام محمد تقیؑ امام علی نقیؑ امام حسن عسکریؑ حضرت قائم آل محمد علیہ السلام' حضرت علی علیہ السلام اور حضرت ختمی مرتبت کے مقام و تاریخ ولادت و شہادت' القابات و نسب' فضائل و مناقب' ثبوت امامت' معجزات مکارم اخلاق و سیرت' علم و فضل' علوم عالم' استجابت دعا' آئمہ اور علماء عصر' آئمہ اور شعراء کرام' آئمہ اور حکمران وقت' اصحاب و معاصرین کے حالات علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی اس جلیل القدر کتاب کو حدیث کا انسائیکلوپیڈیا کہا جائے تو نامناسب نہ ہوگا دنیائے شیعت کا کیا ذکر ہے عالم اسلام میں بھی اتنی عظیم و مبسوط کتاب کا ملنا محال ہے۔ جسے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اپنے شاگرد محدث کبیر سید نعمت اللہ جزائری کے ساتھ ملکر مرتب فرمایا یہ ۲۶ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ ذیل میں ہر جلد اور اسکے موضوعات نذر قارئین کرام ہیں۔

(۱) جلد اول: دربیان عقل و جہل' فضل علم' حجیت اخبار' ابطال قیاس

(۲) جلد دوم: در توحید اسماء حسنیٰ

(۳) جلد سوم: در عدل و مشیت' و ارادہ قضا و قدر' علل الشرائع' مقامات الموت' احوال برزخ قیامت' شفاعت وسیلہ' جنت دوزخ

(۴) جلد چہارم: در احتجاجات و مناظرات آئمہ الطاہرین و علماء کاملین

(۵) جلد پنجم: در قصص انبیاء و مرسلین

(۶) جلد ششم: در احوال پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اعجاز قرآن

(۷) جلد ہفتم: امامت کے شرائط و جملہ کوائف از ولادت و علوم و فضلیت و احتجاجات سید مرتضےٰ و شیخ مفید

(۸) جلد ہشتم: نبیؐ کے بعد ہونے والے فتنوں کا بیان' سیرت خلفاء' جنگ جمل و صفین و نہروان' حالات معاویہ' احوال بعض خواص امیر المومنین و نیز آپ کے بعض اشعار و خطوط کی شرح

(۹) جلد نہم: احوال امیر المومنین از ولادت تا شہادت' احوال حضرت ابو طالب و آپ کے ایمان کا ذکر نصوص امامت آئمہ اثناء عشر

(۱۰) جلد دہم: احوال حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا و حسنین علیہم السلام' واقعات کربلا احوال مختار

(۱۱) جلد یازدہ: در احوال امام زین العابدینؑ امام محمد باقرؑ امام جعفر صادقؑ امام موسیٰ کاظم علیہم السلام

(۱۲) جلد دوازدہ: در احوال امام علی رضا' محمد تقی' علی نقی' حسن عسکری علیہ السلام

(۱۳) جلد سیزدہ: (کتاب الغیبہ) در احوال امام ولی عصر عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف' علائم ظہور آپ کی سلطنت' اولاد' جزیرہ خضراء اور رجعت ان لوگوں کا ذکر جو حضرت کی خدمت سے مشرف ہوئے

(۱۴) جلد چاردہ: (کتاب سماء و عالم) آسمان و زمین و جن و ملک و حیوان و انسان' عناصر اربعہ کے بیان نیز آداب دسترخوان و خورد و نوش کتاب طب النبی و طب الرضا

(۱۵) جلد پانزدہ: ایمان و کفر کے بیان میں' صفات مومن' نجات دینے والی اور ہلاک کرنے والی چیزیں

(۱۶) جلد شانزدہ: (کتاب العشرہ) آداب معاشرت کے بیان میں

(۱۷) جلد ہفدہ: آداب و سنن اوامر و نواہی' کبائر' خوشبو' سرمہ لگانے سونے جاگنے کے آداب

(۱۸) جلد ہیجدہ: در مواعظ و حکم' قصہ بلوہر و یوزاسف

(۱۹) جلد نوزدہ: طہارت' صلوٰۃ' تمام ہفتہ کی دعائیں' نمازیں' رسالہ معرفت' آداب روز جمعہ

(۲۰) جلد بست: قرآن حکیم واسکے فضائل و آداب و تلاوت وجوہ اعجاز' دعا و تعویز وغیرہ

(۲۱) جلد بست و یک: در زکوٰۃ خمس و صوم' اعمال تمام سال

(۲۲) جلد بست و دو: در حج و عمرہ' امر بالمعروف نہی عن المنکر

(۲۳) جلد بست و سہ: زیارات معصومین علیہم السلام

(۲۴) جلد بست و چہار: عقود در گزر

(۲۵) جلد بست پنج: در احکام شریعت

(۲۶) جلد بست شش: در اجازت

اس تفصیل سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس میں کس قسم کے موضوعات ہیں۔ اس میں کچھ روایات ضعیف بھی ہیں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے اس کتاب کی تالیف کے سلسلے میں تمام احادیث کو سمیٹ کر یکجا کر دیا ہے وقت نے انہیں اتنی ہی مہلت دی کہ وہ ان احادیث کو جمع کر سکیں تحقیق کیلئے انہیں وقت نہ مل سکا اب یہ بعد کے آنے والے علماء و محدثین پر منحصر تھا کہ وہ علامہ کی جمع کی ہوئی روایات کو درایت کی کسوٹی پر پرکھ کر اور پوری چھان بین کے بعد منتخب کریں جیسا کہ اس کتاب کے نام سے بھی ظاہر ہے (بحار الانوار) کیونکہ سمندر میں' موتی' سیپیاں' گھاس پوس سب ہی کچھ ہوتا ہے اب اس میں موتی تلاش کرنا یعنی جواہرات تلاش کرنا ہمارا کام ہے۔

علامہ مجلسی اپنے عہد کی نابغہ روزگار شخصیت تھے آپ کی علمیت و علمی خدمات کا یہ عالم تھا کہ مخالفین

نے آپ کی تبلیغ و ترویج اسلام کے پیش نظر شیعہ مذہب کو دین مجلسی کہنا شروع کر دیا تھا۔ آپ نے اپنے موقف کی حمایت میں دیگر فرقوں کے علماء سے مناظرہ بھی کیے آپ کی دینی خدمات کے پیش نظر آپ شیخ لاسلام اور حدیث کے سلسلے میں آپ کی معلومات اور علم و تحقیق کو دیکھ کر علماء و اہل نظر نے آپ کو خاتم المحدثین کا خطاب دیا۔ امام خمینی نے علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے بارے میں فرمایا بحارالانوار جو عالم بزرگوار محدث عالی وقار محمد باقر مجلسی کی تصنیف ہے' تقریباً چار سو کتب و رسائل کا مجموعہ ہے اور در حقیقت یہ کتاب ایک مختصر کتب خانہ ہے جسے ایک کتاب کے نام پر یاد کیا جاتا ہے۔

گر ہم چشم ادراک سے علامہ مجلسی کی تحریری خدمات کو حقائق کی ترازو پر پرکھیں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ آج سے تین سو چھتر ۳۷۶ سال پہلے جبکہ کتابوں کی کتابت و طباعت انتہائی دشوار تھی صرف ایک فرد واحد نے ایسے نامساعد حالات اور دشواریوں کے باوجود اپنی زندگی کو صرف دین خداوندی کے لئے وقف کر دیا اور اسکے دین اور اسکی شریعت سے متعلق علوم کو پھیلانے کے لئے پوری زندگی تحریری جہاد کرتے رہے نہ صرف تحریری جہاد بلکہ درس و تدریس کے فرائض بھی انجام دیتے رہے اور ایک عیال دار کی حیثیت سے اپنا بوجھ بھی اٹھاتے رہے' یاد خداوندی سے بھی غافل نہیں رہے اگر دن لکھنے اور پڑھانے میں بسر کیا تو راتیں عبادات و مطالعہ میں۔ بیرونی محاذ پر اسلام دشمنوں کے الزامات کے جوابات بھی دیئے اور دفاع کیا داخلی محاذ پر مکتب تشیع کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے والوں کو دندان شکن جوابات دیئے اور مباحثے کئے اور اپنے وسیع مطالعہ اور تبحر علمی سے مذہب امامیہ جعفریہ کی صداقت پیش کی۔ اپنی زندگی کو عبادت سمجھ کر بسر کیا اور روزانہ تقریباً ایک ہزار سطور یعنی چالیس سے پچاس صفحات روزانہ تحریر فرماتے رہے اور اسکے ساتھ ساتھ جہاں سے بھی فضائل اہل بیت مل سکے اپنی معرکہ الارا تصنیف بحارالانوار میں جمع کئے۔

علامہ مجلسی جیسی نابغہ روزگار ہستیاں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی مذہب اھلبیت کے لئے وقف کر دی تاکہ آنے والی صدیاں یعنی آج کے مومنین فضائل اھلبیت سے آگاہ ہو سکیں کتنا بڑا ایثار و کرم تھا ہمارے ان علماء کا جنہوں نے اپنی زندگی اس مقدس فرض کے لئے وقف کر دی حالانکہ ہمیں انکی قربانیوں اور خدمات کا احساس بھی نہیں ہے اگر کل ہمارے علماء یہ ایثار نہ کرتے یہ قلمی جہاد و قلمی خدمات نہ کرتے تو آج ہم قطعی تہی علم ہوتے ہمیں اپنے اکابرین' اپنے رہنماؤں اور اپنے قائدین کے متعلق کچھ علم نہ ہوتا نہ ہمیں انکی نورانی و روحانی تعلیمات کا احساس ہوتا نہ اسکے حیات بخش ثمرات ہم تک پہونچتے' ان علماء نے جو علمی اثاثہ و آثار ہمارے لئے چھوڑیں ہمیں اسکی قدر کرنا چاہئے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ان کی تحریروں پر غور و فکر کریں اور تفکر و تفحص اور تدبر و تحقیق کے بعد انکا انتخاب کر کے

یہ امانت فضائل اھلبیت' آنے والی نسلوں کے سپرد کرکے اپنے قرض اور فرض کو پورا کریں جو ہم پر عائد ہوتے ہیں اگر ہم نے ایسا نہیں کیا یہ امانتوں میں خرد برد کے مترادف ہوگا۔ ہمارے اکابرین وتقدس ماب علماء نے جو کچھ لکھا ہے کاش ہم اسے پڑھ سکتے کیونکہ انہوں نے اسی امید پر اپنے قیمتی سن و سال خرچ کئے ہوں گے کہ آنے والی نسلیں اس سے استفادہ کریں گی اور اگر نئی نسل نے اس سے استفادہ نہ کیا تو گویا اپنی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کیا اور اپنے اکابر علماء کی آرزوں پر پانی پھیرنے کے بھی مجرم ٹھہرے پروردگار عالم ہمیں اپنے بزرگ وتقدس ماب علماء کی تحریروں کے مطالعہ کی توفیق عطا فرمائے اور انکی علمی خدمات کے اعتراف کی بھی توفیق عطا فرمائے ان علماء نے ماضی میں ہمیں فراموش نہیں کیا اور ہمارے لئے علمی ودینی تحائف بھیجے اور ہم انہیں فراموش کردیں یہ بڑی احسان فراموشی کی بات ہے۔ وہ قوم کبھی زندہ قوموں کی صفوں میں شامل نہیں ہو سکتی جو اپنے اکابرین وقائدین' اپنے علماء و مجتہدین' اپنے ادباء و شعراء کو فراموش کردے۔ پروردگار عالم ہمیں ان علماء کی معرفت واعتراف اور انکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

بحار الانوار کے تراجم

مہ مجلسی کی عظیم تالیف بحار الانوار کے دنیا کے مختلف زبانوں میں تراجم و انتخاب و استدراک ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں جسے مختلف ممالک کے اکابرین علمائے کرام نے کیا ہے۔ علامہ بزرگ تہرانی نے ان جم کی فہرست اپنی معروف کتاب الذریعہ میں کیا ہے۔

) جامع الانوار، مختصر جلد ہفتم بحار، تالیف آقائی نجفی اصفہانی

) نیز مختصر جلد ہفتم آقا رضی بن ملا محمد نصیر بن ملا عبداللہ بن ملا محمد تقی مجلسی علامہ مجلسی کے بھائی کے اسے نے کی ہے

(۳) جوامع الحقوق منتخب جلد سولہ بحار الانوار، آقائے نجفی اصفہانی

(۴) درر البحار، تالیف ملا محمد بن المرتضیٰ مشہور بہ نورالدین برادر زادہ ملا محسن فیض کاشانی

(۵) مختصر المزار۔ مختصر جلد ۲۲ فضلائے گرگان کے توسط سے

(۶) الشافی۔ جمع بین البحار و الوافی سات ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے تالیف ملا محمد رضا بن ملا عبدالمطلب تبریزی

(۷) منتخب تمام بحار الانوار

(۸) مستدرک بحار۔ تالیف میرزا محمد تہرانی مقیم سامرہ

(۹) ترجمہ جلد چودہ مترجم شیخ محمد تقی اصفہانی معروف بہ آقا نجفی متوفی ۱۳۳۲ھ

(۱۱) ترجمہ جلد سترہ بہ نام حقائق الاسرار ترجمہ آقا نجفی

(۱۲) ترجمہ اعتقادات مترجم ملا محمد کاظم ہزار جریبی

(۱۳) ترجمہ اعتقادات بہ زبان اردو مترجم مولوی عابد حسین ہندی۔ مطبوعہ ہندوستان

(۱۴) ترجمہ جلاء العیون بہ زبان اردو۔ مترجم مولانا سید محمد باقر ہندی

(۱۵) ترجمہ جلاء العیون بہ زبان عربی مترجم علامہ نامی سید عبداللہ شبر متوفی ۱۲۴۲

(۱۶) مختصر ترجمہ جلاء العیون بہ نام منتخب الجلاء۔ سید عبداللہ شبر

(۱۷) ترجمہ تحفۃ الزائر بہ زبان عربی۔ مترجم سید عبداللہ شبر

(۱۸) ترجمہ حق الیقین بہ زبان اردو۔ مترجم مولانا سید محمد باقر ہندی

(۱۹) ترجمہ حق الیقین بہ زبان عربی۔ مترجم سید عبداللہ شبر

(۲۰) ترجمہ حق الیقین بہ زبان عربی ملا محمد مقیم بن درویش محمد خزاعی

(۲۱) ترجمہ حلیۃ المتقین بہ زبان اردو۔ مترجم مولانا سید مقبول احمد دہلوی
(۲۲) ترجمہ حلیۃ المتقین بہ زبان عربی
(۲۳) ترجمہ عین الحیات بہ زبان اردو۔ مترجم سید محمد باقر
(۲۴) مستدرک بحار الانوار تالیف مرحوم آقا شیخ علی نمازی شاهرودی

معاصرین علامہ مجلسی شیخ محمد علی حزیں لاهیجی کی نگاہ میں

گروہ علماء اصفہان و ایران کی شناخت کے لئے اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے معاصرین سے روشناسی کے لئے ہم وقائع السنین' خاتون آبادی اور شیخ محمد علی حزیں لاهیجی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ان حضرات نے درمیان انبوہ اہل علم و علمائے اصفہان اور اس شہر کے حوزہ علمیہ کی رونقیں و تحصیل علم کی کیفیات اور علمی مباحثے اور علامہ مجلسی کے مقام و مرتبہ اور انکی درس و تدریس و تصنیف کا اجمالی جائزہ پیش کیا ہے۔ شیخ محمد علی حزیں خود اپنے حالات اور تحصیل علم کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں انکی یہ تحریر علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد کی ہے وہ تحریر کرتے ہیں کہ وہ چار سال کے تھے کہ والد صاحب نے تعلیم دینی شروع کی کہ اس اثنا میں مولانائے اعظم ملا شاہ محمد شیرازی علیہ الرحمہ کہ جو اپنے وقت کے نامور عالم تھے اصفہان تشریف لائے اور میرے والد ماجد کے گھر یہ مہمان ہوئے والد ماجد نے اس فقیر کو آپکی خدمت میں پیش کیا تاکہ میری بسم اللہ کی جاسکے' مولانائے محترم نے رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی کی آیت سے میری بسم اللہ کی اور فاتحہ خوانی فرماکر نوازش فرمائی (شیخ محمد علی حزیں دو شنبہ کے روز ۲۷ ربیع الاول ۱۱۰۳ھ میں پیدا ہوئے، ۱۱۰۷ھ میں آپ کی بسم اللہ یعنی علامہ مجلسی کی وفات سے تین سال قبل ہوئی) میں ابھی آٹھ سال کا تھا کہ والد مرحوم نے تجوید و قرات کی تعلیم کے لئے مولانا ملک حسین قاری اصفہانی (کہ جو فن قرات و تجوید میں انتہائی ممتاز و شہرت یافتہ تھے) کی خدمت میں پیش کیا میں نے ان سے دو سال قرات و تجوید کی تعلیم حاصل کی اور چند کتابیں ان سے پڑھیں اور اس طرح حسن قرات میرا پسندیدہ شوق بن گیا اسکے بعد والد ماجد نے شرح جامی' شرح کافی' تہذیب' شرح ایساغوجی' شرح شمسیہ' شرح مطالعہ در منطق' شرح ہدایہ' حکمۃ العین با حواشی و مختصر تلخیص و تمام مطول و مغنی اللبیب و جعفریہ و مختصر نافع و ارشاد و شرائع الاحکام در فقہ و من لا یحضرہ الفقیہ در حدیث و معالم الاصول و دیگر چند کتابیں اور بھی پڑھائیں ابھی میں صغیر سن ہی تھا کہ والد ماجد نے مجھے عارف حقائق و معارف قدوہ مشائخ کرام شیخ خلیل اللہ

طالقانی قدس اللہ روحہ کی خدمت میں پیش کیا اور میری تربیت کی درخواست کی میں تقریباً تین سال آپکی خدمت میں حاضر رہا اور اکتساب فیض کرتا رہا۔ اگرچہ میں نے ان سے کوئی کتاب نہیں پڑھی لیکن وہ ہر روز علمی مسائل کاغذ پر تحریر فرما کر مجھے تعلیم دیتے تھے مجھے نہیں معلوم کہ یہ عبارت کس کتاب میں سے ہے اصلاح تذکیہ نفس میں آپ کے بارے میں کچھ عرض کرنے سے میری زبان عاجز و قاصر ہے وہ ایک عارف کامل تھے اگرچہ مجھ میں یہ استعداد نہ تھی لیکن انکی تربیت نفس نے اس ناچیز کو اس مقام تک پہونچایا وہ اکابر مشائخ عارف اور جامع علوم ظاہر و باطن تھے اگر میں چاہوں کہ انکے حالات و ظاہری کرامات و مقامات و مجاہدات و ضبط اوقات و معاش کے بارے میں بیان کروں تو ایک کتاب بن جائے۔ چونکہ میری طبع میں موزونیت تھی اور طبیعت میں شعر گوئی کا رجحان بھی تھا لہٰذا کبھی کبھی اشعار بھی کہہ لیا کرتا تھا اور حزیں تخلص کرتا تھا اور یہ رباعی ان قدوہ کرام کے لئے کہی۔

ای شوخ بیا و در دل درویش نشین　　　　کان نمکی بر جگر ریش نشین

در بحر تو دانم کہ گلستان شدہ است　　　　یکدم بہ کنار کشتہ خویش نشین

آپ کے اس دار فانی سے رخصت کے بعد والد ماجد علامہ نے میری مزید تعلیم و تربیت کے لئے فاضل عارف شیخ بہاء الدین گیلانی (جو سید الحکماء میر قوام علیہ الرحمہ کے تلامذہ تھے) سے سفارش کی۔ آپ ایک گوشہ نشین بزرگ تھے اور جامع فضائل انسان تھے آپ سے میں نے کتاب احیاء العلوم، رسائل اصطرلاب اور شرح چغمینی پڑھی۔ اور تہذیب الاحکام شیخ طوسی کو مجتہد الزمان آقائے هادی خلف مولانا محمد صالح مازندرانی علیہ الرحمہ سے پڑھی اور رجال حدیث کے لئے استادان کرام سے رجوع کیا۔ علاوہ ازیں فاضل محقق میرزا حسن خلف مرحوم مولانا عبد الرزاق **لاھیجی**، حاجی محمد شریف، سید العلماء میر محمد ابراہیم قزوینی، میرزا قوام الدین محمد سیفی قزوینی، علامہ محمد باقر مجلسی، عمدۃ السادات میرزا علاء الدین محمد معروف بہ گلستانہ، شیخ جعفر علی قاضی، شیخ علی، مسیح الزماں آخوند مسیحائی کاشانی، مولانا حاجی ابو تراب، فاضل عالیشان آقا رضی الدین محمد، میرزا باقر قاضی، مولانا شمس الدین محمد خلف فاضل مجتہد مولانا محمد سعید گیلانی، جامع الکمالات مولانا حاجی محمد گیلانی وغیرہ سے بھی اکتساب فیض کیا اور سلوک کی منازل طے کیں۔ اس سلسلے میں شیخ محمد علی حزیں نے بے شمار شہروں اور کئی ملکوں کا سفر کیا اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا اور ملاقاتیں کیں اور وہاں کے اہل عرفان سے فکر سلوک کی منازل طے کر کے خود عارف کامل بنے حزیں نے ان باکمال علماء کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے جو علامہ مجلسی کے ہمعصر تھے خود حزیں نے اپنے متعلق بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے اور ان علماء کے بارے میں بڑی وضاحت سے تحریر کیا ہے جن سے انہوں نے بہ نفس نفیس ملاقات کی لیکن یہاں ہم صرف ان چند علماء

کا تذکرہ کریں گے جو علامہ مجلسی کے ہمعصر اور اپنے دور کی یگانہ روزگار شخصیتیں تھیں۔ ان میں ادیب حبیب جلیل تحریر صدرالدین سید علی خان بن سید نظام الدین احمد حسینی' استاد اشبر امیر غیاث الدین منصور شیرازی علیہ الرحمہ۔ آپ فاضل عالم اور ادیب و شاعر تھے اور فارسی و عربی زبان میں شاعری فرماتے تھے' اور حاجی نظام الدین علی انصاری اصفہانی وغیرہ شامل ہیں ان تمام علماء کا تعلق فارس سے تھا۔

علامہ حزیں نے جن علماء اردکان سے ملاقاتیں کیں ان میں مولانا عبدالکریم اردکانی جو علم الاعداد اور علم نجوم پر بڑی دسترس رکھتے تھے' میر عبدالنبی اصفہانی اور سید صالح جو اپنے وقت کے جید عالم ادیب و محدث و فقیہ تھے۔

علامہ حزیں نے جن علماء و عرفاء کازرون و جہرم ولار سے ملاقاتیں کیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ عارف ربانی قدوۃ الکاملین شیخ سلام اللہ شولستانی شیرازی' میر عبدالحسین' مولانا محمد صالح' مولانا نصیر اللہ لاری اور ملا صادق اردستانی شامل ہیں۔ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور عارف کامل تھے آپ کے خطابات میں سلطان المحققین' افضل الحکماء الراسخین المولی' الاعظم والبحرالاعلم' مظہر العارف و الحقائق' مکمل علوم السوالف واللواحق' محی الحکمۃ ابوالفضائل مولانا محمد صادق اردستانی تھا۔ لیکن تمام حضرات کا سن ولادت ووفات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے یہ یقین نہیں ہے کہ یہ علماء و عرفاء علامہ مجلسی کے ہمعصر تھے۔ لیکن درج ذیل علماء کے متعلق میں پوری تحقیق و ذمہ داری کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ یہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے ہمعصر تھے اور اپنے دور کی یگانہ روزگار شخصیتیں اور عالم و عارف تھے اور جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ اس سلسلے میں ہمارے پاس دیگر کتابوں کے علاوہ جو ماخذ و منبع دستیاب ہے وہ وقائع السنین میر عبدالحسین خاتون آبادی و تاریخ حزیں شیخ محمد علی حزیں لاھیجی ہے۔

ملا محمد باقر سبزواری

ملا محمد باقر سبزواری خراسانی کا شمار بزرگ فقہا میں ہوتا ہے آپ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے ہمعصر ہیں۔ وہ اپنی کتاب ذخیرۃ المعاد در شرح ارشاد العباد علامہ حلی و دیگر کتابوں کفایہ کہ فقہ میں استدلالی حیثیت رکھتی ہے میں تحریر کرتے ہیں کہ محقق سبزواری بہت مشہور ہیں۔
میر عبدالحسین خاتون آبادی مولف وقائع السنین کہ معاصر علامہ مجلسی تھے اور آپ کا شمار اصفہان کے

ناياز علماء میں ہوتا ہے اپنی کتاب میں نقل فرماتے ہیں کہ وہ علامہ مجلسی کے علاوہ تہہ دل سے اس مرد بزرگ کے شاگرد تھے اور ان سے بہت کچھ استفادہ کیا ہے ان کے متعلق اپنی کتاب مزبور ضمن حوادث سال ۱۰۹۰ھ تحریر کرتے ہیں کہ "استاد و استنادی و من ھوا شفق لی من والدی المحقق المدقق الفریں لفاضل' ذی الاعراق الطیب واخلاق الذاکیہ"

لایدرک الواصف المطری خصائصه   وان یکن   سابقافی کل ماوصفا

عنی آخوندی' مستغنی الالقاب مولانا و مقتدانا مولا محمد باقر السبزواری تغمده الله بغفرانه و برحمته و رضوانه وله تصانیف انیقه نفیسه فی العقلیات والنقلیات' در عشتم ربیع الاول سنه الف و تسعین ۱۰۹۰) در سالی کہ بیماری بسیار بود و جمع کثیر از هر طائفه فوت شدند" آپ کی تصنیف شرح ارشاد بہت مشہور ہے جو ۹۶ ہزار بیت پر مشتمل ہے (ہر بیت میں ایک سطر و پچاس حرف ہیں) کتاب حج فی الواقع کتاب عدیم المثال و بے نظیر ہے آپ نے ۱۰۲۵ھ میں یہ کتاب مکمل فرمائی اور فقہ کی مشہور کتاب کفایہ تحریر فرمائی۔ جو تیس ہزار بیت پر مشتمل کتاب ہے جو مسائل نافعہ ضروری مسائل حدود' تعزیرات' قصاص دیت اور مسائل میراث پر ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے شیخ ابو علی سینا کی کتاب قانون پر حاشیہ بھی تحریر فرمایا (قانون ابن سینا' طب و روان شناسی (علم النفس) دواسازی پر بہترین کتاب ہے واشیہ شبہ حزام' حاشیہ مقدمہ واجب و رسالہ جواب رسالہ خدام والا مقام علامہ العلماء آقائے حسین خوانساری تحریر فرمایا۔ علاوہ ازیں رسالہ نماز جمعہ عربی و فارسی زبان میں سفر مشہد کے دوران تحریر فرمایا۔

"دانشمند بزرگ حاج محمد اردبیلی" مولف جامع الرواۃ اس کتاب میں قابل فخر علمائے عصر کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ عالم بزرگوار بہت سے اوصاف کے مالک ہیں محمد باقر بن محمد مومن سبزواری امام علامہ' محقق' مدقق' نیک خو' پاک سرشت جلیل القدر اور عظیم الشان' بلند مقام' دانشمند فاضل' کامل' خیر خواہ اور علوم عقلی و نقلی میں حیرت انگیز استعداد رکھتے تھے اور یگانہ عصر و یکتائے زمانہ تھے۔ جنکے فضائل و مناقب میں بیان کرنے سے عاجز و قاصر ہوں۔

میر محمد صالح خاتون آبادی داماد علامہ مجلسی و شاگرد خاص حدائق المقربین میں ان الفاظ میں آپ کا تذکرہ فرماتے ہیں "مولانا محمد باقر سبزواری عظیم مجتہد و عالم دین ہیں اور تمام علوم فقہ و اصول و منطق و حکمت میں مکمل آگاہی رکھتے تھے اور انکی کتاب شرح ارشاد ایک بہترین و نفع بخش کتاب ہے آپ ۱۰۹۰ھ میں اپنے مالک حقیقی سے جاملے اور آپ کا جنازہ مشہد معلی لے جایا گیا آپ کی تاریخ وفات کا مصرعہ یہ ہے   مں شد شریعت بی سروا ثار از پا اجتہاد۔

نامور فقیہ شیخ اسد اللہ دیزفولی کاظمی متوفی ۱۲۳۰ اپنی کتاب مقابس الانوار میں تحریر فرماتے ہیں "شیخ فاضل علامہ محقق مدقق فہامہ 'عمدۃ الفضلاء والمحدثین' زبدۃ الحکماء والمتکلمین مؤید مسرید عواطف فیض باری ملا محمد باقر بن محمد مومن خراسانی سبزواری صاحب ذخیرہ و کفایہ وغیرہ ملا محمد تقی مجلسی روایت کرتے ہیں کہ وہ انکے شاگرد فاضل محقق تھے۔

محدث قمی تحریر فرماتے ہیں۔ فاضل محقق حکیم متکلم فقیہ محدث جلیل القدر عالم نقاد صاحب ذخیرۃ المعاد فی شرح الارشاد کہ جو علم کی خبر دیتی ہے اور کفایہ فقہ میں اور مفاتیح النجات دعوات میں بڑی کتابیں ہیں جو میں نے استاد بزرگوار محدث نوری کے کتب خانے میں دیکھی ہیں اور آداب خورد و نوش اور آداب نماز جمعہ کے بارے میں عربی و فارسی زبان میں رسالے موجود ہیں۔

آقای حسین خونساری

یہ بزرگ دانشمند و فیلسوف و متکلم و فقیہ عظیم الشان تمام علوم عقلی و نقلی میں کامل دسترس رکھتے اور ان تمام مروجہ علوم کے استاد تھے اور آپ کے بلند پایہ علمی آثار آپکے تبحر علمی پر دلیل ہیں آپ کے شاگرد میرزا عبد اللہ اصفہانی "ریاض العلماء" کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ آقائے حسین خونساری کے شاگرد اور استاد محترم علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے شاگرد تھے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ عظیم فیلسوف و فقیہ عہد صفوی کے وسط کے ہیں آپ حاج محمد اردبیلی کے ہمعصر تھے آپ نے اپنی آخری عمر میں آپ سے اصفہان میں شرف نیاز حاصل کیا آپ ان چند علمائے اصفہان میں سے ایک تھے جن کا ذکر جامع الرواۃ میں محمد اردبیلی نے کیا ہے فرماتے ہیں کہ حسین بن جمال الدین محمد (فرزند آقا حسین نیز اپنے جد کے نام پر جمال الدین محمد معروف بہ آقا جمال خونساری ہے) بن حسین خوانساری معروف بہ آقا یگانہ روزگار و یکتای زمانہ تھے آپ پیشوائے محققین و سلطان حکما اور ریاست علم و فضلیت کے تاجدار اور بلند اور اصابت رائے اور آپکی عدالت مشہور تھی آپ فقراء و مساکین کے لئے پناہ گاہ تھے اور حاجت مندوں کی ضرورت کو پورا فرماتے تھے۔ آپ ذی قعدہ کے مہینے میں ۱۰۱۶ھ میں پیدا ہوئے اور یکم رجب ۱۰۹۸ کو وفات پائی آپ نے شرح دروس' ترجمہ قرآن کریم' ترجمہ صحیفہ سجادیہ وغیرہ فرمایا' سید علی بن میرزا احمد (سید علی خان شیرازی) نے سلافۃ العصر فی محاسن اعیان العصر میں آپکی مدح و ستائش فرمائی ہے آپ کے دونوں بیٹے عالم و بزرگ تھے ایک کا نام سرور اعظم جمال الدین محمد اور دوسرے کا آقا رضی الدین محمد ہے۔

میر عبدالحسین خاتون آبادی

میر عبدالحسین خاتون آبادی علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے ہمعصر تھے اور آپ کا شمار ایران کے معروف علماء و دانشمندوں میں ہوتا ہے آپ کی شہرہ آفاق کتاب "وقائع السنین" ہے آپ ۱۰۳۹ھ میں اصفہان میں پیدا ہوئے اور یہیں تعلیم پائی آپ کے اساتذہ میں ملا محمد تقی مجلسی' ملا محمد باقر سبزواری میرزا رفیع نائینی' آخوند ملا حسین بروجردی' ملا عبداللہ تونی وغیرہ تھے آپ کا سن وفات ۱۱۰۵ھ ہے۔ آپ فضل و کمالات کے حامل فاضل عالم تھے۔ آپ نے ۱۰۵۹ھ میں من لا یحضرہ الفقیہ کے مقابل میں شاہ عباس ثانی کے زمانے میں وقائع السنین کا آغاز کیا یہ کتاب انساب کی عظیم ترین کتاب ہے علاوہ ازیں آپ نے قصیدہ راہ شاطبی مشہور بہ (عقلیہ) کی شرح فرمائی ہے (آپ کی دیگر تصانیف کے بارے میں ناچیز کو علم نہیں)

سید ھاشم بحرانی

سید ھاشم بن سلیمان حسینی بحرانی توبلی' فاضل دانشمند' ماہر محقق فقیہ' عارف باللہ اور مفسر محدث' صالح و پرہیزگار' عابد و زاہد عالم تھے۔ آپ کی بے شمار تصنیفات ہیں۔ فضائل علی و آئمہ' کتاب ترتیب تہذیب الحدیث شیخ طوسی' شرح ترتیب و تہذیب معالم الزلفی فی معارف النشاہ الاولی والاخری' البتہجات ابرھان در تفسیر قرآن' کتاب الھادی و مصباح النادی' اللوامع النورانیہ الھدایتہ القرآنیہ الی الولایتہ الامامیہ' مدینتہ المعاجز الائمتہ الاثنی عشر' بہجتہ النظر فی اثبات الوصایتہ والامامتہ الائمتہ الاثنی عشر' تبصرۃ الولی فیمن رائی القائم المھدی فی زمن ابیہ علیہ السلام' تحفتہ البہیتہ فی اثبات الوصیتہ لعلی علیہ السلام' مصباح الانوار فی بیان معجزات النبی المختار' کتاب الدر النضید فی فضائل الامام الشھید' کتاب الطاعن البکریہ والمثالب العمریہ من طریق العثمانیہ' روضتہ العارفین و نزھتہ الراغبین' کتاب غایتہ المرام و حجتہ الخصام فی تعیین الامام من طریق الخاص والعام' ایضاح المسترشدین الراجعین الی ولایتہ علی ابن ابی طالب امیرالمومنین' الرسالتہ الموسومتہ بالتحیتہ والدرۃ الثمینہ' فضل الشیعہ نزھتہ الابرار منار الافکار فی خلق الجنتہ والنار' نھایتہ الاکمال فیما بہ یقبل الاعمال وغیرھم ان سید بزرگوار نے تقریباً ۷۵ کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ سید ھاشم عرب و عجم کے یگانہ عصر علماء میں سے تھے آپ نے ۱۱۰۹ھ میں

رحلت فرمائی۔ آپ کے فرزندان میں سید محسن، سید عیسیٰ، سید محمد جواد، سید علی سب کے سب عالم دین تھے آپ کے فرزندان بھی صاحب تصنیفات و تالیفات تھے۔

شیخ جعفر قاضی

شیخ جعفر قاضی علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے معاصرین میں تھے اور آپ کا قیام بھی اصفہان میں تھا آپ کا شمار فرقہ امامیہ کے قابل فخر علماء و فقہا میں ہوتا ہے۔ آپ علامہ مجلسی اول، ملا محمد باقر سبزواری صاحب ذخیرہ و کفایہ اور آقا حسین خونساری کے شاگرد تھے اور آپ کے پاس متعدد مشائخ کے اجازات تھے آپ کے ہمعصر میر عبدالحسین خاتون آبادی تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۰۹۸ میں جب علامہ مجلسی شاہ سلیمان صفوی کی درخواست پر منصب شیخ الاسلام اصفہان پر فائز ہوئے۔

آقائی رضی قزوینی

آقای رضی قزوینی شیخ حرعاملی شیخ الاسلام مشہد اور صاحب وسائل الشیعہ تحریر فرماتے ہیں کہ مولانائے بزرگ رضی الدین محمد بن حسن قزوینی فاضل دانشمند، محقق، مدقق ماہر معاصر متکلم اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں آپکی زبان لطیف اور تحریر سادہ ہے، رسالہ القبلہ، رسالہ شیر و شکر رسالہ التقاویہ، رسالہ النجوم اور تاریخ علمائے قزوین بنام ضیافۃ الاخوان و ھدیۃ الخلان، حل العبار، رسالہ نوروزیہ و کتاب المسائل الغیر المنصوصۃ وغیرہ آپکی قابل ذکر تصانیف ہیں میرزا عبداللہ اصفہانی تحریر فرماتے ہیں کہ وہ شاعری کے ماہر اور صاحب دیوان شاعر تھے اور ۱۰۹۶ میں رحلت فرمائی۔ لسان الخواص نامی کتاب کی شرح خاص اور تحقیق مسائل کے متعلق ہے اسکو بحساب حروف ابجد تحریر فرمایا باب الف تک آپ نے تمام کی۔ کتاب شیر و شکر جو چند ابواب پر مشتمل ہے اور اسکی ہر فصل میں چالیس مسئلے ہیں یہ کتاب بھی صرف فصل اول تک تمام ہو سکی یہ کتاب فوائد متفرقہ و حل معضلات مشکل و پیچیدہ علوم کی اقسام و عبارات پر مشتمل ہے یہ کتاب فارسی اور عربی زبان میں موجود ہے۔

دانشمند و محقق بزرگ عالم آقا سید محمد باقر خونساری اصفہانی اپنی نفیس و مشہور کتاب روضات الجنات بہ عنوان شیخ محدث متین و محقق امین محمد بن حسن قزوینی مشہور بہ آقا رضی الدین شیخ حرعاملی کے کلمات نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں جو امل الامل کے حواشی میں ہے کہ صاحب محافل المومنین کہتے ہیں

آقا رضی قزوینی رحمہ اللہ علم حدیث وفقہ میں مرحوم خلیل قزوینی کے تلامذہ میں سے تھے اور دوسرے علماء کی طرح حدیث فہمی بھی رکھتے تھے۔ آپکی تاریخ وفات ۱۰۹۶ھ ہے۔
اسکے بعد مولف روضات کہتے ہیں محدث نیشاپوری (میرزا محمد بن عبد النبی نیشاپوری) نے اپنی کتاب کے رجال کبیر کے مقدمہ میں انہیں افضل المحققین کے نام سے یاد کرتے ہیں۔
محدث قمی فوائد رضویہ سے نقل کرتے کہ صاحب امل و روضات تحریر فرماتے ہیں کہ فقیر ۱۳۳۲(ھ ق) بلدہ طیبہ قم پہ ارض اقدس (رضوی) مشرف ہوا اور رشت کے راستے سے قزوین وارد ہوا اور سید سند جلیل عالم معتمد نبیل جناب حاجی سید محمد دام تائیدہ (ابن عالم بزرگوار کہ جو شاگردان آیت اللہ آخوند خراسانی و آیت اللہ آقائے سید کاظم یزدی میں سے تھے) کی عظیم الشان کی سیر کی اور یہی کتاب ضیافۃ الاخوان کی زیارت کی۔ بہرحال ہر صورت میں آقائے رضی قزوینی علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے ہمعصر علماء میں سے تھے اگرچہ آپ کبھی اصفہان تشریف نہ لائے تھے اور نہ ہی اصفہان میں تعلیم حاصل کی تھی۔

میرزا علاء الدین گلستانہ

میرزا علاء الدین گلستانہ اصفہان کے نامور دانشوروں میں سے تھے اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے ہمعصر تھے۔ محدث قمی تحریر فرماتے ہیں محمد بن ابی تراب الحسینی سادات گلستانہ میں علاء الدین گلستانہ کے نام سے مشہور تھے سید جلیل القدر عظیم الشان عابد و زاہد، جامع جمیع خصال حسنہ علوم عقلیہ ونقلیہ کے عالم اور علامہ مجلسی کے بیوی کے بھائی تھے۔ آپ کی عظیم الشان تصنیفات مثلاً حدائق الحقائق در شرح نہج البلاغہ، بہجتہ الحدائق، شرح نہج البلاغہ و شرح حدائق کافی طویل ہے آپ کی دیگر تصنیفات میں روضۃ الشہداء، نہج الیقین، شرح احوازیہ صادقیہ، شرح اسماء الحسنٰی وغیرہ آپ کے ہمعصر میر عبدالحسین خاتون آبادی تحریر فرماتے ہیں کہ سن وفات سید سند فاضل زاہد جامع کمالات دینی ودنیوی میرزا علاء الدین محمد پسر شاہ ابو تراب گلستانہ صاحب شرح نہج البلاغہ ۲۷ شوال (۱۱۰۰) تحریر فرمایا ہے اور انہیں میرزا نے تحریر کیا ہے، علاوہ ازیں میرزا علاء الدین گلستانہ کو شاگردان علامہ مجلسی میں شمار کیا ہے۔

شیخ حر عاملی

شیخ محمد بن حر عاملی اپنی گرانقدر تالیفات و تصنیفات کے حوالے سے اپنے تبحر علمی اپنے زہد و تقویٰ اور اپنے علم و حلم کے حوالے سے دنیائے شیعت کے مقتدر علماء میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ کی عظیم و شہرہ آفاق کتاب وسائل الشیعہ (۳۰ جلدوں پر مشتمل ہے) شیعوں کی معتبر و معروف کتاب ہے شیخ حر عاملی اپنی کتاب "امل الامل" میں خود اپنے متعلق بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں محمد بن حسن بن علی بن محمد بن حر عاملی مشغری مولف کتاب هذا ماہ رجب المرجب کی ۸ تاریخ ۱۰۳۳ میں قصبہ مشغرہ میں پیدا ہوا والد ماجد کا نام شیخ محمد حر تھا۔ چالیس سال اپنے وطن (جبل عامل جنوبی لبنان) میں زندگی گذاری اور اس مدت میں دو بار حج کی سعادت حاصل کی اور زیارات عتبات عالیہ کے لئے عراق گیا۔ آئمہ اطہار علیہم السلام کی زیارات کا شرف حاصل کیا۔ اسکے بعد حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کے لئے طوس گیا اور پھر یہیں اقامت پذیر ہو گیا اور ۲۴ سال قیام کیا اور اس مدت میں دو بار حج کے لئے اور دو بار زیارات کے لئے عراق گیا اور یہیں بہت ساری کتابیں تصنیف کیں کتاب الجواھر السنیہ فی الاحادیث القدسیہ الصحیفہ الثانیہ (دعائے امام زین العابدین علیہ السلام) یہ دعائیں صحیفہ سجادیہ میں موجود نہیں۔ تفصیل وسائل الشیعہ الیٰ تحصیل مسائل الشریعہ (جو احادیث و احکام شریعت پر مشتمل ہے) ھدایۃ الامہ الیٰ احکام الائمہ علیہم السلام فوائد الطوسیہ' اثبات الھداۃ بالنصوص والمعجزات' کشف التعمیۃ فی احکام التسمیہ ورسالہ الجمعہ نزھۃ الاسماع فی حکم الاجماع۔ رسالہ تواتر القرآن ورسالہ الرجال' رسالہ احوال صحابہ' رسالہ در تنزیہ معصوم از سہو ونسیان' کتاب الفصول المھمۃ فی اصول الائمہ علیہم السلام' کتاب العربیۃ والعلویۃ واللغۃ المرویہ واجازات متعدد از معاصرین علاوہ ازیں آپ کا شعری مجموعہ جو بیس ہزار بیت پر مشتمل ہے اور بیشتر حضرت پیغمبر و آئمہ علیہم السلام کی مدح میں ہے۔ صاحب روضات تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار شیخ حر عاملی شاہ سلیمان صفوی کی محفل میں تشریف لے گئے اور قبل اسکے شاہ سے انکا تعارف کرایا جاتا آپ شاہ سلیمان صفوی کے قریب رکھی ہوئی نشست پر جا کر مسند نشین ہو گئے شاہ آپکی اس جرات و جسارت پر حیران رہ گیا اور متوجہ ہوا اور شیخ حر عاملی سے کہا جناب شیخ! فرق بین حر و خر چقدر فاصلہ است؟ (جناب شیخ! حر اور خر کے درمیان کتنا فاصلہ ہے) شیخ حر ہم کہ متوجہ جسارت شاہ شدہ بود فوراً گفت یک مسند!! (شیخ شاہ کی جسارت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ایک مسند کا!! اللہ اکبر اب ایسے عالم کہاں آپ مشہد مقدس میں صحن حضرت امام رضا میں دفن ہیں۔ آپ کا سن وفات ۱۰۹۲ھ ہے آپ کا روضہ زائرین کے لئے زیارت گاہ ہے۔

شیخ فاضل عالم جامع علوم و فنون شیخ جعفر بھی بروز پنجشنبہ چہاردھم نوروز ۱۰۹۸ شاہ سلیمان کی درخواست پر قاضی اصفہان مقرر ہوئے۔ شیخ محمد علی حزیں لاھیجی' حاج محمد اردبیلی مولف جامع الرواۃ تحریر فرماتے ہیں آپ جامع علوم و فنون آپ نے بحیثیت قاضی اصفہان انصاف کی بالادستی قائم کی اور ملکی قانونی اور معاشرتی امور میں حکومت کو مفید مشورے دیئے۔ آپ ایک عظیم دانشمند' تفسیر' فقہ' اصول اور علم کلام کے ماہر جامع کمال انسان تھے۔ صائب الرائے صاحب النظر' حاضر جواب تھے۔

آقائی جمال الدین خونساری

آپ اصفہان کے بزرگ علماء اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے معاصرین میں سے ایک تھے اور فرزند ارشد فقیہ حکیم نامور آقا حسین محقق خونساری ہیں حقیقت یہ ہے کہ باپ اور بیٹے دونوں علوم و فنون معقول و منقول کے استاد تھے اور گرانقدر آثار چھوڑے ہیں۔ دانشمند بزرگ اور آپ کے ہمعصر شیخ حر عاملی متوفی ۱۱۰۴ تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی جمال الدین بن حسین بن جمال الدین محمد خونساری دانشمند' فاضل' حکیم' محقق اور مدقق تھے۔ حاج محمد اردبیلی جامع الرواۃ میں تحریر کرتے ہیں کہ "جمال الدین محمد بن حسین بن جمال الدین بن حسین خونساری دانشمند جلیل القدر' استاد فقہ و اصول و کلام و حکمت تھے آپ کی بہت سی تالیفات ہیں ان میں شرح مفتاح الفلاح حاشیہ بر حاشیہ ملا میرزا جان (باغنوی شیرازی) بہ مختصر الاصول (ابن حاجب) اور حواشی بر تھذیب و شرح شرائع' شفا' شرح اشارات وغیرہ ہیں خدا آپ کے سایہ کو قائم رکھے اور بلند کرے مولف ریاض العلماء' فقیہ بزرگ شیخ اسد اللہ دیزفولی کاظمی وغیرہم تحریر فرماتے ہیں کہ آقا جمال رحمتہ اللہ علیہ بہت شوخ طبع و ظریف و باتمکین تھے اور انتہائی خوش شکل و خوش فکر و بلند نظر و عالی مقام تھے آپ نے ۲۶ رمضان ۱۱۲۵ھ کو وفات پائی آپ کا مزار شریف تخت فولاد میں اپنے والد کے قریب ہے جسے شاہ سلیمان صفوی نے تیار کرایا تھا (فوائد الرضویہ جلد اول صفحہ ۸۳)

شیخ محمد حسن اصفہانی المعروف بہ فاضل ھندی

یہ فقیہ اصولی نابغہ روزگار دانشمند علامہ مجلسی کے ہمعصر تھے ہر چند کہ آپ علامہ مجلسی کی رحلت کے ۲۷ سال بعد فوت ہوئے۔ آپ کے والد علمائے اصفہان میں سے تھے آپ نے اپنے فرزند محمد حسن کے

ساتھ کافی مدت ہند میں بسر کی اور کافی مدت کے بعد ہند سے دوبارہ اصفہان آئے اور فاضل ھندی کے نام سے شہرت پائی آپ کے والد کا لقب تاج یا تاجا اور آپ کا بہاء الدین تھا۔ میرزا عبداللہ اصفہانی، آقای سید محمد باقر خونساری تحریر فرماتے ہیں کہ بہاء الدین محمد بن تاج الدین حسن بن محمد اصفہانی ملقب بہ فاضل ہندی عہد صفوی کے فاضل علماء زمانہ میں سے تھے اور علوم رسمی، فنون و اصول دینی میں اپنے عہد کے علماء میں برتری رکھتے تھے۔ ۱۰۶۲ میں بچپن میں ہندوستان تشریف لے گئے اور وہاں پرورش پائی اور وہیں سے منسوب ہوئے وہاں آپ نے دیگر فرقوں کے علماء سے امامت کے موضوع پر مناظرے بھی کئے آپ نے دس سال کی عمر میں علم ادب اور اصول کی کتاب تحریر فرمائی۔ آپ کی اہم اور ضخیم کتابوں میں کشف اللثام عن قواعد الاحکام و شرح قواعد علامہ علی اعلی اللہ مقامہ تحریر فرمائی، اسکے بعد کتاب نکاح کا آغاز کیا، پھر کتاب جہاد تحریر فرمائی دیگر تالیفات میں المناہج السویہ در شرح الروضۃ البہیہ فی شرح اللمعۃ الدمشقیہ ہے۔

شیخ سلیمان بحرانی

شیخ سلیمان بحرانی کا شمار بارھویں صدی کے عظیم دانشوروں میں ہوتا ہے۔ شیخ عبداللہ بن حاج صالح سماھیجی بحرانی کہتے ہیں کہ یہ شیخ (سلیمان بحرانی) حافظے میں سوالوں کے جواب دینے میں مناظرہ اور طلاقت لسانی میں عجوبہ روزگار تھے اور میں نے ان جیسا شخص نہیں دیکھا آپ تحریر و تقریر دونوں میں ملکہ رکھتے تھے اور زبردست خطیب و شاعر تھے۔ میں نے ان سے علم حدیث سیکھا خداوند عالم نے ان کی نیکی کو دیکھتے ہوئے پچاس سال کی عمر میں ۱۷ رجب ۱۱۲۱ کو اپنے پاس بلالیا اور دونج نامی قریہ میں مقبرہ شیخ میثم معلی جد علامہ شیخ میثم بحرانی میں مدفون ہوئے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ والد ماجد تحریر فرماتے ہیں کہ نیمہ ماہ رمضان ۱۰۷۵ میں پیدا ہوا۔ سات سال اور چند ماہ میں قرآن مجید حفظ کیا اور میں دس سال کا تھا کہ کسب علم کا آغاز کیا اور یہ سلسلہ ابھی تک ۱۰۹۹ تک جاری ہے اور میں مشغول تحصیل علم ہوں۔ شیخ سلیمان ایک توانا شاعر تھے آپ کے شعری مجموعہ کے علاوہ "ازھار الریاض" جو مراثی حضرت امام حسین پر مشتمل ہے۔ اربعین الحدیث در امامت خاص مشہور ہے یہ آپ کی بہترین کتابوں میں سے ایک ہے "کتاب الفوائد المدینہ "کتاب العشرہ الکاملہ جو مسائل اصول فقہ پر مشتمل ہے "کتاب الشفاء در حکمت نظری، رسالہ در صلواۃ" رسالہ در مناسک حج رسالہ اقامہ الدلیل در نصرت حسن بن ابی عقیل عمانی، رسالہ وجوب عینی نماز جمعہ جو بعض معترض علماء کا جواب ہے "کتاب المعراج در شرح فہرست شیخ

سی' رسالہ محمدیہ' رسالہ تحریم الارتماس در صوم' رسالتہ نجاستہ ابوال الدواب ا لثلاث' رسالہ فی ق الکتاب' رسالتہ فی نیتہ المومن خیر من عملہ و رسالتہ فی تسامح الاصحاب فی ادلتہ السنن' رسالہ ب الندی فی مسئلہ البداء رسالتہ استقلال الاب بالولایتہ علی البکر البالغ الرشید فی التزویج و سالتہ الصومیتہ' شرح باب حادی عشر' رسالہ (نحو) رسالہ در مقدمہ واجب' رسالتہ آداب البحث' سالہ در علم مناظرہ' رسالہ ایقاظ الغافلین' رسالہ فصل الخطاب فی کفر اہل الکتاب و انساب کتاب ھدایتہ القاصرین الی عقائد الدین' شرح مفتاح الفلاح شیخ بہائی کتاب شرح اثناء عشر شیخ بہائی' السلافتہ لبہیتہ فی ترجمہ المیثہ' شرح حال شیخ میثم بحرانی وغیرھم

شیخ ابو طالب لاھیجی

آپ کے پدر گرامی شیخ محمد علی حزیں لاھیجی ہیں۔ شیخ ابو طالب علامہ مجلسی کے ہمعصر تھے اور آپ کا تعلق بھی اصفہان سے ہے۔ آپ کے اساتذہ میں دیگر علماء کے علاوہ آقا حسین محقق خونساری شیخ محمد باقر بن محمد تقی لاھیجی ہیں۔ آپ کے محاسن صفات' اخلاق کاملہ' علوئے ہمت' فطرت و قوت ایمان و کمال فضل و دانش تعارف سے بے نیاز ہے۔

شیخ محمد علی حزیں

شیخ محمد علی حزیں علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے ہمعصر تھے حزیں ۱۱۳۵ھ میں بیماری رنجوری کی وجہ سے صفہان سے خونسار تشریف لے گئے اور وہاں سے خرم آباد تشریف لے گئے اور یہاں زندگی بسر کی۔ خرم آباد کے مومنین' علماء صلحاء اور اتقیاء کی صحبت کی وجہ سے وہ خرم آباد کے ہی ہو کر رہ گئے قدوہ سادات عظام امیر سید علی موسوی رحمہ اللہ اور انکے بھائی امیر سید حسین آپ خلف سید الافاضل میر عزیز اللہ جزائری نے ساٹھ سال اس شہر میں بسر کئے آپ نے اکثر علوم و فنون میں ان علماء سے فیض حاصل کیا۔

حزیں شیخ محمد علی بن ابی طالب بن عبداللہ بن علی بن عطاء اللہ زاھدی گیلانی لاھیجانی اصفہانی معروف بہ شیخ۔ محمد۔۔۔۔ علی حزیں کا اکابر متاخرین علماء شیعہ میں شمار ہوتا ہے نہ صرف اکابر علماء بلکہ بزرگ شعراء میں بھی شمار کئے جاتے ہیں دولت صفویہ کے دور میں ۱۱۴۶ھ میں نادر شاہ کی وفات کے بعد ہندوستان

تشریف لے گئے ۱۱۸۱ھ ۷۷ سال کی عمر میں بنارس میں وفات پائی۔ آپ کی تصنیفات میں (۱) آداب الدعوۃ والاذکار (۲) آداب العزلۃ (۳) آداب المعاشرہ (۴) ابطال التناسخ (۵) ابطال الجبر وا لتفویض (۶) اثبات تجرید النفس (۷) اخبار ابی الطیب احمد متنبی (۸) اخبار خواجہ نصیر الدین طوسی (۹) اخبار صفی الدین حلی (۱۰) اخبار ہشام بن حکم (۱۱) الادعیۃ والادویہ (۱۲) الازل والابد والسرمد (۱۳) الاسنی فی تفسیر آیہ ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنیٰ (۱۴) اصول الاخلاق (۱۵) اصول علم التعبیر (۱۶) اصول المنطق (۱۷) الاطمانۃ فی الامامۃ (۱۸) اقسام المصدقین بالسعادۃ الاخرویہ (۱۹) الامامۃ (۲۰) الانساب (۲۱) انیس الفوائد فی حقیقۃ الاجتہاد (۲۲) بشارۃ النبوۃ در اثبات نبوت حضرت خاتم (ص) از انجیل و تورات و صحیفہ یوشع و کتاب اشعیا (۲۳) تاریخ احوال حزیں (۲۴) تجرید النفس (۲۵) تجوید القرآن (۲۶) التقلیۃ والتحلیۃ (۲۷) تذکرہ الشعراء المعاصر (۲۸) تذکرہ العاشقین (۲۹) تفسیر الاسمائے الحسنیٰ (۳۰) جام جم در بیان کائنات جو اور مو الید ثلاثہ وغیرھم۔ آپ کا ایک شعر ہے

ای دای بر اسیری کز یاد رفتہ باشد در دام ماندہ باشد صیاد رفتہ باشد

علامہ ملا میرزا شیروانی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ انکی تالیفات و حواشی بر شرح اشارات و متعلقات طبعی اور عطیہ خداوندی ہے۔ محقق خوانساری ملا محمد تقی مجلسی کے شاگرد تھے اور آپ سے اجازہ حاصل کیا تھا۔ آپ ایک صاحب طرز انشا پرداز تھے آپ ایک باشعور، نکتہ سنج، حاضر دماغ و حاضر جواب شخص تھے ۱۰۹۸ میں اصفہان میں وفات پائی اور بیابان بابا رکن الدین (تخت فولاد) میں آپ کی وصیت کے مطابق دفن کیا گیا۔ شاہ سلیمان صفوی نے آپ کے مزار پر شاندار گنبد تعمیر کرایا جو آج بھی زیارت گاہ ہے۔

ملا خلیل قزوینی

ملا خلیل بن غازی قزوینی ایک دانشمند اور علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے شاگرد تھے آپ نے اصفہان میں تعلیم حاصل کی یہ شہر علم پرور اور عالم پرور کی وجہ سے خاصا مشہور تھا۔ آپ شیخ حر عاملی کے معاصر تھے جو مشہد مقدس کے شیخ الاسلام تھے۔ آپ نے اپنی کتاب امل الامل ۱۰۹۷ میں تالیف کی یعنی ۸ سال میں ملا خلیل کی رحلت کے بعد ۱۰۸۹ میں اس لئے کہ یہ معاصر بزرگ اس طرح یاد فرماتے ہیں کہ عالم جلیل خلیل بن غازی قزوینی، دانشمند علامہ حکیم، متکلم، محقق مدقق، فقیہ، محدث ثقہ موثق، جامع فضائل و علوم و فنون کے ماہر تھے۔ آپ کی تصانیفات بشمول شرح کافی فارسی و عربی میں ہیں اور شرح عدہ (شیخ

ی) دراصول در رسالہ الجمعہ وحاشیہ مجمع البیان و رسالہ نجفیہ و رسالہ قتیہ و المجمل در نحو (مولف
ضات کہتے ہیں کہ مجھے گمان ہے کہ یہ کتاب خلیل بن احمد عروضی کی ہے اور نام میں مشابہت یا شک
لیکن در ترجمہ ملا محمد مہدی قزوینی کہتے ہیں کہ شیخ حر عاملی امل میں لکھتے ہیں کہ وہ شرح المجمل ملا قزوینی
) رموز التفاسیر الواقعہ فی الکافی والروضہ وغیرہ ہیں۔ مولف جامع الرواۃ جو ملا خلیل قزوینی کے
معصر تھے انہیں اس طرح یاد کرتے ہیں خلیل بن غازی قزوینی ملقب بہ برہان العلماء دانشمند بزرگ
مقام پر فائز تھے اور آپ کا مرتبہ علماء امامیہ کے نزدیک بہت زیادہ ہے۔ آپکی جلالت و عظمت شان و
بلندی اور آپکی عدالت و امانت مشہور ہے وہ علمائے اخباری میں سے تھے اور علوم عقلی و نقلی کے ماہر تھے
م اخبار کو شیخ الاسلام والمسلمین شیخ بہاء الدین عاملی قدس اللہ روحہ سے اخذ کیا اور چند کتابیں تحریر
کیں۔ میرزا عبداللہ تبریزی اصفہانی شاگرد علامہ مجلسی و دیگر ہمعصر لکھتے ہیں کہ مولانائے بزرگ
خلیل بن غاز' دانشمند فاضل خطیب 'اصولی' دقیق النظر' قوی الفکر اور اپنے عصر کے بزرگ دانشمند اور
ل ترین و قابل فخر فضلائے روزگار میں سے تھے آپ سلاطین و امراء و وزراء کے نزدیک قابل
حرام تھے خلیفہ سلطان کے زمانے میں ابھی آپ تیس سال کے بھی نہ تھے کہ آپ کو تولیت آستانہ
حضرت شاہ عبدالعظیم کا منصب عطا ہوا اور درس و تدریس کے فرائض تفویض کئے گئے۔ ملا خلیل کا شمار
ن علماء میں سے تھا کہ جو نماز جمعہ کو حرام سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ حضرت امام زمانہ کی غیبت میں یہ
ام ہے۔

علامہ مجلسی کے بارے میں علماء و دانشوروں کی آراء

حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقای خمینی رضوان اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کشف الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں
"علامہ مجلسی عالم بزرگ اور محدث ہیں انکی کتاب بحار الانوار تقریباً چار سو کتب و رسائل کا مجموعہ ہے
جو کہ درحقیقت ایک چھوٹا کتب خانہ ہے جسکا ایک نام بحار الانوار رکھدیا گیا ہے۔ اس کتاب کے
مصنف نے چونکہ بہت سی چھوٹی چھوٹی احادیث کی کتابیں پڑھی ہیں جو کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ
تلف ہو چکی ہیں ان تمام کتابوں کی درستگی و صحت کے بارے میں فیصلہ کرنا مشکل ہے لیکن انکی صحت و
درستگی کا ایک مجموعہ جس کا نام بحار الانوار ہے۔ اس کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ایک عملی کتاب لکھی جائے
یا دستورات اور قوانین اسلامی کو اس میں جمع کیا جائے تاکہ انکی تحقیق و چھان پھٹک کر کے غیر درست
کو درست سے جدا کریں۔ درحقیقت بحار الانوار ان تمام اقوال کا خزانہ ہے کہ جنکی پیشوایان اسلام

سے نسبت دی جاتی ہے ہو سکتا ہے کہ اس کتاب پر اعتراض ہو اور اسکے تمام مندرجات تحقیق کے معیار پر پورے نہیں اترتے ہوں خود صاحب بحار نے بھی اس کا دعویٰ نہیں کیا ہے لیکن ان باتوں کو بلاجواز و بلا دلیل رد بھی نہیں کیا جا سکتا جو ہمارے طریقہ تحقیق کے خلاف ہے۔ لازم ہے کہ اسکی روایات کے بارے میں مروجہ اصولوں اور علماء کی مقرر کردہ کسوٹی پر چھان پھٹک کی جائے"۔ (حوالہ بشکریہ روزنامہ رسالت ایران)

معروف عالم دین استاد جعفر سبحانی: علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے مذہب حقہ شیعہ کی ترویج اور ترقی میں بحار الانوار کے ذریعہ نئی روح پھونکی ہے اور چونکہ مذہب شیعہ سے دنیا کو زیادہ خطرہ اور سب سے زیادہ دشمنی ہے لہٰذا دشمن یہ چاہتے ہیں کہ انکی اجتماعی شخصیت کو خراب کر دے چونکہ علامہ نے مذہب شیعہ کی سب سے زیادہ خدمت کی ہے اس لئے علماء میں سے ان عالم کی سب سے زیادہ مخالفت کی جاتی ہے علامہ مجلسی کی تصانیف بحار الانوار اور مراۃ العقول جو کہ عربی میں ہے لیکن ان کے علاوہ عوام میں مقبول کتابیں فارسی زبان میں بھی تالیف کی ہیں اور شاید ہی کوئی ایسا گھر ہو جس میں یہ کتابیں نہ ہوں مثلاً حلیۃ المتقین، جلاء العیون، حیات القلوب وغیرہ۔ علامہ مجلسی پر ایک الزام یہ بھی ہے کہ وہ شاہوں سے قربت رکھتے تھے یہ ایک نازک مسئلہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خاقانیوں کا قرب خطرات سے پر تھا اور علامہ مجلسی کی ان سے نزدیکی دنیا کی خوشحالی اور شخصی منفعت و مقصد کے لئے نہ تھا چونکہ صفوی ایک ایسی طاقت تھے جنھوں نے شیعت کو ایران میں پہنچوایا اور پھیلا اور صفوی شیعت کو پھیلانے میں مزید کردار ادا کر سکتے تھے لہٰذا علامہ مجلسی نے ان کی قربت کو تشیع کے لئے بہتر سمجھا اور انہوں نے مکتب تشیع کی ترویج کے لئے صفویوں سے کام لیا۔

علماء اور دانشمندوں کے علامہ مجلسی کے بارے میں خیالات

علامہ مجلسی عالم اسلام کی وہ معروف و مقتدر شخصیت ہیں جنکی اعلمیت و دانشمندی و علم و حکمت کے معترفین میں ہر مکتبہ فکر کے لوگ شامل ہیں ہر طبقہ کے علماء اسلام و غیر مسلم نے علامہ مجلسی کی علمی عظمت کے بارے میں اپنے تاثرات بیان فرمائے ہیں۔ شیعہ علماء کے خیالات و آراء کو درج ذیل کتب میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے "لولوۃ البحرین (محدث بحرانی) (۲) جامع الرواۃ (مقدس اردبیلی) (۳) ریاض العلماء (آفندی) (۴) وسائل الشیعہ (شیخ حر عاملی) (۵) فوائد الرضویہ (محدث قمی) (۶) قصص العلماء (میرزا محمد تنکابنی) (۷) الفیض القدسی (محدث نوری) (۸) روضات الجنات (از خونساری) (۹) اعیان

شیعہ (سید محسن آمین عاملی) (۱۰) ریحانتہ الادب جلد ۶ (مدرس خیابانی) (۱۱) الذریعہ (آقائی بزرگ تہرانی) (۱۲) کارنامہ علامہ مجلسی (علی عطائی) (۱۳) زندگی نامہ علامہ مجلسی جلد اول (محمد علی انصاری قمی) (۱۴) مجلہ نور علم (۱۵) روزنامہ رسالت کا علامہ مجلسی نمبر ۱۳۱۰ھ

علامہ مجلسی کی کامیابی کے عوامل

) عنایت خاص خداوندی اور حضرت معصومین علیہم السلام سے وابستگی

) والدین کی طہارت اور پاکی

(۳) والد گرامی علامہ محمد تقی مجلسی علیہ الرحمہ کی نماز شب میں دعا

(۴) علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کا خلوص نیت اور زہد و تقویٰ

۵) علامہ کی دین کے قیام کے لئے سعی پیہم اور دین کے حصول کے لئے جدوجہد جستجو فداکاری اور استقامت

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی رحلت

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ ایک طویل عرصے دین کی خدمت سرانجام دینے اور تبلیغ و ترویج اور حضرات معصومین علیہم السلام کے حالات و سیرت کو زندہ کرنے کے بعد ۲۷ رمضان المبارک ۱۱۱۰ھ یا ۱۱۱۱ ہجری قمری کو ۷۳ سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ فرما گئے۔ آپکو جامع مسجد اصفہان میں دفن کیا گیا جو عقیدت مندوں کی زیارت گاہ بنی ہوئی ہے۔

علامہ مجلسی بعد از رحلت

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کا ایک عقیدت مند بحرین سے آپ کی زیارت کی غرض سے اصفہان کی طرف چلا جب وہ شہر میں داخل ہوا تو علامہ کی رحلت کی خبر سنی۔ بہت غمگین ہوا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک ایسی جگہ پر ہے کہ جہاں ایک بہت اونچا منبر رکھا ہوا ہے اس پر حضرت رسول خدا ؐ تشریف فرما ہیں ان کے کچھ نیچے حضرت علی بیٹھے ہوئے ہیں اور انبیاء کی ایک صف منبر کے سامنے کھڑی ہوئی ہے اور

کچھ اور صفیں بھی لگی ہوئی ہیں ان میں علامہ محمد باقر مجلسی بھی کھڑے ہوئے ہیں۔ اچانک رسول اکرم (ص) نے علامہ مجلسی سے فرمایا "آگے آجاؤ" علامہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آگے بڑھے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ علامہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے حقیر کی ادنیٰ گذارش ہے کہ آپ انبیاء علیہم السلام سے فرمائیں کہ یہ بھی بیٹھ جائیں تاکہ مجھے شرمندگی نہ ہو۔ پیغمبر اکرمؐ نے انبیاء سے فرمایا بیٹھ جایئے پھر تمام انبیاء خاتم النبین کے حکم پر آپ کے قریب بیٹھ گئے۔

علامہ مجلسی کی قبر کے توسل سے حاجات کا پورا ہونا

حجۃ الاسلام والمسلمین آقای محمد باقر ابطحی فرماتے ہیں کہ قم میں ایک روز ارادہ کیا کہ بحار الانوار کے منابع یعنی کتاب الامامۃ والتبصرہ اعلام الدین دیلمی کو تلاش کروں لیکن کوشش کے باوجود کہیں سے نہیں مل سکی آخرکار میں اصفہان میں علامہ مجلسی کی قبر پر حاضر ہوا اور سورہ تبارک اور الرحمن پڑھا اور مرحوم علامہ مجلسی کی روح کو ھدیہ کیا اور ان دونوں بزرگوں (علامہ محمد تقی مجلسی اور علامہ محمد باقر مجلسی) سے التجا کی کہ وہ خداوند عالم سے میری درخواست کی سفارش کریں کہ وہ کتاب مجھے مل جائے۔ دو گھنٹے کے بعد ایک عالم بزرگ کو دیکھا کہ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ میں کچھ دن پہلے خریداری کی غرض سے گھر سے نکلا اور ایک شخص سے ملا اس نے مجھ سے کہا کہ جناب ایک بستہ کتابوں کا بندھا ہوا میرے گھر میں ہے اس میں کچھ کتابیں اور قرآن ہیں میں ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں ضائع نہ ہو جائے مہربانی کرکے آپ میرے ساتھ آیئے اور وہ قرآن کے صفحات اور کتابیں لے لیجئے میں جلدی میں تھا لیکن چونکہ قرآن کا نام سنا اس لئے اس کے ساتھ چل پڑا اسکے گھر پہونچا اور جب اس بنڈل کو کھولا تو سب سے پہلی چیز جو ملی وہ وہی کتاب "الامامۃ التبصرہ" تھی جو علامہ مجلسی کے دست مبارک سے لکھی ہوئی تھی آقای ابطحی فرماتے ہیں کہ یہ دیکھ کر میں رو پڑا اور اپنی گذارش دوبارہ ان بزرگ کے سامنے بیان کیا۔

علامہ مجلسی کی قبر اقدس پر ضریح کی تنصیب

جمعرات ۳ صفر ۱۴۱۰ھ ق میں حضرت آیت اللہ العظمیٰ آقای مرعشی نجفی اعلیٰ اللہ مقامہ کے حکم پر آپ کے روضہ پر ضریح اقدس نصب کی گئی۔ جب لوگ ضریح نصب کر رہے تھے تو دیکھا کہ آپ کی قبر میں

ایک سوراخ ہے لوگوں نے اس سوراخ میں ٹارچ کی روشنی میں دیکھا تو بہت حیرانی ہوئی کہ تین سو سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود علامہ مجلسی کا کفن بالکل صحیح وسالم ہے اور کفن سے ایک پیر کی انگلی باہر نکلی ہوئی تھی وہ بھی بالکل ٹھیک تھی جب یہ خبر عوام الناس تک پہونچی تو لوگوں نے بڑی خوشی اور عقیدت کا اظہار کیا پروردگار عالم ان بزرگوار کی روح سے خوش ہے اور آسماں انکی لحد پر شبنم افشانی کرے اور دن رات رحمت حق کا نزول ہو اور ذات واجب ہمارے علماء کو بھی علامہ مجلسی کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور ہم سب کو بھی انکی بتائی ہوئی پر فیض راہ پر چلنے کی سعادت عطا فرمائے۔

maablib.org

اجازات علامہ مجلسی

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ جلد ۲۵ بحارالانوار میں خصوصیت سے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اسے جدید تقاضوں کے مطابق شائع کیا جاسکتا ہے۔ یعنی یہ اجازت اب جلد نمبر ۱۰۳' ۱۰۵' ۱۰۶ اور ۱۰۷ میں موجود ہے' بحارالانوار کی اب ۱۱۰ جلدیں ہیں ان میں معاصرین علماء و شاگرد شامل ہیں فاضل معاصر آقای سید محمد جزائری لکھتے ہیں کہ یہ اجازت علامہ مجلسی نے خود اپنے شاگردوں کو دی ہے جو تفصیل سے مستدرک بحار میں اور مجمع الاجازت شیخ باقر الفت اصفہانی فرزند آقای نجفی میں موجود ہے۔ آخر میں فاضل دانشمند آقای سید احمد حسینی اشکوری نے کتاب اجازات الحدیث میں مجموعی طور پر ۱۱۵ اجازہ کو کہ جو علامہ مجلسی نے اپنے شاگردوں کو تحریری طور پر دیئے ہیں موجود ہیں۔ یہ اجازات بحارالانوار قدیم کی چوتھی جلد میں موجود ہیں۔ ان میں چند ان علماء کے اسمائے گرامی درج ہیں جنہوں نے علامہ مجلسی کو جنہیں علامہ مجلسی نے اجازہ دیئے ہیں اور جنہوں نے دوسروں کو اجازہ دیئے ہیں۔

(۱) شیخ حسن بن حسین بن علی دورشتی برای شیخ مجد الدین ابو العلاء

(۲) اجازہ عمید الروساھبۃ اللہ بن حامد لغوی برای سید تاج الدین ابن معیہ استاد شہید اول

(۳) اجازہ معین الدین سالم بن بدران مصری معروف بہ معین الدین مصری برای خواجہ نصیرالدین طوسی

(۴) اجازہ شیخ جعفر بن محمد بن نما حلی برائے روایت کتاب استبصار شیخ طوسی

(۵) اجازہ فخرالدین محمد بن حسن پسر علامہ حلی برای سید ابو طالب بن محمد بن زہرہ حلی

(۶) اجازہ سید رضی الدین بن علی بن طاوس برائے شیخ یوسف بن حاتم شامی

(۷) اجازہ کبیرہ علامہ حلی برائے اولاد زہرہ حلی

(۸) اجازہ دیگر از علامہ حلی برائے تاج الدین محمود بن محمد رازی از مشائخ عظام

(۹) اجازہ علامہ حلی برائے قطب الدین رازی

(۱۰) اجازہ لطیفی شاگرد نجیب الدین یحیٰی بن سعید حلی

(۱۱) اجازہ سید محمد حسن برای سید محمد بن احمد

(۱۲) اجازہ دیگر برائے روایت کتاب اسرار العربیہ

(۱۳) اجازہ دیگر برائے روایت کتاب نہج البلاغہ

(۱۴) اجازہ دیگر برائے روایت کتاب مقامات حریریہ

(۱۵) اجازہ سید محمد بن قاسم بن حسین بن معیہ حسنی برائے سید شمس الدین قدس سرہ
(۱۶) اجازہ فخرالمحققین پسر علامہ حلی برائے شہید اول محمد بن کی
(۱۷) اجازہ حاج زین الدین علی بن حسین بن مظاہر شاگرد علامہ حلی
(۱۸) اجازہ فخرالمحققین برائے حاج زین الدین نامبردہ
(۱۹) اجازہ سید تاج الدین بن معیہ برائے شہید اول محمد بن کی
(۲۰) اجازہ شمس الائمہ کرمانی قرشی شافعی برائے شہید اول
(۲۱) اجازہ شہید اول برائے شیخ فقیہ علی بن حسن بن خازن معروف بہ ابن خازن حائری
(۲۲) اجازہ شہید اول برائے شمس الدین محمد بن علی بن بجدہ
(۲۳) اجازہ شیخ علی بن محمد بن عبدالحمید نیلی برائے شیخ احمد بن محمد بن فہد حلی
(۲۴) اجازہ شیخ علی بن علی بن محمد بن طیبی برائے محمد بن علی بن حسن جبعی
(۲۵) اجازہ ابن خازن حائری برائے احمد بن فہد حلی
(۲۶) اجازہ علی بن محمد بن یونس بیاضی برائے شیخ ناصر بن ابراہیم بویہی احسائی۔
(۲۷) اجازہ محمد بن ابی جمہور احسائی برائے سید محسن رضوی
(۲۸) اجازہ ابن ابی جمہور برائے شیخ ربیعہ بن جمعہ
(۲۹) اجازہ ابن ابی جمہور برائے شیخ محمد بن صالح
(۳۰) اجازہ شیخ محمد بن محمد بن خاتون عاملی برائے سید محسن بن سنان علوی مدنی
(۳۱) اجازہ شیخ علی بن ہلال جزائری برائے محقق ثانی
(۳۲) اجازہ شمس الدین محمد بن موذن جزینی برائے شیخ علی بن عبدالعالی میسی
(۳۳) اجازہ محمد بن احمد صیمری برائے علی بن عبدالعالی
(۳۴) اجازہ شیخ علامہ مروج المذہب امامیہ علی بن عبدالعالی کرکی محقق ثانی برائے علی بن عبدالعالی میسی اور فرزند شیخ ابراہیم
(۳۵) اجازہ محقق ثانی برائے شیخ حسین بن شیخ محمد بن حر عاملی
(۳۶) اجازہ محقق ثانی برائے بابا شیخ علی
(۳۷) اجازہ محقق ثانی برائے شیخ احمد بن ابی جامع عاملی
(۳۸) اجازہ محقق ثانی برائے مولی عبدالعلی بن احمد استر آبادی
(۳۹) اجازہ شیخ علی کرکی محقق ثانی برائے قاضی صفی الدین عیسیٰ

(۴۰) اجازہ محقق ثانی برائے شمس الدین محمد بن سید کمال الدین محسن رضوی مشہدی

(۴۱) اجازہ محقق ثانی برائے شیخ فاضل کامل درویش محمد اصفہانی

(۴۲) اجازہ شیخ ابراہیم بن سلیمان قطیفی برائے خلیفہ شاہ مسعود

(۴۳) اجازہ شیخ ابراہیم بن سلیمان نامبردہ برائے محمد بن ترکی

(۴۴) اجازہ شیخ ابراہیم قطیفی برائے شیخ منصور پدر شیخ محمد بن ترکی

(۴۵) اجازہ شیخ ابراہیم قطیفی برائے شیخ شمس الدین محمد استرآبادی

(۴۶) اجازہ محقق ثانی سوئی حسین شمس آبادی

(۴۷) اجازہ شیخ مدقق ابراہیم بن سلیمان قطیفی نامبردہ برائے سید جمال الدین بن نور اللہ حسینی شوستری

(۴۸) اجازہ سید صدر الدین بن غیاث الدین منصور حسینی شیرازی دشتکی برائے سید علی بن قاسم حسینی یزدی

(۴۹) اجازہ شیخ زین الدین علی بن عبد العالی ابن مفلح میسی برائے شیخ جعفر و شیخ سعید محقق شہید شیخ زین الدین

۵۰) اجازہ شہید ثانی برائے شیخ ابراہیم بن علی بن عبد العالی میسی

(۵۱) اجازہ شہید ثانی برائے شیخ حسین بن عبد الصمد عاملی پدر شیخ بہائی

(۵۲) اجازہ شہید ثانی برائے شیخ تاج الدین بن ھلال جزائری

(۵۳) اجازہ شہید ثانی برائے سید علی بن صائغ حسینی موسوی

(۵۴) اجازہ شہید ثانی برائے ملا محمود بن محمد لاھیجانی

۵۵) اجازہ شیخ محی الدین بن احمد بن تاج الدین میسی عاملی برائے ملا محمود لاھیجانی نامبردہ شاگرد شہید ثانی

(۵۶) اجازہ ملا محمود لاھیجانی برائے سید امیر صدر جہان

(۵۷) اجازہ سید حسن بن سید نور الدین حسینی سقفی برائے سید صدر جہان نامبردہ

(۵۸) اجازہ شیخ جعفر بن محمد عاملی برائے سید امیر علی

(۵۹) اجازہ شیخ ابراہیم بن شیخ علی بن عبد العالی میسی برائے فرزند شیخ عبد الکریم

۶۰) اجازہ ملا محمود لاھیجانی شاگرد شہید ثانی برائے سید عماد الدین علی بن سید ہاشم

(۶۱) اجازہ شیخ محمود بن محمد بن علی بن حمزہ لاھالی برائے سید امیر معین الدین محمد بن شاہ ابو تراب

(۶۲) اجازہ شیخ حسین بن عبد الصمد عاملی برائے دو فرزندان بزرگوار شیخ بہائی و شیخ عبد الصمد
(۶۳) اجازہ شیخ حسن بن شہید ثانی صاحب معالم برائے سید نجم الدین بن سید محمد حسین
(۶۴) اجازہ شیخ علی بن ہلال کرکی اصفہانی برائے محقق ملک محمد بن سلطان حسینی اصفہانی
(۶۵) اجازہ شیخ عبد العالی پسر محقق ثانی برائے میر محمد باقر داماد
(۶۶) اجازہ شیخ حسین بن عبد الصمد عاملی پدر شیخ بہائی برائے میر محمد باقر داماد
(۶۷) اجازہ شیخ احمد بن نعمت اللہ بن خاتون عاملی برائے ملا عبد اللہ بن حسین شوستری
(۶۸) اجازہ شیخ نعمت اللہ بن خاتون پدر شیخ احمد نامبردہ برائے ملا عبد اللہ شوستری
(۶۹) اجازہ شیخ محمد شافعی برائے شیخ بہاء الدین محمد و شیخ برہان الدین پسران شیخ عز الدین
(۷۰) اجازہ شیخ بزرگوار محمد بن احمد بن نعمت اللہ بن خاتون عاملی برائے سید علامہ ظہیر الدین میرزا ابراہیم بن حسین حسینی ہمدانی
(۷۱) اجازہ شیخ بہائی برائے صفی الدین محمد قمی
(۷۲) اجازہ شیخ بہائی برائے شیخ لطف اللہ عاملی اصفہانی اور اسکے فرزند شیخ جعفر
(۷۳) اجازہ شیخ بہائی برائے محمد شریف روید شتی معروف بہ شریفا
(۷۴) اجازہ شیخ بہائی برائے سید میر شرف الدین حسینی
(۷۵) اجازہ سید داماد برائے میر سید احمد عاملی
(۷۶) اجازہ دوم میر داماد برائے داماد نامبردہ
(۷۷) اجازہ شیخ بہائی میر سید احمد داماد
(۷۸) اجازہ شیخ نجیب الدین بن محمد بن مکی بن عیسیٰ عاملی برائے سید فخر الدین، حسین بن حیدر حسینی کرکی
(۷۹) اجازہ سید میر حیدر بن سید علاء الدین بن علی حسینی برائے میر سید حسین مجتہد بن سید حیدر حسینی کرکی
(۸۰) اجازہ شیخ ابو محمد بن عنایت اللہ مشہور بہ بایزید بسطامی ثانی معاصر شیخ بہائی برائے سید حسین بن حیدر کرکی
(۸۱) اجازہ ابن ابی جمہور احسائی برائے سید محسن رضوی
(۸۲) اجازہ شاگردان فاضل شیخ بہائی برائے جلال الدین میر مرتضیٰ تاج الدین
(۸۳) اجازہ میرزین العابدین بن میر نور الدین بن مراد علی حسینی برائے شیخ عبد الرزاق مازندرانی

(۸۴) اجازہ محقق علامہ سید ماجد بن ہاشم بحرانی برائے سید اجل امجد میر فضل اللہ دست غیب
(۸۵) اجازہ ملا عبداللہ شوستری برائے فرزند ملا حسن علی
(۸۶) اجازہ سلطان الحکماء قاضی معزالدین محمد برائے ملا حسن علی شوستری
(۸۷) اجازہ شیخ بہائی برائے ملا حسن علی شوستری
(۸۸) اجازہ سید نورالدین برادر صاحب مدارک برائے ملا محمد محسن بن محمد مومن
(۸۹) اجازہ نظام الدین احمد بن محمد معصوم برائے سید جمال الدین بن عبدالحسین
(۹۰) اجازہ میر شرف الدین شولستانی نجفی برائے علامہ محمد تقی مجلسی
(۹۱) اجازہ ملا حسن علی شوستری برائے پدر علامہ مجلسی محمد تقی مجلسی
(۹۲) اجازہ پدر علامہ مجلسی برائے میرزا ابراہیم بن ملا کاشف الدین محمد یزدی برادر میرزا قاضی
(۹۳) اجازہ پدر علامہ مجلسی برائے شاگرد بزرگ
(۹۴) اجازہ پدر علامہ مجلسی برائے ملا محمد صادق کرباسی اصفہانی ہمدانی
(۹۵) اجازہ علامہ مبرور آقا حسین خونساری برائے شاگرد میرزو الفقار
(۹۶) اجازہ محمد باقر خراسانی برائے ملا محمد شفیع استرآبادی
(۹۷) اجازہ روایات صحیفہ کاملہ سجادیہ از میر ماجد بن میر جمال الدین محمد حسین دشتکی برائے ملا محمد شفیع نامبردہ
(۹۸) اجازہ ملا ابوالقاسم گلپایگانی برائے ملا علی گلپایگانی

maablib.org

اقوال علامہ مجلسی علیہ الرحمہ

(۱) میں نے محمد و آل محمد علیہم السلام کے اقوال پر بحث و مباحثے کئے اور تحقیق کی اور انتہائی سعی و کاوش کے بعد اس نتیجے پر پہونچا کہ ان ذوات مقدسہ کے اقوال امت کے لئے کشتی نجات ہے اور اسکا سازو سامان سعادت و نیک بختی ہے۔

(۲) علم حقیقی دو چیزوں میں پایا جاتا ہے ایک کتاب خدا یعنی قرآن حکیم کہ جس میں باطل کا گذر اور شک کی گنجائش نہیں اور دوسرے اھلبیت رسالت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اقوال کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں (اھلبیت) کو خزانہ علم اور اپنی وحی کا ترجمان قرار دیا۔

(۳) میں نے چمنستان علوم آل محمد سے باغ و بوستان حاصل کئے جو پھولوں اور پھلوں سے بھرے ہوئے ہیں اور ہر پھل حکمت سے لبریز اور خوشبوؤں میں بسا ہوا ہے۔ جب بھی میں کسی حقیقت کی تہہ تک پہونچا تو اسکا سلسلہ اھلبیت کے گہربار اقوال سے ملا ہوا دیکھا۔

(۴) اھلبیت الطاھرین علیہم السلام سے وابستگی دین و دنیا دونوں میں فلاح و نجات کا سبب ہے

(۵) اگر اسلام کو سمجھنا ہے تو پورے انہماک و ادراک کے ساتھ قرآن کا مطالعہ کرنا چاہئے اور اگر قرآن کو سمجھنا ہے تو اھلبیت الطاھرین علیہم السلام کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرنا چاہئے کیونکہ نہ قرآن کے مطالعہ کے بغیر اسلام سمجھ میں آسکتا ہے اور نہ اھلبیت کے بغیر قرآن سمجھ میں آسکتا ہے۔

(۶) آل محمد کے اقوال انسان کو خدا سے قریب کرتے ہیں

(۷) آل محمد کی معرفت کے بغیر پیغمبر اسلام کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی اور پیغمبر اسلام کی معرفت کے بغیر اسلام کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی

(۸) آل محمد نجات کی کشتی ہیں جو اس کشتی پر سوار ہو گا وہ نجات پائے گا اور جو اس کشتی پر سوار نہیں ہو گا غرقابی اسکا مقدر ہو گی۔

علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی سوانح حیات کے چند گوشے تا حد بصیرت میں نے اس امید کے ساتھ پیش کر دیئے ہیں کہ اس ابتدائی کتاب کے بعد اسکالرز و محققین علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کے شایان شان سوانح حیات تحریر فرمائیں گے۔ علامہ مجلسی مکتب تشیع کے مجدد اور ان اکابر علماء میں سے ہیں جنہوں نے محمد و آل محمد علیہم السلام کے آثار کو زندہ کیا اور پوری زندگی فضائل آل محمد علیہم السلام کی جمع آوری میں بسر کی جس کے نتیجے میں بحار الانوار جیسی معرکۃ آلارا کتاب معرض وجود میں آئی۔ ہمارے علماء کرام ستائش کی تمنا سے بے نیاز تھے اور سروری کے طالب نہ تھے یہی وجہ ہے کہ ان کی سوانح حیات

کے مختلف گوشوں کو تلاش کرنا مشکل ہے' اور اس سلسلے میں وسیع پیمانے پر ابھی تک کوئی کام نہیں ہو ہے ویسے بھی ہمارے یہاں اس قسم کے ادارے نہ ہونے کے برابر ہیں جو کوئی علمی کام کر رہے ہیں اور اگر چند ادارے ہیں بھی تو ان کے پیش نظر تجارت و منفعت ہے جبکہ اقامت دین کا کام تجارتی بنیادوں پر نہیں تبلیغی بنیادوں پر ہوتا ہے۔ دوسرا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ذوق کی کمی اور معیاری کتابوں کی کمیابی کی وجہ سے کوئی بھی پبلشر ایسی کتاب شائع کرنا پسند نہیں کرتا جس میں کتابیں ہلاک ہو جانے کا خدشہ ہو۔ تیسرا سانحہ یہ ہے کہ ہمارے منبروں سے جو کچھ بیان ہو رہا ہے وہ حقیقی مدعا و مفہوم کے ساتھ اور مکمل ماخذ و مصادر کے ساتھ بیان نہیں کیا جاتا اور منبروں سے کوئی علمی اور ادبی موضوعات کے بجائے فرقوں کے پھیلانے کا ذریعہ بنا کر دولت و شہرت سمیٹنے کا رجحان زیادہ سے زیادہ ہوتا جا رہا ہے اور قوم کے تمام وسائل ان خطباء پر خرچ ہو رہے ہیں جو منبروں سے ہمیں ذہنی تعیش کے علاوہ کچھ نہیں دے رہے ہیں جبکہ ذکر اہلبیت ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے کا ذریعہ ہے توڑنے کا نہیں۔ ہمارے شعرا نے ماضی میں رثائی ادب کے حوالے سے دیگر ادیان و دیگر فرقوں کے لوگوں کو کربلا والوں کے عظیم کارناموں اور قربانیوں سے روشناس کرایا اور حرمت قلم اور تقدیس ادب کو باقی رکھا اور موضوعات کی ہمہ گیری و ہمہ رستی اس کے فنکارانہ خلوص اور اہلبیت سے عقیدت و ارادت کا نتیجہ ہے جسے ودیعت الٰہی کہنا چاہئے۔ ضاحک و ضمیر و دیگر دبیر غالب و میر نے اپنی شاعرانہ روایت کے ایک خاص رخ کے ساتھ اپنی گہری وابستگی کا اظہار کیا جسکی دو عظیم کڑیاں انیس اور جوش ہیں۔ جنکی شاعری کا ایک خاص مقصد اور ایک خاص لہجہ ہے اس لہجے میں دو واضح سطح ہیں جن میں سے ایک خصوصیت شاعری اور دوسری خصوصیت پیغام ہے یعنی شاعری کی وساطت و حوالے سے قوم کو ایک آفاقی پیغام دیا ہے اور پیغام صلح و امن و آشتی و محبت و خلوص کا پیغام ہے۔ جس میں جبر کے بجائے صبر اور ظلم کے بجائے مظلومیت کو عاجزانہ' مشفقانہ اور ملائمت و نرمی سے پیش کیا گیا ہے جس سے فکر و خیال اور ذکر و بیان سب میں صحیح قسم کا آہنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ حرف مدعا یہ تھا کہ ہم رثائی ادب کے حوالے سے کربلا اور کربلا والوں کو زندہ کریں اور اپنے اکابر علمائے کرام کی حیات طیبہ اور شاندار علمی کارناموں کو پیش بھی کریں اور ان سے اکتساب فیض بھی کریں اور ان کے علمی آثار سے کماحقہٗ فائدہ اٹھائیں لیکن جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے پاس کوئی ایسا ادارہ نہیں ہے جو ہمارے ان اکابرین علماء و شعرا کی زندگی اور ان کے علمی آثار پر مشتمل کتابیں شائع کرے۔ صد شکر کہ مکتبہ زید شہید کے نام سے چند خاصان خدا نے اخلاص و للٰہیت کی بنیاد پر ان علماء کرام کی سوانح حیات شائع کرنے کا عزم مصمم کر رکھا ہے اور سامان مالی فکر سے بے نیاز ہو کر

خواب سے تعبیر کے مرحلے میں آ پہونچے ہیں اور حضرت شہید ثالث' آیت اللہ العظمٰی آقائے خوئی شہید علمائے حق (شہید اول' شہید ثانی' شہید ثالث' شہید رابع) سوانح یعقوب کلینی اور سوانح شیخ صدوق شائع کرچکی ہے اور اسکے بعد سوانح علامہ مجلسی' سوانح سید شریف رضی' سوانح میر حامد حسین آل عبقات اور سوانح غفرانماب' پیش طباعت وزیر قلم ہے۔ ان کتابوں کو خالصتاً دینی' قومی' مذہبی تبلیغی اور انسانی بنیادوں پر شائع کیا گیا ہے۔ یہ کتابیں عامۃ المومنین میں بلاقیمت پیش کی جاتی ہیں اور اسکے جملہ حقوق بھی محفوظ نہیں ہیں ہر مومن کو یہ اجازت ہے کہ وہ ادارہ سے اجازت لئے بغیر اسے شائع کرسکتا ہے اس قلمی جہاد کے اصل محرک جناب سید علی رضوی دام مجدہ ہیں جو خود بھی ایک علم دوست' دیندار' انسان مشرب اور قومی درد رکھنے والے انسان ہیں علاوہ ازیں اس کتب دیگر معاونین میں جناب ابرار نقوی مدظلہ' جناب ایس بی آر زیدی مدظلہ' جناب ثروت رضوی' جناب مدبر رضوی' جناب نیر ندیم' جناب کرنل اسلم' جناب کرنل اور علامہ سید ضمیر اختر نقوی مدظلہ کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں ان حضرات کی مساعی جمیلہ سے متعدد کتابیں منظرعام پر آچکی ہیں اور متعدد کتابیں بہت جلد منظرعام پر آجائیں گی۔ اس سلسلے میں ایک مشکل لکھنے والوں کی بھی ہے۔ جس قوم میں اہل قلم نہیں رہتے اس قوم کا وقار خاک میں مل جاتا ہے قوم کے اہل فکر و نظر کو چاہئے کہ وہ آگے آئیں اور اس سلسلے میں ہماری معاونت فرمائیں اس سلسلے میں' میں مولانا میرزا محمد جعفر صاحب حجۃ الاسلام مولانا سید ولی الحسن رضوی سازمان تبلیغات اسلامی قم' مولانا شیخ محمد سعید حیدری سازمان تبلیغات اسلامی قم' مولانا سید منظور الحسنین رضوی اور محدث فقہ جعفریہ حضرت آیت اللہ شیخ شبیر حسن نجفی مدرس حوزہ علمیہ مشہد کا بھی ممنون و متشکر ہوں کہ انہوں نے کتابوں کے سلسلے میں ہماری معاونت و رہنمائی فرمائی۔
پروردگار عالم ہم سب کو اپنے جید و باعمل علماء کی روشن کردہ راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

maablib.org

مطالعات و حوالہ جات

(۱) قصص العلماء مرحوم میرزا محمد ابراہیم تنکابنی
(۲) الذریعہ: شیخ علامہ بزرگ تہرانی
(۳) علامہ مجلسی: علی دوانی
(۴) یادنامہ کبیرہ: حسین بجت پناہ
(۵) روزنامہ رسالت: علامہ مجلسی نمبر
(۶) ریحانۃ الادب
(۷) ریاض العلماء جلد دوم صفحہ ۲۰۷
(۸) فیض القدسی جلد ۱۰۲ صفحہ ۱۰۷
(۹) بحار الانوار جلد اول
(۱۰) فوائد الرضویہ فی احوال علماء المذہب جعفریہ یار اول جلد دوم صفحہ ۳۳۰
(۱۱) وقائع السنین صفحہ ۵۳۰
(۱۲) امل الآمل جلد دوم صفحہ ۳۰۹
(۱۳) جامع الرواۃ جلد اول صفحہ ۳۲۱
(۱۴) روضات الجنات جلد چہارم صفحہ ۳۱۰
(۱۵) دیوان تاریخ حزیں صفحہ ۵۶
(۱۶) سلافۃ العصر صفحہ ۳۰۲
(۱۷) مرآت احوال: آقای احمد
(۱۸) حیات القلوب علامہ مجلسی
(۱۹) عین الحیات علامہ مجلسی
(۲۰) کشف الاسرار صفحہ ۱۳۹ امام خمینی رضوان اللہ
(۲۱) رجال نجاشی
(۲۲) تاریخ ادبیات ایران جلد چہارم صفحہ ۲۹
(۲۳) جواہر الکلام جلد ۸ صفحہ ۱۵۱ تا ۱۷۶
(۲۴) تحریر الوسیلہ جلد اول صفحہ ۳۳۱ تا ۳۳۴
(۲۵) تذکرۃ الملوک از انتشارات کبیر سال ۱۳۶۷ھ صفحہ ۳
(۲۶) مقدمہ نہایۃ الاقوال صفحہ ۹
(۲۷) وسائل الشیعہ شیخ حر عاملی جلد ۲۰ صفحہ ۵۱
(۲۸) اعیان الشیعہ جلد ۴۴ صفحہ ۳۳
(۲۹) مقابس الانوار صفحہ ۱۷
(۳۰) مستدرک الوسائل جلد ۳ صفحہ ۳۰۲
(۳۱) لؤلؤۃ البحرین صفحہ ۹
(۳۲) منتہی المقال صفحہ ۱۵۵
(۳۳) انوار البدرین صفحہ ۱۵۲
(۳۴) مکارم الآثار جلد اول صفحہ ۱۷۹
(۳۵) مصفی المقال صفحہ ۲۸
(۳۶) رجال علامہ بحر العلوم جلد ۳ صفحہ ۲۲۵
(۳۷) تاریخ عمومی قرون وسطی جلد ۳ صفحہ ۲۸
(۳۸) مقدمہ فوائد حدیث صفحہ ۱۲
(۳۹) احسن التواریخ صفحہ ۹۳
(۴۰) الذریعہ آیت اللہ آغا
(۴۱) یادنامہ علامہ مجلسی صفحہ ۲۱
(۴۲) بستان السیاحہ صفحہ ۸۱
(۴۳) شرح زندگانی استاد کل وحید بہبہانی
(۴۴) ریاض السیاحہ چاپ اصفہان صفحہ ۳۴۳
(۴۵) طرائق الحقائق چاپ اول جلد ا صفحہ ۱۵۱
(۴۶) عباسنامہ چاپ اراک ۱۳۲۹ صفحہ ۱۷۷
(۴۷) تذکرہ نصر آبادی صفحہ ۱۵۵
(۴۸) تلامذۃ علامہ مجلسی صفحہ ۱۰۰
(۴۹) انساب علامہ مجلسی
(۵۰) الکواکب منتشرہ صفحہ ۳۱
(۵۱) الروضۃ النضرہ جلد دوم صفحہ ۵۱
(۵۲) اجازات الحدیث صفحہ ۵۸
(۵۳) مآخذ سابق صفحہ ۲۷۶
(۵۴) فارسنامہ ناصری چاپ سنگی صفحہ ۳۹
(۵۵) جامع الحفظ صفحہ ۱۷۵
(۵۶) خاتمہ مستدرک صفحہ ۴۰۹

نایاب کتب

بہت سے علماء، فقراء، شعراء و دیگر حضرات نے اپنی پوری زندگی صرف کر کے محمدؐ و آل محمدؐ کے معام اور اسلام کی سربلندی کے لئے گراں قدر کتابیں لکھیں جو وقت کے دھارے میں ہماری نگاہوں سے وجھل ہو گئیں اور اب اُن کا نام جاننے والے بھی کم رہ گئے ہیں۔ اگر ان کو دوبارہ زندہ نہ کیا گیا، تو یہ بہت بڑا قومی و مذہبی نقصان ہوگا۔ ایسی چند کتب کے نام تحریر کئے جا رہے ہیں۔ اپنے مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے کہ ان کا نام کسی ایسی تحریر سے وابستہ ہو جائے جو مذہب حقہ کے بارے میں ہو اور جس کو سیکڑوں لوگ پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں۔ یہ کتابیں آپ خود شائع کر سکتے ہیں اور اگر اس سلسلہ میں کسی مدد یا خدمت کی ضرورت ہو تو ادارے سے رابطہ قائم کریں۔

۱۔ تجلیات (سوانح حیات مفتی محمد عباسؒ) (۸۳۰ صفحات) (عزیز لکھنوی)

۲۔ مجاہدِ اعظم۔ (۵۰۰ صفحات) (شاکر حسین امروہوی)

۳۔ تقیہ (۱۰۰ صفحات) (مولانا سید حامد حسین)

۴۔ استبصار (۲۰۰ صفحات) (مولانا سید راحت علی)

۵۔ ردّ التحفہ (۱۵۰ صفحات) (مولانا سید محمد حیدر)

۶۔ الولی (۲۵۰ صفحات) (مولانا سید فرمان علی)

۷۔ فلسفۂ اسلام (۳۰۰ صفحات) (علامہ ہندی)

۸۔ نہج البلاغۂ امام صادقؑ (۲۱۰ صفحات) تالیف: شیخ عبدالرسول ترجمہ: مولانا سید مرتضیٰ حسین

۹۔

۱۰۔ مفتاح القرآن (دیباچہ ترجمۂ قرآن مقبول احمد صاحب) (۱۹۰ صفحات) (مقدمہ) مولوی سید کلب حسین

سلسلہ کتب علمائے حق

مطبوعہ: ○ آقائے خوئی ○ علامہ شوستری

○ شہید علمائے حق (اول، ثانی، ثالث اور چہارم کے حالات پر مبنی)

شیخ صدوق — حضرت یعقوب کلینی

زیر طبع

۱۔ شیخ مفید
۲۔ علامہ سید مرتضیٰ
۳۔ علامہ حلی
۴۔ علامہ محقق طوسی
۵۔ علامہ باقر مجلسی
۶۔ علامہ ابن شہر آشوب
۷۔ حضرت جعفر بن قولویہ
۸۔ آقائے بروجردی
۹۔ آقائے محسن الحکیم
۱۰۔ آقائے خمینی

۱۔ علامہ میر حامد حسین (صاحب عبقات)
۲۔ مولانا مقبول احمد
۳۔ مولانا فرمان علی
۴۔ علامہ جوادی
۵۔ مولانا کلب حسین
۶۔ مولانا سید کفایت حسین
۷۔ سید مظہر حسین سہارنپوری
۸۔ مولانا سید ظفر مہدی گہر
۹۔ علامہ رشید ترابی
۱۰۔ مولانا سید محمد دہلوی
۱۱۔ مولانا سید مبارک حسین
۱۲۔ مولانا محمد اسمٰعیل دیوبندی
۱۳۔ علامہ علی نقی
۱۴۔ علامہ ابن حسن جارچوی
۱۵۔ مولانا محسن نواب رضوی قبلہ
۱۶۔ علامہ [illegible]
۱۷۔ [illegible]
۱۸۔ مولانا علی حیدر قبلہ

○ تذکرہ علمائے پنجاب و سرحد ○ تذکرہ علمائے سندھ و بلوچستان

○ تذکرہ علمائے اودھ ○ تذکرہ علمائے بہار اور بنگال

○ تذکرہ علمائے جنوبی ہند

مکتبہ زید شہید گلشن اقبال کراچی

4-1 ، نعمان ٹیرس ، فیز3 ، گلشن اقبال بلاک 11 ، یونیورسٹی روڈ ، کراچی

فون 8112868